بنام آں کہ نامش جز جان است

ارشادِ محبوب

یعنی

فوائد الفواد کا اردو ترجمہ

زیرِ اہتمام

غلامِ غلامانِ محبوب شیخ مسلم احمد نظامی ایم اے

کتاب ہٰذا کا کوئی حصہ کسی خاص فرد کی ملکیت نہیں ہے
جو چاہے چھاپے مگر صرف اس خیال سے کہ عامۃ الناس
کو فائدہ پہنچے۔ اپنا مالی فائدہ قطعی مدنظر نہ ہو۔
ہدیہ صرف پانچ روپیہ

ناشر

کتب خانہ نذیریہ، اردو بازار
دہلی

انڈیا لیتھو پرنٹنگ پریس پہاڑی بھوجلہ دہلی

ارشادِ محبوبؒ

حضرت قطب العاشقین محبوب رب العالمین سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا زری زربخش محبوب الٰہی قدس سرہٗ دنیائے اسلام
کی وہ عظیم المرتبت بلند پایہ شخصیت جس نے دنیا کے کونے کونے
میں اپنی بزرگی کا وہ سکہ جمایا جو اس کے شایانِ شان تھا۔ آج دنیا
اس کے پیغامات سے ناواقف ہوکر مصائب و آلام میں گرفتار ہو چکی
ہے۔ سرزمین ہندوستان و پاکستان کے کروڑوں انسان ہندو
ہوں یا مسلمان آج بھی حضرت محبوب الٰہی رحمت اللہ علیہ کے نام نامی کو
سن کر ادب سے اپنی گردنیں نیچی کر لیتے ہیں اور اس فعل کو عقیدت کہا
جاتا ہے۔ لیکن اگر احتیاط کے ساتھ بغور سوچا اور سمجھا جائے تو یہ بات
اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ اگر عقیدت صرف نام سے ہے تو وہ
بیکار اور لاحاصل ہے۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ عقیدت صرف
ذات سے نہ ہو بلکہ ذاتی اوصاف سے ہو۔ اوصاف محبوبی کیا تھے۔
اس سے دنیا والے ناواقف ہوتے چلے جارہے ہیں۔ یہ ایک ایسی ناواجب
کوتاہی ہے جس سے بنیادی نقصانات اور خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ
دن بدن بڑھتا چلا جارہا ہے۔ حضرت محبوب الٰہی کی زندگی کا ہر لمحہ
اُن کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اس قابل ہے کہ نہ صرف اس کی قدر کی

جائے بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی تقلید کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے تاکہ نہ صرف دینی بھلائی حاصل ہو بلکہ دنیاوی ترقیات کے باعزت مقامات حاصل ہوتے چلے جائیں۔ مختصر یہ کہ حضرت محبوب الٰہی کے ارشادات کو سمجھنا اور سمجھ کر اُن پر عمل کرنا گویا خیر الامم کے خطاب کی لاج رکھنا ہے۔ اِس لئے اور صرف اس لئے حضرت کے ملفوظات جو فوائد الفواد کے نام سے حضرت امیر علا حسن سنجری رحمت اللہ علیہ نے بیس سال کی محنت کے بعد جمع فرمائے تھے اور جو فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے عوام تک نہ پہنچ سکتے تھے اُن کو غلام احمد خاں بریاں نے اُردو میں منتقل کرکے وہ دینی بلندی حاصل کی جس پر آج جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ اُن کا یہ ترجمہ مسلم پریس دہلی نے ۱۳۱۴ھ میں شائع کیا لیکن یہ ترجمہ حسن کتابت و طباعت سے اس درجہ مزین نہیں تھا جس درجہ ہونا چاہیے تھا۔ اور یہ ترجمہ آجکل دستیاب بھی نہیں ہوتا اس لئے میں نے انتہائی کوشش اور غور کے ساتھ اس ترجمہ کو شروع سے آخیر تک اس طرح پڑھا کہ اصل کتاب جو فارسی میں تھی میرے سامنے رہی تاکہ ترجمہ کی اگر کوئی کوتاہی باقی تھی تو وہ بھی پیش نظر کتاب میں دور کر دی گئی ہے۔ جہاں تک ترجمہ کی زبان کا سوال ہے وہ اسلوب کے لحاظ سے آج متروک سمجھی جاتی ہے۔ مگر افہام و تفہیم کے لئے یہ زبان بھی کافی ہے۔ مگر جا بجا میں نے اس ترجمہ میں تغیر و تبدل

کر کے اس کو عام فہم بنانے کی ہر امکانی کوشش کی جہاں تک میرے اختیار
میں تھا میں نے اس کتاب کو اعلیٰ پیمانے پر پیش کیا ہے۔ جس کی دو
وجوہات ہیں ایک یہ کہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کا ایک ایک حرف
سونے سے لکھا جائے دوسرے یہ کہ میں خود حضرت محبوب الٰہی کی
ذات سے وہ خصوصی تعلق اور عقیدت رکھتا ہوں جو بہت کم لوگوں
کو نصیب ہے مگر اس کے باوجود بھی اگر کوئی کوتاہی ہے تو وہ تقاضائے
بشری ہے ورنہ جانتے بوجھتے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔

اخیر میں اگر سید تجمل حسین صاحب خواہر زادہ حضرت محبوب الٰہی کا
جن کی موکلی کا مجھے شرف حاصل ہے۔ شکریہ نہ ادا کروں تو احسان
فراموشی ہوگی۔ یہ ان کی عنایت تھی کہ انہوں نے یہ بابرکت کام مجھے
عنایت فرماکے میرے لئے دین و دنیا کی فلاح کا سامان مہیا فرمایا
اور جو ہر وقت حضرت محبوب الٰہی کے آستانِ عالیہ پر مجھ گنہگار
کے لئے دعا فرماتے رہتے ہیں۔

مزید براں حضرت سید اسلام الدین صاحب ۔ خواہر زادہ
حضرت محبوب الٰہی و امام مسجد علائی کا بھی میں از حد مشکور ہوں ۔ جنہوں
نے فوائد الفواد کا فارسی مطبوعہ نسخہ مجھے عنایت فرمایا جو ہمہ وقت
میرے پیش نظر رہا ۔ اور پروف پڑھنے کا اہم کام بھی میاں صاحب نے ہی کیا۔
کتاب آپ کے سامنے موجود ہے جس کا ظاہری حسن اس

عقیدت اور محبت کا آئینہ دار ہے۔ جو مجھے حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ سے
ہے۔ کتاب کیا ہے علم و حکمت کا خزانہ۔ دین اسلام اور تصوف کی
جیتی جاگتی اور منہ بولتی تصویر ہے۔ اگر اس کے مطالعہ سے کسی ایک
شخص نے بھی فائدہ حاصل کر لیا تو میں یہ سمجھونگا کہ میری یہ خدمت دربار
محبوبی میں قبول ہوئی۔ وما علینا الا البلاغ۔

مسلم احمد نظامی ایم اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد
والہ واصحابہ واھلبیتہ اجمعین اما بعد خادم خادمان درویشاں
بلکہ تراب نعال اقدام ایشاں غلام احمد خاں بریاں۔ ابن جناب فیض مآب
سراج السالکین بدر العارفین محب الفقراء والمساکین مولانا بالفضل والاولی
بالکمال حضرت مولوی غلام محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ حنفی چشتی سلیمانی
ساکن قصبہ جھجر ضلع روہتک از مضافات شہر شاہجہاں آباد عرف دہلی
حضرات ارباب دانش واصحاب بنیش کی خدمت فیض درجت میں
عرض کرتا ہے کہ جب یہ عاجز ہیچ کارہ گرفتار نفس امارہ آلودہ عصیاں
سنہ ۱۳۱۰ھ میں ترجمہ کتاب مستطاب منتخب جواہر آسمانی معدن فیوضات
لاثانی مجموعہ شریف ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت نور اللہ مرقدہم

سے فارغ ہوا چند دوستان صادق و محبانِ واثق محرک اس امر کے ہوئے کہ کتاب مستطاب فوائدالفواد ملفوظات شریف حضرت قطب العاشقین محبوب رب العالمین سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کامل بیس سال کی محنت میں جمع فرمایا ہے اور نہایت بابرکت و مستند کتاب ہے اگر زبان اُردو میں ترجمہ ہو جائے موجب حصول استفادہ اُردو خواں ہو اور طالبان حق کو جو زبان فارسی نہیں سمجھ سکتے اس کے مطالعہ سے فوائد بے اندازہ حاصل ہوں گے۔ اس تحریک کو عالی جناب حضرت ولی نعمی قبلہ و کعبہ ام مدظلہٗ نے بھی پسند فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ تم کو اب فرصت ترجمہ ملفوظات خواجگانِ چشتؒ سے ہوگئی اس کے بھی ترجمہ کا تہیہ کرو چونکہ یہ عاجز تعمیل ارشاد دوستاں سے بھی دریغ نہ رکھتا تھا۔ اور اب فرمان واجب الاذعان حضرت سراج السالکین ادام اللہ لقائہٗ صادر ہوا۔ عذر اپنی بے بضاعتی از علم و فن درمیان میں لاکر اس نسخہ شریف کے ترجمہ پر کمر باندھی اللہ تعالیٰ پاک بے نیاز جل شانہٗ و عم نوالہٗ سے استدعا ہے کہ وہ ترجمہ کرنے میں اپنے لطف عام و احسان عظیم سے میری پردۂ غیب سے امداد فرمائے اور مشکلات ترجمہ کو آسان کرے نیز قاریان کتاب سے بھی امیدوار ہے کہ خادم حسب تعمیل ارشاد بزرگاں اس کار اہم کے انجام پر مستعد ہوا ہے اگر کہیں زلت و لغزش پائیں از راہِ الطاف و کرم درست فرمائیں۔ کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان حدیث شریف قدسی منزلت قدوسی مرتبت ہے۔

اور اس فقیر کے حق میں دعائے خیر و سلامتی ایمان فرمائیں کہ دنیا سے ایمان
سلامت لیجانا ہی فوز عظیم ہے حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ
اسی معنی میں کیا خوب فرماتے ہیں ؎ الٰہی بر جنید ایماں نگہدار ۞ کہ این
است مال و جاہ و اعتبارم۔ اور نام نامی اس ترجمہ مجموعہ فوائد بے بہا
کا تبرکاً و تیمناً اسم اصلی یعنی فوائد الفواد ہی رہنے دیا البتہ واسطے تعارف
ارشاد محبوب اردو زیادہ کیا اور یہ نسخہ شریف ایک باب اور
دو فصل پر تمام ہوا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

باب اول

پہلی فصل اس فصل میں مختصر حال حضرت خواجہ راستین وارث اہل سلوک والانبیاء والمرسلین حضرت شیخ المشائخ محبوب رب العالمین نظام الحق والشرع والہدیٰ۔ والدین محمدؒ بن احمد بن علی البخاری۔ بدایونی۔ شمس الدہلوی رضی اللہ عنہم مجموعہ شریف ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم ترجمۂ دعاگوئے مسلمانان خاکسار مترجم فوائد ہذا کی باب پنجم فصل اول سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

واضح ضمیر منیر وابستگان سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہؒ ہو کہ نام نامی واسم گرامی صاحب ملفوظات ہذا موسوم بہ فوائد الفواد کا سلطان المشائخ

محبوب الٰہی نظام الدین محمدؒ بن احمد رضی اللہ عنہ ہے آپ از سادات حسینی
ہیں کہ سلسلہ نسب آپ کا اٹھارہ واسطوں سے حضرت امام الارض فی السماء
سلطان الشہداء حضرت امام حسین الشہید فی الکربلا رضی اللہ عنہ
تک پہنچتا ہے۔ کہ اسم مبارک والد ماجد حضرت سلطان المشائخ قدس
سرہ العزیز کا سید خواجہ احمد بن سید خواجہ علی الحسینی البخاری بن
سید عبداللہ بن سید حسن بن سید میر علی بن سید میر احمد بن
سید میر ابی عبداللہ بن سید میر علی اصغر بن سید جعفر بن سید
علی الامام بن سید علی الہادی النقی بن سید امام محمدؒ بن الجواد بن الامام
الشہداء حضرت امام علی موسیٰ الرضا بن الامام موسی الکاظم الغیظ بن الامام
الہمام حضرت جعفرؒ الصادق بن الامام محمدؒ الباقر بن الامام علی
حضرت امام زین العابدین بن الامام فی الارض والسماء سلطان الشہداء
حضرت امام حسین الشہید فی الکربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ اور
جد مادری بھی حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کے نیز از سادات
حسینی ہیں کہ سلسلہ نسب از جانب مادر آپ کا سلسلہ نسب پدری حضور
سے بعد چار واسطوں کے جا ملتا ہے۔ کہ نام مبارک آپ کی والدہ ماجدہ
کا بی بی زلیخا بنت سید عرب الحسینی البخاری سید محمدؒ بن سید
حسن رحمہم اللہ علیہم ہے ۔ حضرت سید حسن نوراللہ مرقدہٗ جد مادری
و پدری آپ کی ہیں ۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ خلیفہ
اعظم حضرت خواجہ حریق المحبت فرید الدین گنج شکر رحمت اللہ علیہ

کے تھے۔ کتب سیر میں مرقوم ہے کہ آپ کے دادا علی بخاری اور آپ کے نانا
خواجہ عرب رضی اللہ عنہما بخارا سے ہندوستان وارد ہوئے اور مدت
مدید تک لاہور میں مسکن گزین رہے۔ بعدہٗ شہر بدایوں میں جو اوس
زمانہ میں "قبتہ الاسلام تھا" تشریف لائے اور سکونت اختیار کی۔ خواجہ علی
بخاری رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند موسوم بہ خواجہ احمد تھے اور حضرت خواجہ
عرب کے دو فرزند اور ایک دختر رابعہ عصر بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا تھیں۔
جب کہ ہر دو حضرات وطن مالوفہ سے بمعیت یکدگر عازم ہند ہوئے اور
ہندوستان میں پہنچ کر لاہور میں بھی ساتھ ہی ساتھ اقامت گزین ہوئے
اور وہاں سے بدایوں بھی ساتھ آئے۔ پس واسطے مزید استحکام اخوت
رشتہ مناکحت خواجہ احمد و بی بی زلیخا رضی اللہ عنہما کا باندھا گیا۔ ان
دونوں نیکبختوں سے ساعت سعید و آوان حمید میں حضرت سلطان
المشائخ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ
کیا خوب فرماتے ہیں ؎ آفریں از خدائے بر پدرے ٭ کہ ازو ماند
اینچنیں پسرے ۔ للہ دَرّمَن قال ؎ پدرے را کہ آنچناں خلف است
٭ مادرے را کہ ایں چنیں پسر است ٭ آفتابش بر آستیں قباست ٭ ماہتابش
بر آستانِ دَر است ٭ ابھی آپ خورد سال تھے کہ حضرت کے والد
کو سفر آخرت پیش آیا اور سرزمین بداؤں میں مدفون ہوئے رحمت
اللہ علیہ۔ آپ کی والدہ ماجدہ رابعہ عصر بی بی زلیخا رحمت اللہ علیہا بعد
انتقال خواجہ احمد نور اللہ مرقدہٗ کے متکفل آپ کی پرورش و تربیت

کی ہوئیں جب وقت عمر شریف چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے مکتب میں برائے تعلیم قرآن مجید و فرقان حمید بھیجا آپ نے تھوڑے عرصہ میں قرآن شریف پڑھا اور دیگر کتب متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے اُن ہی ایام میں کہ عمر شریف آپ کی بارہ برس کی تھی اور آپ کتب لغت پڑھتے تھے ۔ ایک شخص جس کا نام ابوبکر قوال تھا۔ ملتان سے آپ کے استاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمت اللہ علیہ کی مجلس میں راگ گایا اور یہ اشعار پڑھے ؎

قَدْ لَسَعَتْ حَیَّةُ الْھَوٰی کَبِدِیْ (یعنی ہر آئینہ ڈسا ہے مارِ عشق نے میرے جگر کو) مصرعہ دوئم اُس کو اس وقت یاد نہ آتا تھا آپ نے یاد دلایا وہ یہ امر دیکھکر آپ کی جانب مخاطب ہوا اور اپنے حالات سفر بیان کرنے شروع کئے خانقاہ شیخ بہاء الدین ذکریاؒ اور وہاں کے درویشوں کے مجاہدات کے ذکر میں بیان کیا کہ خانقاہ شیخ موصوف میں ہر شخص ذاکر ہے حتیٰ کہ لونڈیاں جو آٹا گوندھتی ہیں آٹا گوندھتے وقت بھی ذکر سے فارغ وخالی نہیں رہتیں۔ میں ایک عرصہ تک وہاں رہا بعدہ روانہ ہو کر پاک پٹن میں آیا اور زیارت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہٗ سے مشرف ہوا آپ اسقدر باعظمت و ہیبت بزرگ ہیں۔ کہ آپ کا حال اور درویشاں خانقاہ کا تذکرہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ ذات حضرت شیخ شیوخ العالم کی ایک عجب

دریائے فیض ہے کہ آنے والا خواہ کیسا ہی بدبخت ہو خانقاہ مبارک سے محروم نہیں جاتا۔ حضرت سلطان المشائخ رحمت اللہ علیہ کو بمجرد سننے اُن کلمات کے عشق غائبانہ حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہ العزیز کا پیدا ہوا اور محبت شیخ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے دل پر مستولی ہوئی کہ ہر حالت میں موافق شیوۂ محب ذکر خیر حضرت شیخ شیوخ العالم رضی اللہ عنہ کا فرماتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اپنی اوقات مبارک کو ذکر خیر شیخ شیوخ العالم قدس سرہٗ سے معمور رکھتے بدایوں سے بعد فراغت تحصیل علم جس کا حاصل کرنا وہاں ممکن تھا برائے حصول علم مزید دہلی تشریف لائے اور شمس الملک کی خدمت میں جو صدر ولایت دہلی تھے حاضر رہکر مقامات حریری کے چالیس مقام پڑھے اور علم حدیث کی سند حاصل کی بعدہٗ بشوق ارادت شیخ فرید الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجودھن تشریف لیگئے اس وقت عمر مبارک آپ کی بیس سال کی تھی۔

نسخہ راحت القلوب جس میں حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملفوظات اپنے پیر کے جمع فرمائے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۱۰۔ ماہ رجب المرجب سنہ ۶۵۵ ہجری دعاگو بمقام اجودھن حاضر خدمت شیخ شیوخ العالم ہوکر شرف بیعت حضور سے مشرف ہوا۔ آپ نے بیحد نوازش فرمائی اور خرقہ و نعلین چوبیں (کھڑاوں)

مرحمت کیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ولایت ہند کسی دوسرے شخص کو تفویض کرنے کا تھا مگر تم راستہ میں تھے کہ مجھ پر الہام ربانی ہوا کہ یہ نظام الدین کا حق ہے۔ جب وہ حاضر ہو اسے عنایت کرنا چاہیئے۔ میں یہ سُن کر قدمبوس ہوا اور اس شوق ملازمت کا بیان کرنا چاہا جو مجھے واسطے حضوری کے حاصل تھا الا زبان نے یاری نہ دی اور دہشت شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ کی غالب آئی۔ آپ نے روشن ضمیری سے واسطے ہیبت کے فرمایا کہ یہ جائے دہشت ومقام خوف نہیں ہے۔ لِکُلِّ دَاخِلٍ دَہْشَۃٌ (واسطے ہر داخل ہونے والے کے دہشت ہے) اور نیز زبان مُبارک سے ارشاد فرمایا

؎ اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ ⁂ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ ⁂ اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ شرف بیعت حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہٗ سے مشرف ہوئے آپ نے خدمت مرشد میں عرض کی کہ اگر حکم صادر ہو میں ترک تعلیم کر کے اوراد و نوافل میں مصروف ہوں۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم و تعلم سے منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو۔ امر غالب آپ ترک کرا دیگا۔ درویش کو کسی قدر علم ضرور ہونا چاہیے۔ فرمان شیخ ہونے پر آپ خانقاہ میں مصروف یاد کردگار ہوئے اور طریقہ مجاہدہ و ریاضت کا اختیا

کیا جیساکہ ملفوظ مبارک راحت القلوب سے ظاہر ہے۔ آپ آٹھ ماہ
خدمت شیخ الاسلام قدس سرہٗ العزیز میں حاضر رہے کہ شیخ شیوخ
العالم قدس سرہ العزیز نے کمالیت آپ کی ملاحظہ کی اور خرقہ
خلافت سے ممتاز فرماکر دہلی روانہ کیا آپ دہلی تشریف لائے اور
دہلی سے تین مرتبہ زمانۂ حیات حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ
عنہ میں برائے حصولِ زیارت جسمانی اجودھن کو تشریف لے گئے
مگر وقت رحلت حضرت شیخ شیوخ العالم رحمت اللہ علیہ اجودھن
میں تشریف فرمانہ تھے۔ **منقول** ہے کہ اوائل حال میں آپ کو
اس قدر تنگی معاش تھی کہ باوجود اس قدر ارزانی کہ اُن دنوں ایک
پیسہ میں دو آدمی دونوں وقت بخوبی شکم سیر ہوتے تھے آپ
کو کئی کئی روز تک زحمتِ فاقہ کشی کھینچنی پڑتی تھی۔ سیرالاولیاء میں
سید محمد مبارک علوی الکرمانیؒ المعروف بخواجہ امیر خورد تحریر فرماتے
ہیں کہ میں نے زبانی شیخ نصیرالدین محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنا ہے
فرماتے تھے کہ خود مجھ سے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز
نے ارشاد فرمایا کہ اُن دنوں جب میں دہلی میں متصل دروازہ مندہ
رہتا تھا۔ دو دو تین تین روز گذر جاتے تھے کہ مجھے اور میرے
متعلقان کو بالکل بوئے طعام نہ پہنچتی تھی میری والدہ کی عادت
تھی کہ جس روز گھر میں غلہ نہ ہوتا مجھ سے فرماتیں کہ بابا نظام الدین
امروز ما مہمان خدائیم مجھے ان الفاظ سے ایسی خوشی ہوتی کہ میں اس کو

بیان نہیں کرسکتا اور فرطِ شوق ابنساط سے بالکل پروائے طعام نہ رہتی
تھی اتفاقاً ایک روز ایک شخص بطریق نذر ایک روپیہ کا غلہ والدہ
کو دیگیا۔ اس وجہ سے متواتر کئی دن تک کھانا نصیب ہوا۔ میں تنگ
آگیا اور اپنے دل میں کہتا تھا۔ کہ وہ کونسا روز ہوگا کہ والدہ فرمائیں
گی کہ "بابا نظام الدین امروز ما مہمانِ خدائیم" آخرش وہ غلہ ختم ہوگیا اور والدہ
نے مجھ سے بوقت افطار کہا کہ " بابا نظام الدین امروز ما مہمان خدائیم
مجھے استماع ان الفاظ سے ایک حالت طاری ہوئی جو بہت باراحت
تھی۔ کہ اس کی صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ صاحب سیر الاولیاء تحریر
فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سید محمد کرمانی رحمت اللہ علیہ سے
سنا ہے کہ وقت تشریف آوری حضرت سلطان المشائخ بمقام غیاث
پور خانقاہ مبارک میں خالی دستر خوان پھرایا جاتا تھا کہ ساکنان خانقاہ
کو عدم موجودگی علوفہ معلوم ہوجائے۔

خود حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے
کہ جس وقت سلطان معز الدین کیقباد نے شہر نو متصل غیاث پور آباد کیا
خلق کا مجھ پر ہجوم ہوا اور آمد و رفت امراء و ملوک کی بکثرت ہوئی میرے
دل میں آیا کہ اس ... سے چلا جانا مناسب ہے اسی اندیشہ میں تھا کہ
اسی روز عصر کے وقت ایک جوان صاحب جمال لغایت نحیف البدن
آیا اور مجھے دیکھتے ہی یہ مثنوی پڑھی ۔ آں روز کہ مہ شدی نمیدانستے
کانگشت نمائے عالمی خواہی شد۔ امروز کہ زلف دلبا خلقے بہ بود؟ در گوشہ

نشستت نمیداد وسووہ اس کے بعد یہ کہا کہ آدمی کو اول مشہور نہ ہونا چاہیے
اور جس وقت مشہور ہوا پھر اس کو گمنام ہونے کا خیال نہ کرنا چاہیئے
ورنہ فردائے قیامت حضرت مقبول صلعم کے روبرو شرمندہ
ہوگا۔ اس کے بعد کہا کہ کسقدر پست ہمتی اور کم حوصلگی ہے کہ خلق سے
گوشہ گیر ہوکر حق سے مشغول ہوں بلکہ مردوں کا یہ کام ہے کہ باوجود
کثرت آمدورفت خلائق حق سے مشغول رہیں جب وہ خاموش ہوا۔
کس قدر کھانا جو موجود تھا ان کے روبرو رکھا الا انہوں نے نہیں
کھایا۔ میں نے اُسی وقت نیت کی کہ یہیں رہوں گا۔ جس وقت میں
نے یہ نیت کی اُنہوں نے ہاتھ کھانے میں ڈالا۔ اور کسی قدر تناول
فرمایا اور پانی پی کر چلے گئے۔ بعد اس واقعہ کے میں نے ان کو کبھی نہیں
دیکھا جب حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت درست
فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول تام عنایت فرمایا خاص و عام بجانب
حضرت کے رجوع لائے اور دروازے فتوح کے حضرت پر مفتوح
ہوئے کہ ایک عالم نے اس سے فائدہ اُٹھایا حضرت باوجود اس
شوکت عظمت کے ریاضات اور مجاہدات میں مشغول رہتے تھے
کہتے ہیں کہ آخر عمر میں جب سن شریف اسی برس سے تجاوز کر گیا تھا
آپ نے بدرجۂ غایت مجاہدہ اختیار کیا ہر روز روزہ رکھتے اور
وقت افطار بہت ہی تھوڑا کھاتے۔ سحری اکثر تناول نہ فرماتے تھے
حتیٰ کہ اہل خانقاہ نے عرض کیا۔ کہ مخدوم وقت افطار بہت کم کھانا

کھاتے ہیں بعدہٗ سحری بھی تناول نہیں فرماتے ہیں اس سبب سے آپ کی قوت بہت کم ہو جانے گی آپ یہ سن کر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ بہت سے درویش و مساکین مساجد اور دو کانوں کے گوشوں میں بھوکے پیاسے فاقہ زدہ پڑے ہوئے ہیں وہ بھوکے رہیں اور میں پیٹ بھر کر کھاؤں اس حالت کی یاد آوری سے کھانا میرے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ ایسی ہی باتیں فرما کر زار زار رونے لگتے۔ گریہ موقوف نہ ہونے پر لوگ دستر خوان سامنے سے بڑھا لیتے اور خود حضرت سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ بہنگام سفر تنہا کشتی میں ہمراہ شیخ شیوخ العالم رضی اللہ عنہ کے سوار تھا۔ شیخ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دہلی میں مجاہدہ اختیار کرنا بیکار رہنا اچھا نہیں ہے روزہ ہمیشہ رکھنا کہ روزہ نصف راہ دین ہے اور دیگر اعمال نصف راہ دیگر اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ نظام الدین میں نے تیرے واسطے خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ تو طلب کرے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے کرم سے تجھے عطا فرمادے منقول ہے کہ آپ رات کو حجرۂ خاص کا دروازہ اندر سے بند فرما لیتے اور تمام شب راز و نیاز میں مصروف رہتے صبح کے وقت دروازہ کھولتے بوجہ شب بیداری چشمہائے مبارک سرخ رہتی تھیں جس کی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑتی وہ تصور کرتا کہ یک مست طافح (مخمور) ہیں امیر خسرو علیہ الرحمتہ اسی ضمن میں کیا خوب فرماتے ہیں۔ تو شبانہ می نمائی بہ بر کہ بودی امشب کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

نقل ہے کہ پروانہ رہائی کسی شخص کا گم ہوگیا تھا۔ اسے بہت تشویش تھی۔
خدمت شریف میں برائے طلب دعائے خیر حاضر ہوا آپ کا وقت خوش تھا
فرمایا کہ "حلوا بروح پاک گنجشکر بدہ" وہ حسن اعتقاد سے روپیہ لیکر
حلوائی کی دوکان پر گیا اور حلوا مول لیا۔ حلوا بنانے والے نے حسب
قاعدہ کاغذ میں لپیٹ کر شئے مطلوبہ دی اس نے جب کاغذ کو دیکھا
وہی پروانہ رستگاری تھا۔

منقول ہے کہ آپ نے رحلت سے چالیس روز پیشتر کھانا بالکل
چھوڑ دیا تھا۔ اور وقت غلبہ بیماری جب آپ بیہوش ہو جاتے اور
پھر جب ہوش میں آتے ارشاد فرماتے کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں
اگر کہا جاتا کہ آپ ادا فرما چکے ہیں۔ ارشاد فرماتے کہ ایک مرتبہ اور پڑھلوں
پس مکرر سہ کرر نماز ادا فرماتے اور اکثر ورد زبان تھاسے میرویم میرویم
و میرویم۔ جس وقت حضرت کا وقت ارتحال قریب آیا آپنے اقبال
خادم خانقاہ کو طلب فرما کر اس سے ارشاد کیا کہ خانقاہ میں کسی چیز کو
نہ رکھو بروز حشر مجھ سے حساب لیا جاوے گا۔ اقبال خادم اسی وقت
گیا اور تمام اسباب لٹا دیا الا لنگر میں کسی قدر غلہ جو وظیفہ درویشاں
برائے چند روز تھا باقی رکھا اس حال کے دریافت ہونے پر آپ بہت
ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ غلہ کس واسطے رکھ چھوڑا ہے ابھی تقسیم ہو اور
انبار خانوں کی پورے طور سے صفائی کی جاوے۔ اقبال نے حسب الحکم
اسی وقت انبار خانوں کے دروازے کھولدیئے درویش و فقرا ایک

ساعت میں جمع ہو گئے اور تمام غلہ لوٹ کر چلے گئے۔ انبار خانوں میں جھاڑو دی گئی ایک صاع بھی غلہ باقی نہ رکھا اس کے بعد خادمان خانقاہ اور متوسلان حضرت نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی عمر اس شان و شوکت سے گذاری کہ بادشاہان مصر کو آپ کی عظمت دیکھکر رشک و حسد ہوتا تھا آپ کے سامنے ہم لوگوں کو کسی سے ملتجی ہونے کی ضرورت نہ تھی بعد مخدوم کے ہمارا کیا حال ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے طریقہ پر قائم رہو گے میری خانقاہ میں تم کو اس قدر حاصل ہوگا کہ تمہارے اخراجات اس سے بخوبی چلتے رہیں گے۔

قصہ مختصر حالات خوارق عادات حضرت سلطان المشائخ نور اللہ مرقدہٗ کے اسقدر ہیں کہ اس مختصر مضمون میں مندرج نہیں ہو سکتے اگر ایک شمہ اس کا بیان ہو یہ فصل بجائے خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ طالب صادق کو چاہیئے۔ کہ رجوع بطرف سیر (تاریخ) کے کرے سیر الاولیا حضرت کے حالات و ارشادات میں جامع و مستند کتاب ہے۔ اس نیازمند داعی الخیر غلام احمد مترجم مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم کا ارادہ ہے (ارادۃ اللہ الغالب) ہے کہ ترجمہ ان فوائد بے بہا سے فارغ ہو کر سعادت ترجمہ کتاب مذکور حاصل کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وفات شریف آپ کی بعد طلوع آفتاب بروز چہارشنبہ ہشتدہم ماہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ سنہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا مرجع حاجات خلائق زیارت گاہ خاص و عام دہلی سے تین کوس کے فاصلہ پر سمت دکن ہے

نیز اسرع بمغفرت ربہ کسی نے یہ قطعہ تاریخ آپ کی وفات کا خوب موزوں کیا ہے
اللہ اس کو اجرِ عظیم عطا فرماوے قطعہ نظامِ دو گیتی شہِ ملوکیں و سراج دو عالم
شدہ بالیقین و چو تاریخ فوتش بجستم ز غیب و ندا داد ہاتف شہنشاہِ دین ؎
۷۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز ترجمہ کتاب فوائد الفواد

فصل دوم ۔ خاکسار غلام احمد خاں بریاں مترجم فوائدِ ہذا قبل از شروع ترجمہ عرض کرتا ہے کہ اصل کتاب میں دیباچہ اول سے پیشتر جو خطبہ کتاب تحریر ہے وہ حضرت سلطان المشائخ طاب اللہ ثراہ کی خاص قلم سے منسوب کیا جاتا ہے اور عبادت سے بھی یہی ہویدا ہے ۔ اس لئے طریقۂ ادب سے یہ مناسب معلوم ہوا کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی چکیدہ قلم خطبہ کو از روئے تبرک اپنی اصلی حالت پر ہی رہنے دیا جائے ۔ نیز یہ خطبہ دقیق بھی نہیں ہے اور بیشتر اس میں اسماء حضرات خواجگان چشت طاب اللہ ثراہم وجعل خطیرۃ القدس مثواہم ہیں ۔ جس کی فہمید سے افہام ناظرین قاصر نہیں ۔ وہو ہذا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی سبح التسبیح بلسان حالہ والصلوٰۃ
علیٰ رسولہ محمد وآلہ اما بعد میگوید اضعف العباد محمد احمد بداؤنی
نظام جل اللہ قابل المحبۃ کہ چوں عنایت سابقہ ایں بیچارہ را در حضرت
بارفعت شیخ شیوخ العالم قطب الوریٰ علامۃ الہدیٰ بدر الشریعۃ
شمس الحقیقۃ فرید الحق والدین طیب اللہ ثراہ وجعل خطیر القدس مثواہ
برسانید او از روئے بندہ نوازی ایں بندہ را بنظر اختصاص ملحوظ
گردانید و بخرقۂ ارادت مشرف کرد و او از خدمت ملک المشائخ سلطان
الطریقۃ برہان الحقیقۃ ابو المکارم خواجہ قطب الملۃ والدین بختیار اوشی
یافتہ و او از خدمت بدر العارفین سید العابدین خواجہ معین الملۃ
والدین حسن سنجری یافت و از خدمت حجۃ الحق علی الخلق خواجہ
عثمان ہارونی یافت و او از خدمت سید الخلق عدیم المثل خواجہ حاجی
شریف زندنی یافت و او از خدمت خواجہ مودود چشتی یافت و او از خدمت
ملجاء العباد خواجہ محمد چشتی یافت و او از عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار خواجہ ابو احمد
چشتی یافت و او از خدمت تاج الاولیاء سراج الاصفیا خواجہ
ابو اسحٰق شامی چشتی یافت و او از خدمت شمس الفقرا بدر الکبرا خواجہ
ممشاد علو دینوری یافت و او از خدمت اکرم اہل الایمان و افر البر والاحسان
خواجہ ہبیرہ بصری یافت و او از خدمت تاج العلما منہاج الاتقیا

خواجہ حذیفہ مرعشی یافت واو از خدمت سلطان التارکین برہان العارفین باذل المملکتہ والسلطنتہ خواجہ ابراھیم ادہم یافت واو از خدمت قطب الفضائل خواجہ فضیل بن عیاض یافت واو از حضرت قطب المشائخ المعظم خواجہ عبدالواحد زید یافت واو از خدمت رئیس التابعین خواجہ حسن بصری یافت واو از خدمت افضل الوقت اعلی العصر امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ یافت واو از خدمت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یافت اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ بَرَکَاتَھُمْ اِلَیَّ وَاِلٰی کَافَّۃِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ۔

دیباچہ اول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ خزانہ غیب کے جواہر اور یہ بلاشک وشبہ چمکدار موتی جو خزانہ تلقین حضرت خواجہ راستین لقب یافتہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ ملک الفقرا والمساکین نظام الحق والشرع والھدیٰ والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ آمین۔ جمع کئے جاتے ہیں جو کہ حضرت بابرکت کی زبان فیض ترجمان سے سنے تھے راقم نے حتی الوسع خود عین لفظ مبارک ہی کو تحریر کیا ہے یا اس کے معانی بقدر فہم خاکسار رکھے گئے ہیں۔ اوران سے فائدہ حاصل کیا گیا ہے اور نام اس مجموعہ کا

فوائد الفواد رکھا گیا واللہ المستعان و الیہ التکلان۔

پہلی مجلس

روز یکشنبہ تیسری ماہ شعبان سنہ ۷۰۷ھ

بندہ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار حسن علا سنجری کو جو اس مجموعہ شریف کا بانی و جامع ہے دولت قدمبوسی حضرت ملکوتی صفت کی حاصل ہوئی ہے آپ نے نہایت نوازش مرحمت اس خاکسار کے حال پر فرمائی اور کلاہ چہار ترکی عنایت فرما کر اسی روز فرض نمازیں و چاشت اور چھ رکعات نماز اوّابین بعد مغرب کے پڑھنی اور ایام بیض کے روزے رکھنے کے لئے حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ متقی اور تائب برابر ہیں متقی وہ ہے جس نے اپنی عمر میں کبھی گناہ نہیں کیا اور کوئی معصیت اس سے سرزد نہیں ہوئی اور تائب وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہوئے اور اس سے توبہ کی۔ اس کے بعد پھر ارشاد فرمایا کہ دونوں برابر ہیں بحکم حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی مثال گناہوں سے توبہ کرنے والے کی ایسی ہے گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا اور یہ بات بھی اسی محل میں ارشاد فرمائی کہ جس نے گناہ کیا اور گناہ سے لذت حاصل کی ہر صورت میں جب تائب ہو کر نیک عمل کریگا طاعت سے بھی اس کو ذوق حاصل ہوگا۔ ممکن ہے کہ ایک ذرہ اس راحت کا جو اس کو اس

طاعت میں حاصل ہو گئی ہوں سے کے تمام کھلیانوں کو جلا ڈالے اس کے
بعد ارشاد فرمایا اللہ والوں نے ہمیشہ اپنی ذات کو پوشیدہ رکھا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے ان کے کمال کو ظاہر فرمایا ہے یہ بیان فرماکر ارشاد
فرمانے لگے کہ خواجہ ابوالحسن نوری نور اللہ مرقدہٗ مناجات میں فرمایا
کرتے تھے کہ یا الٰہی تو اپنے شہروں میں مجھے اپنے بندوں کی نگاہ
سے پوشیدہ رکھ۔ ہاتف غیب نے انھیں آواز دی کہ اے ابوالحسن
حق کو کوئی شے نہیں چھپا سکتی اور حق کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور
یہ حکایت بھی اسی سلسلہ میں ارشاد فرمائی کہ خطہ ناگور میں ایک بزرگ
خواجہ حمید الدین سوالی رہتے تھے ان سے سوال کیا گیا کہ بعض مشائخ جب
رحلت فرماجاتے ہیں ان کے مرنے کے بعد کوئی شخص ان کا نام نہیں لیتا
اور بعض جب انتقال کرتے ہیں ان کی کرامت کا آوازہ اقصائے
عالم میں چاروں طرف پہنچ جاتا ہے۔ اس فرق کا کیا سبب ہے۔
مولانا حمید الدین سوالی نے جواب دیا کہ جس شخص نے زندگی میں
اپنی ذات کو مشتہر کرنے کے لیے کوشش کی ہے اس کے مرنے
کے بعد وہی وجہ اس کی گمنامی کا باعث ہوتی ہے۔ اور جس
نے زندگی میں گم نامی اور حال چھپانے کی کوشش کی ہے بعد اس کی
وفات کے اس کے نام اور کرامت کی شہرت چار دانگ عالم میں ہو جاتی
ہے۔ اس کے بعد گفتگو مشائخ کبار اور ان کی ترقی درجات ابدالوں کے
مراتب کے بارے میں ہوئی آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک

شخص نے خانقاہ مبارک حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی میں داخل ہوتے وقت دیکھا کہ دروازہ خانقاہ پر ایک شخص دست و پاشکستہ پڑا ہوا ہے جب یہ خدمت شیخ میں پہنچا اس دست و پاشکستہ کی بابت بھی دریافت کیا اور اس کا حال بیان کرکے دعا کے واسطے درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ اس نے بے ادبی کی ہے اس آنے والے نے دریافت کیا کہ اس دست پاشکستہ سے کیا بے ادبی ہوئی اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص منجملہ چالیس ابدالوں کے ایک ابدال ہے۔ کل اپنے اور دو یاروں کے ساتھ ہوا میں اڑتے ہوئے اس خانقاہ کے اوپر آئے ایک نے ازراہ ادب داہنی جانب کنارہ کیا اور خانقاہ کو اپنی داہنی جانب چھوڑ کر اُڑتا چلا گیا۔ دوسرے نے بھی اس کی تقلید کی اور بائیں جانب سے چلا گیا اس شخص نے بے ادبی سے سیدھا جانا چاہا جب ہوا میں اس خانقاہ کے مقابل آیا گر پڑا کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور یہ حکایت بھی اُسی محل میں ارشاد فرمائی۔ آداب مشائخ اور ان کے استفسار کے جواب کا ذکر کیا کہ خواجہ جنید بغدادی ؒ ایک شب جس کی صبح کو عید تھی اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کی خدمت میں چار شخص مردانِ غیب سے حاضر تھے آپ نے ان میں سے ایک شخص کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تم صبح نماز عید کہاں پڑھوگے اس نے جواب دیا کہ مکہ معظمہ میں پڑھوں گا دوسرے سے یہی سوال کیا اس نے جواب

دیاکہ مدینہ منورہ میں اُس کے بعد تیسرے سے دریافت کیا اُس نے
جواب دیاکہ بیت المقدس میں اس کے بعد چوتھے سے دریافت
کیا تم نماز عید کہاں پڑھوگے اس نے عرض کی کہ یہیں بغداد میں حضرت
کے ساتھ۔ آپ اس کے اس حسن ادب و جواب سے نہایت خوش
ہوئے اور ارشاد فرمایا اَزْیَدُہُمْ وَاَعْلَمُہُمْ وَاَفْضَلُہُمْ اسکے بعد گفتگو تزکیہ
نفس کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایاکہ مرد میں کمال چار
چیزوں سے پیدا ہوتا ہے یعنی کم بولنا کم کھانا کم سونا اور آدمیوں سے
کم صحبت رکھنی اس کے بعد گفتگو دربارہ جدوجہد اجتہاد ہوئی۔ میں
نے یہ دوبیتیں آپ کی زبان گوہر افشاں سے سنیں۔ قطعہ

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین   بندہ را اجتہاد باید کرد
نامۂ کاں بحشر خواہی خوند   ہم ازیں جا سواد باید کرد

دوسری مجلس

روز آدینہ ہشتم ماہ شعبان سنہ مذکور

بعد نماز ظہر دولت قدمبوسی حاصل ہوئی فرمایا میرا ایک غلام ملیح تھا۔
اس کو بطور شکرانۂ ارادت اپنے ہمراہ لاکر حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر
کے روبرو آزاد کیا آپ نے دعائے خیر ارزانی فرمائی اسی وقت غلام
مذکور نے سر اپنا مخدوم عالم و عالمیان کے قدموں میں رکھا اور شرف
بیعت سے مشرف ہوا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ اور اسی محل میں حضرت

خواجہ ادام اللہ برکاتہٗ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اس راستہ میں خواجگی وغلامی بالکل نہیں ہے جو شخص عالم محبت میں درست آیا کام اس کا بن گیا اور اسی ضمن میں یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ غزنی میں ایک بزرگ تھے ان کا ایک غلام زیرک نامی صاحب صدق صلاحیت تھا۔ جب اس بزرگوار کے انتقال کا وقت قریب آیا مریدوں نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ آپ کی جگہ سجادہ پر کس کو بٹھائیں۔ انہوں نے زیرک کے واسطے ارشاد فرمایا۔ اس بزرگ کے چار لڑکے صاحب اعتیاد وچالاک تھے یہ حال دیکھکر زیرک نے عرض کیا اے خواجہ مجھے آپ کے صاحبزادے آپ کی جگہ پر بیٹھنے نہیں دیں گے اور ہر آئینہ مجھ سے خصومت کریں گے۔ پیر نے کہا کہ تجھے اس امر کا خوف نہ کرنا چاہیئے تو مطمئن رہ۔ اگر وہ تجھ سے نزاع، تکرار و فساد کریں گے۔ میں اُن کا شر تجھ سے دفع کروں گا۔ الغرض جب ان کا انتقال ہوا زیرک ان کی جگہ سجادہ پر بیٹھا۔ خواجہ کے لڑکوں نے دشمنی شروع کی اور کہنے لگے کہ تیری یہ مجال کیوں کر ہوسکتی ہے کہ تو ہمارے باپ کی جگہ پر بیٹھے جب ان کی سرکشی حد سے زیادہ ہوگئی زیرک نے اپنے پیر کے مزار کی جانب رجوع کی اور عرض کیا کہ اے خواجہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میرے لڑکے تجھ سے مزاحمت کریں گے۔ میں ان کے شر کو تجھ سے دفع کروں گا اب وہ میری ایذا کے درپے ہوگئے ہیں وعدے کے وفا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ کہکر اپنے مقام پر

واپس آگیا۔ ان ہی دنوں میں کافروں نے نواح غزنی پر چڑھائی کی۔ ہر قریہ و شہر سے خلقت جنگ کے لئے جمع ہوئی اس بزرگ کے چاروں لڑکے بھی جنگ میں شامل ہوئے اور شہید ہو گئے اور مقام خلافت شیخ کا بے مزاحمت زیرک کے واسطے خالی ہو گیا۔ غلام مذکور کو آپ نے بعد ارادت لانے کے دو رکعت نماز ہمیشہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا اور اس کی یہ نیت تلقین فرمائی۔ دعاگو ہو گیا قدس اللہ

تیسری مجلس

بروز جمعہ پندرھویں ماہ مبارک شعبان ختمت میانہ ۶۵۵ھ

بعد نماز دولت قدمبوسی حاصل ہوئی ایک گودڑی پوش فقیر آکر بیٹھا اور چلا گیا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس حال سے بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم لوگ آنے پاتے تھے البتہ خدمت شیخ الاسلام فریدالدین رحمت اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ میں ہر قسم کے درویش وغیرہ اور عوام حاضر ہو سکتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ عوام میں خاص بھی ہوتے ہیں اور اسی بارے میں یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ شیخ بہاؤالدین زکریا کثیر السیاحت تھے۔ ہنگام سفر ایک مرتبہ ایسی جماعت پر گذرے جو دلق پوش تھے۔ آپ ان میں بیٹھ گئے۔ اس مجلس سے ایک نور مرتفع تھا۔ آپ کو خیال آیا کہ یہ نور کہاں سے پیدا ہوتا ہے جب نیک نگاہ کی ان آدمیوں میں

سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نور اس سے ساطع تھا آپ اس کے نزدیک گئے اور اس سے کہا کہ تم ایسی جماعت دلق پوشوں میں کیوں شامل ہو اس نے جواب دیا کہ اے زکریا میں اس وجہ سے شریک ہوں کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ عوام میں بھی خاص ہوتے ہیں

چوتھی مجلس

بروز جمعہ ۲۲ ماہ شعبان وامت حرمت سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ چھ رکعت نماز بین العشائین جس کے لیے تم کو کہا گیا ہے پڑھتے ہو یا نہیں میں نے عرض کی کہ بصدق خواجہ پڑھتا ہوں اس کے بعد روزۂ ایام بیض کی بابت دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ روزۂ ایام بیض بھی رکھتا ہوں اس کے بعد نماز چاشت کے متعلق پوچھا میں نے عرض کیا کہ یہ بھی ادا کرتا ہوں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ چار رکعت نماز صلوٰۃ سعادت بھی پڑھا کرو میں نے سر تسلیم خم کیا اور یہ سعادت دوسری سعادتوں کے ساتھ پیوست ہوئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

پانچویں مجلس

روز جمعہ ۱۳ ماہ مبارک رمضان عمت میا سنہ مذکور

قبل از نماز دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبل

از وقت معہود تشریف لانے کا کیا باعث ہے میں نے عرض کی کہ نماز تراویح باقتدار مولانا ظہیر الدین حافظ پڑھا کرتا ہوں وہ ہر روز تین سپارے سناتے ہیں بندہ یہ چاہتا ہے کہ دس روز متصل بے فاصلہ اُن کے پیچھے نماز ادا کروں تاکہ ثواب ختم قرآن حاصل ہو اگر ارشاد ہو بعد نماز جمعہ کے چلا جاؤں کہ تہیۂ نماز تراویح میں مصروف ہوں۔ آپ نے ازراہ نوازش ارشاد فرمایا کہ بہت مبارک ہے بعد اس کے یہ حکایت اسی معنی کے مناسب ارشاد فرمائی کہ ایک شب حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز نے اپنے دوستوں سے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ آج کی رات دو رکعت میں تمام کرے اور ایک رکعت میں کامل قرآن شریف پڑھ جائے۔ حاضرین میں سے کسی ایک نے بھی اس امر کی کفالت نہ کی شیخ بہاؤ الدین زکریا خود کھڑے ہو گئے۔ اور رکعتِ اول میں تمام قرآن شریف ختم کیا بلکہ چار سپارے اور زیادہ پڑھے اور رکعتِ دوم میں سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ شریف پڑھی اور نماز تمام کی اور اسی سلسلہ میں یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا تمام سے حاصل ہیں نے مشائخ زاہدوں کے جملہ اوراد کا ورد کیا مگر ختم مجھ سے نہ ہو سکا اور یہ معاملہ اس طرح تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ فلاں بزرگ طلوع صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک قرآن شریف ختم فرماتے ہیں۔ میں نے ہر چند چاہا کہ میں بھی ایسا کروں مگر مجھ سے نہ ہو سکا۔ اس کے بعد یہ

حکایت ارشاد فرمائی کہ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں
طواف کعبہ کر رہا تھا میرے آگے ایک اور بزرگ بھی مصروف طواف تھے
میں نے ان کی متابعت اختیار کی اور جس جگہ وہ قدم رکھتے تھے۔ اسی
جگہ قدم رکھنا شروع کیا وہ روشن ضمیر تھے اس امر سے مطلع ہوئے اور فرمانے
لگے کہ متابعت ظاہری کیا کرتے ہو۔ اس امر کی متابعت کرو جس کو میں کرتا
ہوں۔ قاضی حمید الدین رحمت اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ حضرت وہ متابعت
کیا ہے فرمانے لگے کہ میں ہر روز سات سو قرآن شریف ختم کرتا ہوں۔ قاضی
حمید الدین یہ سن کر بہت متعجب ہوئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ معانی
قرآن بطور وہم خیال کرتے ہوں گے۔ جب حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے
اس حکایت کو تمام کیا میاں اعزالدین علی شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت
کے خاص مریدوں میں سے ہیں سوال کیا کہ حضرت یہ کرامت ان کی ہوگی ورنہ یہ
امر طاقت بشری سے باہر ہے خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ ان
کی کرامت تھی اور ہر معاملہ جو عقل میں آجائے نام اس کا اور ہی ہوتا ہے۔ اور
جس معاملہ میں عقل قاصر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو طاعت
مشایخ کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر
قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا متابعت نماز
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ میں نے ہر نماز جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ادا فرمائی تھی پڑھی ایک وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز معکوس بھی پڑھی ہے۔ میں نے رسی اپنے

پاؤں میں باندھی اور کنوئیں میں لٹک کر نماز معکوس ادا کی۔ جب آپ نے یہ حکایت تمام فرمائی مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ جو شخص مقامات اعلیٰ پر پہنچا حسن عمل سے پہنچا اگرچہ فیض ایزدی سب پر شامل ہے لیکن جدوجہد کرنا چاہیئے۔

چھٹی مجلس

روز جمعہ ۵ ماہ شوال سنہ مذکور۔

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو ترک و تجرید کے بارے میں ہو رہی تھی۔ اسی اثنا میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درویش بنہایت فقر مسکنت یعنی تنگی میں مبتلا تھا۔ اکثر بھوکا رہنے سے اس کا پیٹ کمر سے جا لگا تھا وہ چلا جا رہا تھا کہ راستہ میں خواجہ محمود نٹوہ سے جو میرے دوست ہیں ملاقات ہوئی انہوں نے ایک دانگ (نام ایک تانبہ کے سکہ کا) اس کو دینا چاہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے خواجہ میں نے آج کل پیٹ بھر کر کھائی ہے اور روزی کی جانب سے آج کے لئے استغنا حاصل کر لیا ہے مجھے آج اس ٹکے کی حاجت نہیں معاف فرمایئے یہ بیان فرما کر حضرت ذکراللہ بالخیر اس کی اس سچائی پر تعجب کرنے لگے اور ارشاد فرمایا زہے قناعت و قوت صبر اور اسی موقع پر یہ حکایت قناعت اور ماسوائے اللہ سے طمع قطع کرنے کے بارے میں ارشاد فرمائی کہ ایک بزرگ تھے نام ان کا شیخ علی تھا۔ ایک روز پاؤں لمبے کئے ہوئے اور

خرقہ اس پر ڈال کر خرقہ میں بخیہ لگا رہے تھے اسی حالت میں ان سے
کہا گیا کہ خلیفہ آتا ہے وہ اسی طرح پیر پسارے ہوئے خرقہ سیتے رہے
مطلق اپنی حالت میں فرق نہیں کیا خلیفہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا آپ نے
جواب سلام دیا ایک حاجب نے جو خلیفہ کے ہمراہ آیا تھا کہا کہ اے
شیخ اپنے پیر سمیٹ لیجئے آپ نے اس کو جواب نہ دیا اور نہ اس کے
سوال پر توجہ کی حاجب نے دو تین مرتبہ پھر آپ سے پیر سمیٹنے کیلئے
کہا البتہ جب بادشاہ روانہ ہونے لگا آپ نے ایک ہاتھ سے خلیفہ
کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے اس حاجب کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد
فرمایا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ سکوڑ لئے ہیں روا ہے کہ اپنے دونوں
پیر پھیلا دوں یعنی مجھے نہ آپ سے کچھ خواہش ہے اور نہ آئندہ آپ
سے کچھ طمع رکھتا ہوں اور نہ کچھ لینا چاہتا ہوں روا ہے اگر پاؤں
پھیلا دوں۔

اس کے بعد گفتگو اصل سلوک کے بارے میں ہوئی کہ نچوڑ اس
امر کا کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ اجل
شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ارادت لایا
خواجہ کے فرمان کا منتظر تھا کہ تب اس کو نماز روزہ اور اوراد کے
متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں خواجہ نے اس کو یہ تلقین فرمایا کہ جو
شئے تم اپنے لئے روا نہ رکھو دوسرے کے لئے بھی پسند نہ کرو جو
اپنے لئے چاہو وہی دوسرے کے واسطے بھی چاہو الغرض وہ مرید

یہ سن کر چلا گیا اور بعد مدت کے واپس آیا اور عرض کی کہ جس روز سے آپ کی حلقہ بگوشی میں داخل ہوا ہوں اُس روز سے اس امر کا منتظر ہوں کہ آپ مجھے نماز روزہ و اوراد کے متعلق کیا تلقین فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس روز تم مرید ہوئے ہو اس روز تم کو کیا سبق دیا گیا تھا وہ شخص حیران ہوا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اجل شیرازی رحمتہ اللہ علیہ متبسم ہوئے اور کہا کہ میں نے اس روز تم کو یہ سبق دیا تھا کہ جو چیز اپنے لئے پسند نہ ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو تم نے وہ بات یاد نہ رکھی جب ایک سبق بھی یاد نہ ہوا تو آگے اور کیوں کر دیا جائے اس حکایت کے اتمام کے بعد آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک بزرگ تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نماز۔ روزہ اوراد و وظائف یہ جملہ حوائج یعنی ضروریات دیگ ہیں اصل دیگ میں گوشت ہونا چاہیئے جب گوشت ہی نہ ہوگا۔ ان مصالحوں سے کیا ہو سکتا ہے کسی نے ان سے اس امر کی تشریح چاہی فرمانے لگے کہ گوشت ترکِ دنیا ہے اور نماز و روزہ اور اوراد و وظائف مصالحہ جات ہیں مرد کو لازم ہے کہ اول ترک دنیا کرے اور کسی چیز سے تعلق نہ رکھے اور پھر نماز پڑھے روزہ رکھے اور دیگر وظائف میں مشغول ہو تو کچھ ڈر نہیں لیکن اس حالت میں کہ محبت دنیا اس کے دل میں بھری ہوئی ہے ادعیات و اوراد سے اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اگر گھی نونگ لہسن پیاز دیگ میں ڈالیں اور بگھاریں اور پانی ڈال کر شوربا کریں اُسے شوربائے زورہ مزورہ کہتے ہیں یعنی جھوٹا شوربا

اصل شوربا وہی ہے جس کی اصل گوشت سے ہو خواہ اس میں مصالحہ جات ڈالے جائیں یا نہ ڈالے جائیں اس کے بعد ترک دنیا کی تحقیق میں تذکرہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ترک دنیا کے یہ معنی نہیں کہ ننگا ہو کر لنگوٹہ باندھ کر بیٹھ رہے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ لباس پہنے کھانا کھائے اور جو فتوحات سے حاصل ہو لیتا دیتا رہے جمع نہ کرے اور اپنی طبیعت کو کسی شے کی جانب متعلق نہ کرے۔ فقط۔

ساتویں مجلس

روز جمعہ ۱۹ ماہ شوال سنہ مذکور

بعد نذر دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو آداب تصوف، ارشادات مشایخ اور ان کی اصلاحات کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ جمال الدین لبطامی رحمتہ اللہ علیہ دہلی کے شیخ الاسلام تھے مراسم اہل صفہ اور ان کے آداب سے کما حقہٗ واقف ایک مرتبہ ان کے روبرو ایسا کوزہ لایا گیا جس میں پکڑنے کی چار جگہ تھیں ایک بزرگ نے جو اسی مجلس میں متمکن تھے ذکر کیا کہ اس طرح کے کوزہ کو کوزۂ لقمانی کہتے ہیں۔ شیخ جمال الدین لبطامیؒ نے یہ سنکر کہا کہ اس کی وجہ تسمیہ تبلایئے وہ بزرگ یہ سنکر ساکت ہو گئے کہ ان کو وجہ اس کی معلوم نہ تھی ان کے خاموش ہو جانے پر شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ نے یہ حکایت بیان فرمانی شروع کی کہ ایک بزرگ شیخ لقمان سرخسی نامی تھے رحمتہ اللہ علیہ مناقب ان کے بہت ہیں۔

چنانچہ نقل ہے کہ واللہ اعلم ایک روز ان سے نماز جمعہ فوت ہوگئی یا اور کسی شرعی امر کا ترک ہوا۔ شہر کے علماء نے ان پر احتساب کرنا چاہا اور مکان سے اس نیت سے روانہ ہوئے شیخ لقمان سرخی کے مریدوں نے یہ حال معلوم کرکے آپ سے عرض کی کہ علمائے شہر بہ نیت احتساب آپ کی جانب آرہے ہیں آپ نے دریافت فرمایا کہ سوار آتے ہیں یا پیادہ عرض کی کہ سوار آرہے ہیں گفتگو کے وقت شیخ دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے دیوار سے کہا کہ ہاں خدا کے حکم سے تو بھی چل دیوار فی الفور چلنے لگی الغرض آدیم برسر حکایت شیخ لقمان نے ایک وقت اپنے مرید سے کوزہ طلب کیا، وہ ایسے کوزہ میں پانی لایا جس میں کوئی جگہ گرفت کی نہ تھی آپ نے فرمایا کہ ایسے کوزہ میں لاؤ جو پکڑنے کی جگہ رکھتا ہو۔ مرید نے جاکر کوزہ میں ایک آنکڑا بنایا جس سے وہ گرفت میں آجاوے اور اسے پکڑے ہوئے آپ کی خدمت میں لایا۔ شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ آنکڑا تو تم پکڑے ہوئے ہو میں کس جگہ سے پکڑوں! مرید پھر واپس لے گیا اور دو کڑے بنلائے اور دونوں ہاتھوں سے دونوں کڑے پکڑے ہوئے آپ کی خدمت میں کوزہ لایا۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ دونوں کڑے تم پکڑے ہوئے ہو میں کونسا کڑا پکڑوں۔ مرید پھر واپس لے گیا اور ایک کڑا اور بنایا اور آپ کی خدمت میں لایا مگر رخ اس کڑے کا اپنی طرف کرلیا اور اس کے سامنے کی جگہ خالی تھی۔ شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ چار کڑے والا بناؤ کہ تم دو کڑے کسی طرف سے پکڑو اور کوئی سا رخ اپنے سینے کی جانب رکھو پھر بھی ایک کڑا سامنے پکڑنے

کے واسطے خالی رہے گا۔ چنانچہ مرید نے اس کوزے کے چار گوشے پکڑنے کے لئے بنائے اس وجہ سے اس کوزہ کا نام کوزہ نعمانی ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

آٹھویں مجلس

روز آدینہ ۲۶ ماہ شوال ۶۵۸ھ

بعد نماز سعادتِ قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو نماز کے متعلق ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے دربار حضور امام و مقتدیان ارشاد فرمایا کہ اول حضور نماز میں یہ ہے کہ نمازی جو پڑھ رہا ہے اس کے معنی سمجھتا جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید حسن افغان نام صاحب ولایت اور صاحب ذوق و شوق تھا کہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین فرماتے تھے کہ اگر کل یعنی بروز قیامت مجھ سے سوال کریں کہ تم ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے ہو میں حسن افغان کو پیش کروں گا۔ الغرض یہ حسن افغان ایک روز راستہ میں چلے جاتے تھے کہ وقت نماز ہوا مؤذن نے اذان دی خلق اذان نماز سنکر جمع ہوئی حسن افغان بھی جمع ہوئے امام آیا اقامت پڑھی گئی اور نماز میں مصروف ہوئے جب نماز ہو چکی ہر شخص اپنے مقام کو چلا گیا حسن افغان امام کے پاس گئے اور آہستہ اس سے کہا کہ اے خواجہ تم نے نماز شروع کی میں تمہاری طرف متوجہ ہوا تم یہاں سے دہلی گئے اور غلام خریدے اور اُن کو لیکر خراسان گئے اور وہاں سے پھر ملتان آئے میں تمہارے پیچھے بہت

حیران ہوتا پھرا آخر یہ کیسی نماز ہے اس کے بعد پیران کی بندگی میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ وہ کسی گاؤں میں گئے جہاں مسجد تعمیر کی جارہی تھی اُسے ملاحظہ کرکے فرمایا کہ قبلہ اُس طرف ہے محراب درست کرو ایک دانشمند اس جگہ حاضر تھا اس نے تکرار کی کہ قبلہ بطرف دیگر ہے الغرض درمیان حسن افغان اور دانشمند کے بحث ہوئی آخرالامر خواجہ حسن افغان نے دانشمند کا منہ پکڑ کے پھیرا اور کہا دیکھ قبلہ یہ ہے حجاب درمیان سے آپ کے فرماتے ہی اُٹھ گیا اور دانشمند نے اپنی آنکھوں سے قبلہ دیکھا اور مان گیا اس کے بعد ان کے متعلق یہ حکایت اور بیان فرمائی کہ وہ بالکل پڑھے لکھے نہ تھے۔ خلق ان کے پاس دوات اور کاغذ لاتی اور کئی ایک سطریں کوئی نظم کوئی نثر کوئی عربی کوئی فارسی وغیرہ لکھکر اسی میں ایک سطر قرآن شریف کی بھی ہوتی آپ سے دریافت کرتے کہ اُن میں قرآن شریف والی سطر کونسی ہے آپ ہر سطر کو ملاحظہ فرماتے اور سطر قرآنی تبلا دیتے لوگ اُن سے سوال کرتے کہ تم تو پڑھے لکھے نہیں ہو تم نے کہاں سے جانا کہ یہ سطر قرآن شریف کی ہے فرماتے جو نور میں اس سطر میں دیکھتا ہوں دیگر سطور میں مجھے نظر نہیں آتا۔ تھوڑی دیر بعد گفتگو استغراق وذوق نماز کے بارے میں ہوئی آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک شخص خواجہ کریم نامی تھے شروع عمر میں کتابت کیا کرتے تھے اور آخر عمر میں دنیا سے منہ موڑ کر مشغول طاعت الٰہی میں ہوئے کہ واصلان الٰہی سے ہو گئے۔ غلبات عشق میں فرماتے تھے کہ جب تک میری قبر دہلی میں سلامت رہے گی کافر اس شہر پر مسلط نہ ہو سکیں گے۔ الغرض ان کے حضور نماز کا حال

بیان فرمایا کہ ایک روز ان ایام جب شورش مغل کا خوف دہلی پر طاری تھا۔ اور شہر کے دروازے شام سے ہی بند ہو جاتے تھے کوئی شخص اندر یا باہر آ جا نہ سکتا تھا۔ قصہ مختصر یہ خواجہ کریم بیرون دروازہ کمال نماز میں مصروف ہوئے ہمراہی اندرون دروازہ کھڑے تھے وقت دروازہ بند کرنے کا آ گیا۔ ہمراہیوں نے زور سے آواز دی اور دربان دروازہ نے بھی پکار کر اندر آنیکے لئے کہا۔ مگر خواجہ کریم نماز میں مصروف تھے با حضور تمام نماز ادا کی تھی بعد فراغت داخل ہوئے۔ یاروں نے ان سے کہا کہ ہم نے آپ کو بہتیری آوازیں دیں آپ نے کچھ خیال نہ کیا اور دربان کے پکارنے کا بھی اثر نہ ہوا۔ خواجہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ کی مطلق آواز نہ سُنی انہوں نے متعجبانہ کہا کہ اسقدر زور کی پکار نہ سننے سے بڑا تعجب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تعجب کی بات نہیں ہے عجب اس شخص کے حال سے ہے جو نماز میں اپنے خدا کے روبرو حاضر ہوا اور اہل دنیا کی آواز سنے اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ خواجہ کریم نے جس روز سے توبہ کی تھی دینار و درم کو ہاتھ نہ لگایا تھا اس کے بعد حضرت ذکر اللہ بالخیر نے پھر ارشاد فرمایا کہ ہر حالت میں الاشیٔ دنیا سے مشغول نہ ہونا اور ہمت بلند رکھنا اور ترک شہوات کرنا چاہیئے اس کے بعد یہ دو مصرعے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔

؎ یک لحظہ ز شہوتے کہ داری برخیز تا بنشیند ہزار شاہد پشت

نویں مجلس

روز پنجشنبہ دہم ماہ ذیقعد سنہ مذکور

دولتِ قدمبوسی حاصل ہوئی آپ نے ازراہ کرم مجھ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ خلاف معمول تو نے کا کیا سبب ہے میرے حاضر ہونے کا دن روز آدینہ مقرر تھا بندہ نے عرض کیا کہ سعادت قدمبوسی جس روز میسر ہو باعثِ سعادت سب ہے آپ نے تحسین فرما کر ارشاد فرمایا کہ بہت بہتر تشریف لایئے جو کچھ غیب سے میسر ہو بہت خوب ہوتا ہے اس کے بعد گفتگو دربارِ صحبت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ صحبت میں بہت بڑا اثر ہے اس کے بعد گفتگو ترکِ دنیا میں ہوئی آپ نے اس کے چھوڑنے کیلئے بہت غلو فرمایا۔ اور اسی ضمن میں ارشاد فرمایا کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا جس نے مکروہ چیز کو چھوڑا ہو اور اُسے کوئی شریف و عمدہ چیز حاصل نہ ہوئی ہو۔

دسویں مجلس

روز سہ شنبہ ۱۵ ماہ سنہ مذکور

دولتِ قدمبوسی حاصل ہوئی اس روز مجلس شریف میں بہت سے عزیز مثل مولانا وجیہہ الدین پائلی اور مولانا تاج الدین ملک یار اور مولانا جمال الدین رحمہم اللہ حاضر تھے کھانا سامنے لایا گیا کسی شخص نے کہا کہ جو روزہ دار نہ ہو کھاوے کیونکہ یہ دن ایام بیض میں سے تھا بہت سے اصحاب روزہ دار تھے ان کے سامنے وہ کھانا رکھا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب دوست آویں اور کھانا سامنے لایا جائے کسی کو یہ نہ کہنا چاہیئے جیسا کہ اس مجلس میں کہا گیا جو روزہ دار نہ ہو گا کھاوے گا اور حکمت اس

میں یہ ہے کہ اگر کسی روزہ والے سے پوچھا جائے اور وہ روزہ دار بیان کرے کہ
میں روزہ دار ہوں ممکن ہے کہ ریا کا اس میں دخل ہو اور اگر وہ شخص سچے
عقیدہ کا ہو اور اس کی نیکیوں میں ریا کا گذر نہ ہوتا ہو اور پوچھنے والے سے
کہے کہ میں روزہ دار ہوں اس طاعتِ باطنی کو اس کے نامۂ اعمال کو ظاہری
لکھیں گے۔ اور اگر از راہ پوشیدگی جواب دے کہ میں روزہ دار نہیں ہوں
یہ بات اس کی غلط ہوگی اور اگر سائل کا سوال سنکر خاموش ہو جائے گا
تو اس صورت میں سائل کی ذلت متصور ہے ۔

گیارھویں مجلس

روز دوشنبہ ۲۱ ماہ ذلیقعد ۶۲۵ ہجری

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو بزرگانِ دین کے نیک قدم کی منزلت
کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر موضوع وغیرہ درویشوں کے
نیک قدم سے بار احت ہے چنانچہ مسجد جامع دہلی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ
نہ معلوم کس قدر درویشوں کے قدم اس جگہ گئے ہیں کہ اس کو اسقدر روحانی بلندی
حاصل ہوئی ہے اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے شیخ محمد کبیر
سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ مسجد جامع کی سنہری
کلسیوں پر نہایت سرعت سے مثل پرندوں کے اُڑتے تھے اور اس گردش میں
ان کو مطلق تشویش نہ تھی میں دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا جب صبح ہوئی وہ
بزرگ نیچے اُتر آئے اور مجھے بلا کر منع فرمایا کہ کبھی یہ ذکر کسی شخص سے نہ کرنا

میں نے قبول کیا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ گفتگو فرما رہے تھے کہ اس
کاتب الحروف نے عرض کیا کہ اکثر بزرگوں نے جو اپنے حال کو پوشیدہ رکھا
ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ راز فاش کرنے سے
محرومیت نصیب ہوتی ہے اور راز دیگر شایاں نہیں رہتا اس کی مثال اس
طرح پر ہے کہ جب ایک شخص اپنے کسی دوست سے راز کہے اور وہ
اسے آشکارا کر دے یہ کہنے والا دوبارہ اس سے راز نہ کہے گا۔ میں نے یہ
سنکر عرض کیا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمت اللہ علیہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ
انھوں نے بہت سے راز و اسرار الٰہی افشا کیے ہیں یہ بات صحیح ہے یا غلط
آپ نے ارشاد فرمایا کہ صحیح ہے اور اولیاء جب غلبات شوق میں ہوتے
ہیں اس عالم مدہوشی میں کوئی راز ان سے ظاہر ہو جاتا ہے لیکن کامل وہ ہیں
جو کسی حال میں بھی راز فاش نہیں ہونے دیتے اور یہ مصرعہ دو تین مرتبہ
زبان مبارک سے ارشاد فرمایا مصرعہ مرداں ہزار دریا خوردند و تشنہ
رفتند ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حوصلہ وسیع و بلند رکھنا چاہیے
کہ اسرار دوست حاصل ہوں اور ان کو اصحاب صحو کہتے ہیں۔ بندہ نے
دریافت کیا کہ مرتبہ اصحاب سکر کا زیادہ ہے یا اصحاب ہوشیاری
کا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبہ اصحاب صحو کا بلند و زیادہ ہے۔
واللہ اعلم بالصواب۔

بارھویں مجلس

روز چہار شنبہ ۱۴ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ

سعادت پائے بوسی حاصل ہوئی گفتگو قبول نفس کے بارے میں ہو رہی
تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی طاعت یا ورد جو صاحب نفس کی جانب
سے تلقین ہو اس کے ادا کرنے سے ایک عجیب لذت حاصل ہوتی ہے اس
کے بعد ارشاد فرمایا کہ کئی وظیفے کہ خود اپنی ذات پر لازم کر لیئے ہیں اور
کئی بھیجے حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین مسعود گنجشکر رحمتہ اللہ
علیہ نے تلقین فرمائے تھے میں دونوں ادا کرتا ہوں البتہ ہر ایک کی ادائیگی
میں جدا جدا راحت حاصل ہوتی ہے اور یہ بہت بڑا فرق بلندیٔ آسمان
و پستیٔ زمین ہے۔ تھوڑی دیر بعد گفتگو ترک اختیار کے بارے میں ہوئی
یعنی اپنے اختیار سے کوئی کام نہ کرنا چاہیئے آپ نے ارشاد فرمایا
کہ آدمی کو چاہیئے کہ دوسرے کے حکم کا محکوم ہو نہ حاکم اس کے بعد یہ حکایت
ارشاد فرمائی کہ ایک مرتبہ بروز جمعہ برائے ادائے نماز جمعہ حضرت
شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ سے باہر آئے اور
مریدوں سے دریافت کیا کہ مسجد جامع جانے کا راستہ کونسا ہے
ایک مرید نے آگے بڑھکر بتلایا۔ اسی وقت کسی نے آپ سے سوال
کیا کہ آپ ہر جمعہ کو مسجد جامع تشریف لیجاتے ہیں اور اتنے راستہ
سے واقف نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں راستہ بخوبی جانتا
ہوں لیکن اس وجہ سے دریافت کیا کہ محکوم دوسرے کا رہوں اور
اپنے اختیار سے کوئی کام نہ کروں اس کے بعد آپ نے ترک وطن اور
محبت خانہ و کاخ اور اس کے مثل دیگر اشیاء کے بارے میں وعظ

فرمایا اور یہ ابیات زبان مبارک سے ارشاد فرمائیں ؎

دشت و کوہسار گیر ہمچو وحوش — خانماں را بماں بگربہ و موش
قوت عیسیٰ چو آسماں سازند — ہم بداں جاش خانہ پردازند
خانہ کو برائے قوت کنند — مور و زنبور و عنکبوت کنند

تیرھویں مجلس

بروز یکشنبہ سیوم ماہ محرم الحرام ۶۳۰ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو ولایت کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ کو ولایت حاصل ہوتی ہے اور یہ اس طرح ہے کہ جب تائب ہوکر عبادت کرے ہر آئینہ اس طاعت سے ایک ذوق پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ مرید کرے اور ان کو واصل بحق فرمائے اور آداب طریقت تعلیم کرے اور ولایت دو قسم پر ہے ایک یہ جس کا مذکور ہوا دوسری ولایت وہ ہے کہ جو رابطہ درمیان اس کے اور خلق کے ہے جب شیخ دنیا سے انتقال کرتا ہے تو اس ولایت کو جو اس کے اور حق تعالیٰ کے درمیان تھی اور یہ ایک خاص نسبت ہوتی ہے اپنے ساتھ لیجاتا ہے لیکن ولایت ثانی کی بابت اس کو اختیار ہے کہ اپنے بعد جس شخص کو چاہے تفویض کرے اگر شیخ نے ولایت ثانی کسی کے سپرد نہیں کی روا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ولایت کسی دوسرے شخص کو عطا فرماوے اس کے بعد آپ نے اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو دو شخص

بزرگ کی خدمت میں اس امر کے دریافت کیلئے بھیجا کہ رات کو اس دنیا میں کونسی نئی بات واقع ہوئی اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ رات کو شیخ ابو سعید ابوالخیر نے مسجد نہہ میں انتقال فرمایا انہوں نے دوبارہ پوچھا کہ ولایت ان کی کس کے نامزد ہوئی کیوں کہ یہ حال شیخ مسئول عنہ کو معلوم نہ ہوا تھا انہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اس کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ ولایت حضرت شیخ ابوسعید کی خواجہ شمس العارفین کو عطا و مرحمت ہوئی۔ وہ اسی رات شیخ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر آئے اور آواز دی۔ داخل مکان ہوئے اس سے پہلے کہاں سے ولایت کے بارے میں دریافت کریں شیخ شمس العارفین نے ارشاد فرمایا کہ نہ معلوم مخلوق الٰہی میں شمس العارفین کتنے صاحبوں کا نام ہے اور نہ معلوم ولایت شیخ ابوسعید کی کس شمس العارفین کو مرحمت ہوئی ہے۔اس کے بعد یہ حکایت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ کی بیان فرمائی کہ جب وہ برائے تحصیل علم مدرس کے پاس گئے، مدرس نے ان سے سوال کیا کہ آپ ہی نجیب الدین متوکل ہیں آپ نے جواب دیا کہ میں نجیب الدین متاکل ہوں۔ یعنی کھانے والا ہوں متوکل نہیں اس کے بعد مدرس نے پوچھا کیا آپ شیخ الاسلام فریدالدین نور اللہ مرقدہ کے بھائی ہیں جواب دیا کہ برادر صوری میں ہوں برادر معنوی کی نسبت مجھے معلوم نہیں تھوڑی دیر بعد گفتگو اصحاب نعمت کی بخشش کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نہایت صاحب ثروت و دولت تھا کبھی کبھی حضرت شیخ عین القضاۃ رحمت اللہ علیہ کے واسطے خرچ روانہ کیا کرتا

ایک مرتبہ حضرت عین القضاۃ ہمدانیؒ نے کسی دوسرے دولتمند سے فرمائش کی اس نے اپنی سعادت جان کر ارشاد شیخ کی تعمیل کی پہلے شخص کو یہ معاملہ گراں گذرا اور بطریق شکایت آپ سے اس بارے میں عرض کیا کہ یہ سعادت اس خادم کو کس وجہ سے عطا نہ فرمائی گئی آپ نے اس کو جواب میں لکھا کہ اس امر سے رنجیدہ نہ ہو۔ دوسروں کو بھی فیضیاب ہونے دو ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو کہتے تھے اللھم ارحمنی ومحمداً ولا ترحم معنا احدا یعنی یارخدایا رحم کر مجھ پر اور محمد صلعم پر اور ہم دونوں کے سوا کسی ایک پر بھی رحم نہ فرما اور ان لوگوں کی پیروی کرو جن کا مقولہ ہے سہ اے باغبان بیا و در باغ باز کن چوں من درآیم از پس من در فراز کن۔ اسی روز میر چھجو برادر زادہ کاتب نے حاضر ہو کر شرف غلامی حاصل کیا اور شمس الدین اس کا بھائی بھی مرید ہوا اور اسی روز شیخ جمال الدین ہانسوی رحمت اللہ علیہ کے نواسے بھی بیعت ہوئے اور مولانا برہان الدین غریب نے بھی تجدید بیعت کی اور شیخ عثمان سیوستانی نے کلاہ کے لئے درخواست کی تھی آپ نے منظور فرمائی اور عطا کی گئی اور شمس الدین کو خرقہ حاصل ہوا یہ روز عجیب باراحت تھا اسی محل میں آپ نے یہ حکایت شیخ بدرالدین غزنوی رحمت اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ جس روز وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے آپ نے یہ مثنوی ارشاد فرمائی تھی مثنوی

کہ بحقیقت چراغ کشتہ شود　　　چوں بروں رفت از سرش روغن

پندرھویں مجلس

روز چہارشنبہ ششم ماہ جمادی الاول ۷۵۶ھ

خاکسار مقام لشکر خضر آباد سے واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوا گفتگو مردان غیب کے بارے میں ہو رہی تھی کہ وہ جس کو قابل دیکھتے ہیں اور عالی ہمت و مجاہد پاتے ہیں اپنے ہمراہ لیجاتے ہیں اس اثنا میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ نصیر نام کا بدایوں میں ایک شخص تھا میں نے اس کی زبانی سنا کہ باپ اس شخص کا واصلان الٰہی سے تھا۔ ایک شب چند شخصوں نے دروازے پر آکر آواز دی وہ باہر گئے اور ہم اندر تھے انہوں نے جواب سلام دیا۔ یہ جواب ہم نے اندر سے سنا اور اس قدر اور بھی سنا کہ میرے والد نے کہا کہ بہت خوب میں اپنے لڑکوں اور کنبے والوں سے رخصت ہو آوں۔ آنے والوں نے اجازت نہ دی اور کہا کہ فرصت باقی نہیں ہے پھر ہم کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ لوگ اور میرا باپ کہاں گئے۔ اس کے بعد آپ نے یہ حکایت متضمن اسی امر کے ارشاد فرمائی کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے فرمایا ہے اور اپنی کتاب میں بھی لکھا ہے کہ ہمارے عہد میں ایک نوجوان تھا اس کو قزوینی کہتے تھے اس کے گھر میں مردان غیب جمع ہوتے تھے چنانچہ بوقت نماز خلق صف بستہ کھڑی ہوتی مردان غیب اور ایک شخص مردان غیب میں سے امامت کرتا اور قرارت وغیرہ بلند آواز سے پڑھتے تھے مگر مقتدیوں کی نظر سے پوشیدہ مقتدی اسے دیکھ نہیں سکتے تھے البتہ

قزوینی کو دکھائی دیتے تھے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قزوینی کی معرفت مردان غیب نے ایک مہرہ میرے پاس بھیجا تھا اب تک وہ مہرہ میرے پاس موجود ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص علی نام تھا کبھی کبھی مردان غیب اسکے دروازے پر آتے اور السلام علیکم کہتے خواجہ علی اس آواز کو سنتے مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا چنانچہ ایک روز مردان غیب نے آکر موافق قاعدہ سلام علیک کی خواجہ علی نے جواب دیا اور کہا کہ آپ ظاہر کیوں نہیں ہوتے کب تک یہ آواز دو گے اور رخ انور کب تک دکھاؤ گے، اُنہوں نے یہ سنکر جواب دیا کہ آگے آؤ اور غائب ہو گئے خواجہ علی نے ان کو نہ دیکھا اور نہ بعد اس واقعہ کے پھر کبھی آواز آئی بندہ نے عرض کیا کہ خواجہ علی نے گستاخی کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک گستاخی کی تھی اور اسی وجہ سے وہ اس دولت سے بھی محروم رہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مردان غیب اول آواز دیتے ہیں بعدہٗ باتیں کرتے ہیں اس کے بعد ظاہر ہو کر ملاقات کرتے ہیں اور آخر الامر اپنے ساتھ لیجاتے ہیں دیکھئے کونسا یا راحت مقام ہے جہاں لیجاتے ہیں۔

سولھویں مجلس

روز سہ شنبہ ۱۹ جمادی الاول سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو سلوک کے بارے میں ہو رہی تھی

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طریقہ میں کوشش کرنے والا کمال کا طالب ہوتا سالک جب تک سلوک میں ہے اُمیدوار کمالیت کا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اسکے تین درجہ ہیں سالک۔ واقف اور راجع سالک وہ ہے جو راہ چلے اور واقف وہ ہے جس کو وقفہ ہو بندہ نے عرض کیا کہ سالک کو بھی وقفہ ہوتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جس وقت سالک کی طاعت میں فتور ہو جاتا ہے ذوقِ طاعت اس کو حاصل نہیں ہوتا جب تک اس کو ذوق حاصل نہ ہو وقفہ میں رہتا ہے اگر جلد ذوق حاصل کرنا چاہے انابت لائے پھر مقامات سلوک کا سالک ہو جاتا ہے اگر عیاذاً باللہ اسی حالت میں گرفتار رہے پس وہ راجع ہوتا ہے۔

اس کے بعد اس راہ کی لغزش کی سات قسمیں بیان فرمائیں کہ اسماء ان کے اعراض۔ حجاب۔ تفاصل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی اور عداوت ہیں۔ اس کے بعد اس کی تفصیل اس تمثیل کے ذریعہ سے بیان فرمائی کہ دو دوست ہوں باہمدگر عاشق و معشوق ایک دوسرے کی محبت میں مستغرق اس حالت میں اگر معشوق عاشق کی جانب سے کوئی حرکت یا قول یا فعل ایسا ملاحظہ کرے جو لائق حال اس کے نہ ہو تو یقیناً معشوق کو عاشق سے ایک طرح کی رکاوٹ پیدا ہوگی پس عاشق کو واجب ہے کہ اس امر کے دریافت ہوتے ہی استغفار میں مصروف ہو اور عذر معذرت کرے لازماً دوست اس سے راضی ہو جائے گا اور وہ تھوڑی سی رکاوٹ جو اس ناپسندیدہ حرکت کے دیکھنے سے ہوئی تھی ناچیز و دور ہو جائے گی۔ لیکن اگر یہ محب اس خطا

پر اصرار کرے اور عذر درمیان میں نہ لائے تو یہ کدورت حجاب سے تبدیل ہوجائے گی۔ معشوق حجاب کرے گا۔ جس وقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ ارشاد فرمایا۔ حجاب کی تمثیل ظاہر کرنے کے لئے اپنی آستین مبارک اس انداز سے اُٹھائی کہ پیراہن آستین سے روئے انور اور حاضرین مجلس کے درمیان حجاب ہوگیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب اس قسم کا پردہ محب اور محبوب کے درمیان میں ہوجائے پس محب کو واجب ولازم ہے کہ عذر وتوبہ کرے کہ یہ حجاب اور اعراض جاتا رہے اگر اس حجاب پر بھی سہل انکاری رہے یہ حجاب مبدل وتفاصل ہوگا۔ یعنی دوست اس سے جدا ہوجائے گا۔ اول اعراض سے زیادہ نہ تھا بعد اس کے حجاب ہوا جب حجاب ہونے پر عذر نہ کیا وہ حجاب تفاصل سے بدل گیا پس اگر اس وقت بھی عذر نہ کیا سلب ہوجائے گا اور وہ مزید جو اس کو حصول ذوق طاعت وعبادت میں تھا آئندہ نہ ہوگا یعنی دوست کی نظر سے گر جائے گا۔ اگر اس حالت میں بھی عذر ومعذرت نہ کی اور اسی بطالت پر رہا آگے اس کے سلب قدیم ہوگا۔ یعنی طاعت میں راحت جو قبل از مزید ہونے مزید کے حاصل تھی وہ بھی واپس لے لی جائے گی پس اگر اس حالت کے لاحق ہونے پر بھی توبہ نہ کی اور عذر تقصیر نہ کیا درجہ تسلی میں جا پڑے گا یعنی دوست اس کی جدائی پر دل دھریگا اگر اس کے بعد بھی اپنی عادت قدیم پر قائم رہا اور انابت درمیان میں نہ لایا عداوت پیدا ہوگی یعنی وہ محبت جو ابتدا میں تھی عداوت سے بدل جائے گی۔ نعوذ باللہ منہا۔

سترھویں مجلس

روز دوشنبہ بست و پنجم ماہ جمادی الاول سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی آپ نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا خلقِ خدا کو کھانا کھلانا بہت اچھی بات ہے اور اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ علی بڑے صاحبزادے خواجہ رکن الدین چشتی رحمت اللہ علیہ کے فتنۂ کفار میں گرفتار ہوئے لشکری ان کو پکڑ کر چنگیز خاں کے روبرو لیگئے دربار چنگیز خاں میں ایک شخص جو وہاں مکنت رکھتا تھا اور آپ کے خاندان کے مریدوں میں داخل تھا حاضر تھا جب اس نے پسر شیخ رکن الدین چشتی کو گرفتار دیکھا حیران ہوا اور خیال کرنے لگا کہ چنگیز خاں کے سامنے کس حیلہ سے سفارش کروں اگر یہ بیان کیا جائے کہ یہ بزرگ زادے ہیں۔ تو وہ کچھ خیال نہ کریگا اور جو یہ کہا جائے عابد زادہ اور مرتاض شخص ہیں یہ بھی موثر نہ ہوگا قصہ مختصر بعد تامل بسیار چنگیز خاں کے سامنے جاکر عرض کی کہ اس شخص کا باپ بہت بڑا بزرگ تھا۔ ہمیشہ خلقِ خدا کو کھانا کھلاتا تھا اسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ چنگیز خاں نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کو کھلاتا تھا یا باہر والوں کو۔ سفارش کنندہ نے جواب دیا کہ خلق اللہ کو کھانا کھلاتا تھا اپنے گھر کے آدمیوں کو تو سب کھانا کھلاتے ہیں گھر کے لوگوں کو کھلانا بڑی بات نہیں ہے یہ تمام عالم کی رسم ہے چنگیز خاں یہ سنکر بہت خوش ہوا اور

کہنے لگا فی الواقع بزرگ وہی شخص ہے جو خلق خدا یعنی بیگانوں کو کھانا
کھلاوے اور حکم دیا کہ خواجہ علی کو فوراً آزاد کریں جب خلاص ہو گئے
چنگیز خاں نے معذرت کرکے خلعت دیا اور رخصت کیا اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ خلقِ خدا کو کھانا کھلانا کل مذاہب میں پسندیدہ ہے اس
کے بعد گفتگو خطرات۔ عزیمت۔ فعل کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد
فرمایا کہ خطرہ یہ ہے کہ کوئی امر دل میں گذرے اس کے بعد عزیمت ہوتی
ہے یعنی دل میں اس کے کرنے کا عزم ہو اس کے بعد فعل ہے اور عزیمت
منجر بفعل ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ عوام کی جب تک ان سے فعل
صادر نہ ہو گرفت نہیں ہوتی لیکن خواص کے خطرہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے
آدمی کو چاہیئے کہ ہر حال میں خدا کی جانب رجوع کرے اور اسی کی ذات کی
پناہ لائے کیوں کہ خطرہ عزیمت و فعل سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے
ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
تھے کہ کوئی خطرہ میرے دل میں ایسا نہیں آیا جس کے وارد ہونے سے
میں متہم نہ کیا گیا ہوں حالانکہ وہ فعل مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ اسی وقت
یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک درویش خانقاہ میں آیا۔ شیخ
ابوسعید نے اس کی کمائیت معلوم کی وقت افطار اپنی لڑکی سے کہا کہ کوزہ
پانی کا درویش کے پاس برائے افطار لیجاوے لڑکی عمر میں بہت کم تھی
نہایت ادب و حرمت سے کوزہ درویش کے روبرو لے گئی۔ شیخ
ابوسعید کو اس لڑکی کا حسن ادب بہت پسند آیا اپنے دل میں خیال کیا کہ وہ

کون ایسا نیک بخت بندہ ہوگا جس کے حبالۂ نکاح میں یہ لڑکی آوے گی۔ جوں ہی یہ اندیشہ آپ کے دل میں گذرا۔ آپ نے حسن مؤذن رحمۃ اللہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ بازار جاؤ اور جو نئی بات سنو مجھ سے آکر کہو حسن بازار میں گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ میں نے بازار میں ایسا تذکرہ سنا کہ کانوں کو اس کی سماعت کی تاب نہیں۔ عرض کیا کروں شیخ نے فرمایا نہیں جو کچھ سنا ہے بیان کرنا چاہیے۔ حسن مؤذن نے کہا کہ بازار میں ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے ہیں کہ شیخ ابو سعید خود اپنی لڑکی سے اپنا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سنکر شیخ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس خطرہ کا بھی مجھ پر مواخذہ کیا گیا۔ جب خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام کی بندہ نے عرض کیا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابو سعید اپنے اہل عصر سے زیادہ نیک بخت ہونگے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس زمانے میں سب سے زیادہ بزرگ تھے۔ اس کے بعد گفتگو توبہ کی استقامت کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص شراب پینے سے توبہ کرے ہر آئینہ اس کے یاران جلسہ و دوستان سابق مزاحمت کریں گے۔ اور اکثر اُسے اس موقع شراب نوشی پر جہاں کبھی ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی تھی بلائیں گے اور اس کوشش میں رہیں گے کہ وہ پھر شراب پیوے یہ صورت اس وقت ہوگی کہ اس تائب کے دل میں میل ہوا سے سابق کا باقی ہوگا۔ اگر تائب نے صدق دل سے توبہ کی ہے اور اس اندیشہ سے کلی پاک ہوا ہے کوئی مصاحب سابق اس کی مزاحمت نہیں کرسکتا اور دلیل اس

کے صدق توبہ کی یاران دیرینہ سے میل جول چھوڑنا ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا
کہ جب کسی شخص کا لوگ معصیت اور فسق کے ساتھ تذکرہ کریں جاننا چاہیے کہ اس
شخص کا دل کسقدر مائل اس فسق اور معصیت کے ساتھ ہے کیوں کہ جب کوئی
شخص صدق دل سے کسی معصیت اور فسق سے توبہ کریگا اور اپنے دل کو اس
ناشائستہ حرکت سے باز رکھے گا آئندہ کوئی شخص اس کو اس جرم سے متہم نہ
نہ کریگا اور یہی دلیل استقامتِ توبہ کی ہے کہ تائب توبہ پر مستقیم ہے۔ ہاں
اگر اس کے دل میں کچھ بھی میل ہوگا البتہ اس کا تذکرہ فسق و فجور لوگوں کی زبان
پر آئے گا۔ اس کے بعد گفتگو حیدر زادہ کے بارے میں ہوئی آپ نے
ارشاد فرمایا کہ قوم سے ترک درویش صاحب کمال و صاحب حال تھے۔
خروج چنگیز خاں کے زمانے میں ایک روز انہوں نے اپنے یاروں سے کہا
کہ وہ فتنہ چنگیز خاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں کیونکہ لشکرِ مغل
غالب آئے گا۔ لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ چنگیز خاں کے غالب
آنے کی وجہ بیان فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنے ہمراہ
ایک درویش کو لاتا ہے اور اسی کی پناہ میں آتا ہے میں نے اس
درویش سے مقابلہ کیا تھا اس نے مجھے ترک دی مجھے معلوم ہوگیا کہ
ان کا لشکر غالب آئے گا۔ تم کو بھاگ جانا لازم ہے یہ فرماکر خود ایک
غار میں چھپ رہے اور عاقبتہ الامر وہی ہوا جو انھوں نے کہا تھا۔ اس گفتگو
کے بعد بندہ نے عرض کی کہ ایک فرقہ ہے جو گلے میں طوق آہنی اور ہاتھوں
میں دست کلاہ آہنی پہنتے ہیں اور خود کو حیدر زادہ سے منسوب کرتے ہیں۔ اس

کی کیا اصل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ نسبت ان کی درست ہے خواجہ
حیدر زادہ پر ایک حال ایسا وارد ہوا تھا کہ وہ اس حال میں لوہا سرخ
کر کے اپنے ہاتھ سے طوق اور دست کلاہ بنلتے تھے لوہا ان کے ہاتھ
میں مثل موم کے نرم ہو جاتا تھا یہ طائفہ بھی دست کلاہ آہنی اور طوق
بناتے ہیں لیکن وہ حال اور وہ معاملہ ان کے خواب و خیال میں بھی
نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ فی الواقع درویشوں کی زندگی یہی
ہے کہ وہ یاد خدا میں مصروف رہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ
ایک بزرگ خواجہ میر گرامی نام کے تھے ایک بزرگ صاحب حال
کو ان سے ملاقات کی آرزو ہوئی اور اشتیاق غالب آیا۔ اس
درویش کی کرامت تھی کہ جو خواب وہ دیکھتے بعینہ اس کا ظہور عالم
بیداری میں ہوتا الغرض وہ اپنے مقام سے برائے ملاقات
روانہ ہوئے اثنائے راہ میں یہ خواب اُنھیں دکھائی دیا کہ خواجہ میر
گرامی نے انتقال فرمایا۔ صبح بادل ملول اُٹھے کہ صد افسوس کہ دور دراز
راہ صرف ان کی ملاقات کے لیے طے کی اور ملاقات نہ ہونے پائی
کہ ان کا انتقال ہوگیا خیر اب ان کی قبر کی زیارت کرنی چاہیے قصہ
مختصر اس مقام سے روانہ ہو کر میر گرامی کے گاؤں میں پہنچے اور بہ
سبب عدم واقفیت مکان و موضع قبر دریافت کرنا شروع
کیا کہ خواجہ میر گرامی کی قبر کہاں ہے ہر شخص یہ جواب دیتا کہ خواجہ
میر گرامی زندہ ہیں ان کی قبر کیوں کر ہو سکتی ہے۔ یہ درویش یہ سنکر

حیران ہوتے تھے کہ یہ جواب ان کے خواب سے برعکس تھا۔ آخرالامر
میر گرامی کی خدمت میں پہنچے۔ سلام کیا جواب سلام پایا اور پہلی بات جو
خواجہ میر گرامی نے ان سے کی یہ تھی کہ آپ کا خواب دروغ نہیں۔ فہیم ہے
میں ہمیشہ یاد حق میں مصروف رہتا ہوں جس شب آپ نے خواب
دیکھا میں تھوڑی دیر کے لئے یاد الٰہی سے غافل ہوگیا تھا اس وجہ
سے عالم میں ندا ہوئی کہ میر گرامی نے انتقال کیا واللہ اعلم بالصواب

اٹھارویں مجلس

تیرھویں ماہ جمادی الآخر ۶۳۵ھ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو روزہ کے بارے میں ہو رہی تھی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہر ماہ میں تین روزہ رکھتے تھے مگر صحیح طور پر معلوم نہیں ہوا کہ وہ
تین روزے کن تاریخوں میں رکھے جاتے تھے اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ آداب درویشی میں یہ امر داخل ہے کہ سال میں چار ماہ روزے
رکھے جائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس کی تقسیم یہ ہے کہ تین ماہ
متواتر اور دس روز اول ماہ محرم اور ۹ روز اول ماہ ذی الحجہ اور دس
روز دیگر ایام متبرکہ میں روزے رکھنا چاہئیں کہ ثلث سال کامل یعنی
چار ماہ پورے ہو جائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ روزے اس
طرح پر بھی تقسیم کئے گئے ہیں یعنی ہفتہ میں دو روز ہر دوشنبہ و پنجشنبہ

کو مدام روزہ رکھنے سے بھی ثلث سال کا اِل ہو جاتا ہے اس کے بعد گفتگو پورے سال بھر روزہ رکھنے کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں ایک یہ ہے مَن صَامَ الدَّھرَ کُلَّہٗ لَا صَامَ وَلَا فطرَ اور دوسری حدیث یہ ہے مَن صَامَ الدَّھرَ کُلَّہٗ یُضَیِّقُ عَلَیہِ جَھَنَّمَ وَعَقَدَ التِّسعِینَ بظاہر معنی دونوں حدیثوں کے متضاد ہیں مگر ان کی تطبیق اس طرح پر ہے کہ حدیث اول کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص پیوستہ تمام سال کے روزے رکھے اور روزِ عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے حکم اس کا یہ ہوگا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور دوسری حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جس نے تمام سال کا روزہ رکھا اور ان پانچ دنوں میں افطار کیا اس پر دوزخ اس طرح تنگ ہو جائے گی جیسے عقد انامل میں نوے کا عقد یعنی اس کی دوزخ میں گنجائش نہ ہوگی اور کسی حالت میں وہ دوزخ میں نہ جائیگا اس کے بعد حضرت ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پیوستہ روزے رکھتا ہے اس کو عادت ہو جاتی ہے اور تکلیف روزہ بالکل نہیں ہوتی زیادہ ثواب اس طرح سے روزہ رکھنے میں ملتا ہے کہ ایک روز روزہ رکھیں اور دوسرے روز افطار کریں اور تیسرے روز پھر روزہ رکھیں کیونکہ اس میں نفس کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

انیسویں مجلس

۱۹ ماہ مذکور سنہ ۷۰۰ ہجری۔

دولت قدم بوسی حاصل ہوئی جس وقت بندے نے زمین بوسی کی آپ نے از
راہ لطافت فرمایا کہ بعد نماز ظہر دس رکعتیں پانچ سلام سے پڑھا کرو اور ان میں
دس سورتیں آخر قرآن شریف کی پڑھو اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس نماز کا نام صلوٰۃ
خضر ہے اور جو شخص ہمیشہ اس نماز کو پڑھیگا اس کو حضرت خضر علیہ السلام
کی ملاقات نصیب ہوگی اس کے بعد نمازہائے روز و شب میں سورتوں کا تعین
اس طرح سے فرمایا کہ صبح کی رکعتوں میں بعد فاتحہ الم نشرح اور الم ترکیف
پڑھے اور ظہر کی اول کی چار رکعتوں میں قل یا ایھا الکافرون سے با الترتیب
قل ھو اللہ احد تک پڑھے اور آخر کی دو رکعت سنت نماز ظہر میں آیت
الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چہار رکعت سنت نماز عصر میں
اذا زلزلت الارض سے الھکم التکاثر تک پڑھے اور دو رکعت نماز
شام میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھے اور سنت
نماز عشاء میں آیت الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل
اللھم مالک الملک پڑھے اور نماز وتر میں انا انزلناہ و قل یا ایھا
الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھے ۔

بیسویں مجلس

روز پنجشنبہ ۲۷ ماہ مذکور ۶۱۵ھ

سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی گفتگو صبر جمیل کے بارے میں ہو رہی
تھی یعنی خلق کو وفات اعزہ پر جس قدر ممکن ہو صبر کرنا چاہیے یہ کام بہت

خوب ہے برخلاف اس کے کہ رونا پیٹنا کریں۔ دامن پھاڑیں اور مردے
کا نام لیکر بیان کریں یہ باتیں نہایت واہیات ہیں ان سے گناہ لکھے جاتے
ہیں اسی ضمن میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ بقراط حکیم کے بیس لڑکے
تھے وہ بیسوں ایک ہی دن مر گئے چھت ان پر گر پڑی تھی کہ سب دب کر
مر گئے تھے۔ جب یہ خبر بقراط کو پہنچی اگرچہ صدمہ عظیم ہوا مگر اس شیر
مرد نے اصلا اپنے مزاج کو برہم نہ ہونے دیا اس کے بعد ایک اور حکایت
اسی ضمن کی بیان فرمائی۔ کہ مجنوں سے کہا گیا کہ لیلیٰ کا انتقال ہو گیا اس نے
جواب دیا کہ اس کی عزامت مجھ پر ہے کہ کیوں ایسے شخص کو دوست رکھوں
جو مر جائے اس گفتگو میں رات ہو گئی یہ رات شب جمعہ تھی ایک عورت
نے حاضر ہو کر شرف غلامی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر حاصل کیا آپ نے
ثمرۂ صلاحیت مستورات بہت بیان فرمایا اور یہ حکایت بیان فرمائی
کہ اس شہر اندرپرست میں ایک نیک زن تھیں فاطمہ نام نہایت
صاحب عفت و صاحب صلاحیت کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ
فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمت اللہ علیہ اکثر ان کی شان میں فرمایا
کرتے تھے کہ وہ عورت درحقیقت مرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو مرد
کی شکل میں پیدا کیا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ درویش جب دعا
کرتے ہیں اول وسیلہ نیک عورتوں کا پکڑتے ہیں۔ اور بعد اس کے
نیک مردوں کا کیوں کہ نیک عورتیں بالغایت کم ہوتی ہیں اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ جب شیر جنگل سے نکلتا ہے آبادی میں آتا ہے

بکری اس امر کا جویاں نہیں ہوتا کہ یہ شیر نر ہے یا مادہ سب خوف کھاتے ہیں۔ فرزندِ آدم کو بھی چاہیے کہ طاعت الٰہی میں مصروف ہو۔ خواہ مرد ہو یا عورت اس کے بعد فضیلتِ پارسایان و متعبداں کی حکایت میں یہ دو مصرعے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔

؎ گرنیک آیم مرا ازلشیاں گیرند   ورب آیم مرا بدیشاں بخشند

اکیسویں مجلس

تاریخ ۱۳ ماہ مبارک رجب سنہ مذکور

دولت قدم بوسی حاصل ہوئی حضور نے ازراہِ کرم بندہ سے دریافت فرمایا کہ تمہاری صحبت اکثر کن لوگوں سے رہتی ہے خادم محررسطور نے جواب دیا کہ یہ نالائق خلائق اکثر وقت اپنا حضور والا کے یاران اعلیٰ کی خدمت میں صرف کرتا ہے آپ نے نہایت پسند فرمایا اور تعریف کی اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔

؎ با عاشقاں نشیں و ہم عاشقی گزیں   باہر کہ نیست عاشق کم شو باد قریں

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ بیت کلام شیخ ابوسعید ابوالخیر سے ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشائخ کا دستور ہے کہ جب کسی شخص کے حال سے مطلع و خبردار ہونا چاہتے ہیں اس طرح دریافت فرماتے ہیں کہ تمہاری صحبت کس سے رہتی ہے اس سے اس کا حال معلوم ہو جاتا ہے اس کے بعد گفتگو لیلۃ الرغائب کے بارے میں ہوئی ارشاد فرمایا کہ رغائب

جمع رغبت کی ہے یعنی اس شب میں بہت خیر و برکات ہیں اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ جو شخص وہ نمازیں جو اس شب میں پڑھی آئی ہیں پڑھے گا
اس سال نہ مرے گا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص ہمیشہ اس
رات کو کل نمازیں جو اس شب میں پڑھی آئی ہیں پڑھتا تھا اس سال جو
اس کے مرنے کے لئے مقرر تھا پورا کیا اور قبل از ادا کرنے نماز لیلۃ الرغائب
کے مرگیا اس کے بعد گفتگو نماز اویس قرنی کے بارے میں ہوئی۔
آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز اویس قرنی رجب کی تیسری چوتھی
پانچویں تاریخ کو پڑھی جاتی ہے بعدہٗ فرمایا کہ بعضوں نے تیرھویں چودھویں
اور پندرھویں تاریخ اس نماز کے لئے مقرر فرمائی ہے اس کے بعد
فرمایا کہ ایک روایت میں تیئسویں چوبیسویں اور پچیسویں تاریخ کو اس نماز
اویس قرنی کا پڑھنا آیا ہے اس کے بعد آپ نے نماز اویس قرنی کے
ثواب کے بارے میں بہت غلو فرمایا اور یہ حکایت اس محل میں ارشاد فرمائی۔
کہ مدرسہ کلاں میں ایک دانشمند مولانا زین العابدین نامی رہتے تھے۔
اچھے عالم تھے جو مسئلہ ان سے دریافت کیا جاتا تھا جواب شافی دیتے
اور مباحثہ میں عالمانہ تقریر فرماتے تھے اُن سے اُن کی تعلیم کے بارے
میں سوال کیا گیا جواب دیا کہ میں نے کسی سے نہیں پڑھا اور نہ کسی کی شاگردی
کی ہے جوانی میں نماز اویس قرنی پڑھا کرتا تھا ایک روز بعد نماز دعا مانگی
کہ الٰہی میں بوڑھا ہوا علم نہیں پڑھا تو اپنی مہربانی سے دولت علم مجھے عطا
فرما حق تعالیٰ نے بہ برکت اس نماز کے علم کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔ اب

جو مسئلہ مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے میں بخوبی اس کی شرح کرتا ہوں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آخر ماہ رجب میں بھی ایک نماز برائے درازی عمر پڑھنی آئی آئی ہے اور ارشاد فرمایا کہ شیخ بدر الدین غزنوی پیوستہ اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے مولانا نظام پسر شیخ ضیاء الدین پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جس سال شیخ بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ فوت ہوں گے انہوں نے اس نماز کو نہیں پڑھا ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس نماز کو کیوں ادا نہیں فرمایا جواب دیا کہ میری عمر کے سال پورے ہو گئے اب کچھ باقی نہیں کہتے ہیں کہ اسی سال ان کا انتقال ہو گیا

بائیسویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۲۳ ماہ رجب سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو خانہ کعبہ اس کی عمارت اور خرابی کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کو دو مرتبہ خراب کر چکے ہیں اب کبھی خراب نہ ہوگا۔ کیونکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کعبہ کو دو مرتبہ خراب کریں گے بار سوم آسمان پر لیجائیں گے۔ اور یہ معاملہ آخر زمانہ میں ہوگا اور بعد اس کے قیامت ہوگی اور یہ معاملہ اس طرح ہوگا کہ جب قیامت قریب ہوگی بتوں کو لاکر خانہ کعبہ میں رکھیں گے اور ان بتوں کے رکھنے والی قوم کا نام اُوشی ہوگا اور اس قبیلہ کی عورتیں ان

اُن بتوں کے سامنے ناچا کریں گی اس امر کے واقع ہونے پر کعبہ کو اٹھالیں گے۔

تیئسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۱ ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حضور نے اس خادم کو سامنے بلا کر ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ طاعت و عبادت الٰہی میں مصروف و مشغول رہنا چاہیے اور دعاؤں وغیرہ کے پڑھنے میں کوشش کرنا لازمی ہے اور اگر ممکن ہو کتب ہائے تذکرہ مشایخ ضرور دیکھنا چاہیے بیکار رہنا نہایت نازیبا ہے یہ فرما کر آپ نے خاکسار پر نہایت شفقت فرمائی اور کلاہ و دراع عنایت فرمایا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

چوبیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۵ ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو تلاوت قرآن و قیام شب کے بارے میں ہو رہی تھی اور اُن لوگوں کا بھی تذکرہ تھا جو اعتکاف کرتے ہیں بندہ نے عرض کیا کہ اگر اپنے مکان میں قیام کیا جائے پس یہ امر مستحسن ہوگا یا غیر مستحسن آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مکان میں ایک سیپارہ پڑھنا مسجد میں ختم کرنے سے زیادہ فاضل تر ہے اس کے بعد

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص مسجد جامع دمشق میں اس غرض سے معتکف ہوا اور
ہمیشہ شب بیدار رہتا تھا کہ اس کی عبادت کا شہرہ ہو کر شیخ الاسلام
کا منصب اس کو عطا ہو یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت خواجہ ذکراللہ
آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اول دل کو خانقاہ اور شیخ
الاسلامی سے ہی سرد کرنا چاہیے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی
کہ ایک بقال تھا تیئیس سال اس نے متواتر روزہ رکھا اور کسی کو بھی اس
کے حال سے اطلاع نہ ہوئی جب گھر میں رہتا خود کو اس طرح ظاہر کرتا کہ
دوکان میں کچھ کھا کر آیا ہے اور جب دوکان پر ہوتا خود کو اس طرح پر
رکھتا کہ دوکان والے یہ سمجھتے کہ یہ گھر کھا کر آیا ہے۔ اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ اول نیت خالص ہونا ضروری ہے خلق کی نگاہ عمل پر ہے مگر اللہ
تعالیٰ نیت کو دیکھتا ہے جب نیت اچھی ہوگی تھوڑے عمل کا ثواب
زیادہ ملے گا۔ اس کے بعد یہ حکایت اسی حال کے موافق بیان فرمائی
کہ مسجد جامع دمشق میں اوقاف بہت ہیں اور آمدنی معقول ہونے
کے سبب اس مسجد کا متولی نہایت خوشحال ہوتا ہے۔ گویا دوسرا
بادشاہ ہے حتیٰ کہ بادشاہ کو اگر کبھی روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے
متولی مسجد جامع دمشق سے قرضہ لیتا ہے الغرض ایک درویش نے
اس تولیت حاصل کرنے کی طمع میں مجاہدہ اور ریاضات کثیرہ اس
مسجد میں رہکر شروع کی تاکہ اس کی ریاضت و مجاہدہ کا شہرہ ہو کر
تولیت مسجد اس کے حوالہ کی جائے ایک مدت تک اس کا یہی دستور رہا

مگر کوئی پرسان حال نہ ہوا۔ آخر درویش اس عبادت ریائی سے پشیمان ہوا اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد مستحکم کیا کہ آئندہ تیری پرستش بلا کسی غرض کے کروں گا۔ یہ عہد کر کے پھر وہی طاعت معہودہ شروع کی۔ کیوں کہ اس کی نیت صالح ہو گئی تھی۔ خلق نے تولیت مسجد ان کے سپرد کی اس درویش نے جس کو اس تھوڑے ہی عرصہ میں حظِ طاعت دوست حاصل ہو گیا تھا انکار کیا اور کہا کہ میں تارک ہوں جب اس کی طلب میں تھا۔ کسی نے نہ پوچھا اب اس آرزو کے چھوڑتے ہی مجھے دیجاتی ہے۔ مجھے اب یہ تولیت بالکل نہیں چاہیئے یہ کہکر پھر مشغول ہو گیا اور بقیہ عمر طاعت و عبادت الٰہی میں بسر کی اور کسی شغل و اشغال دنیاوی سے آلودہ نہ ہوا۔
الحمد اللہ علیٰ ذالک

پچیسویں مجلس

روز شنبہ نہم ماہ مبارک رمضان سنہ مذکور

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ حکایت عرض کی کہ ایک شخص تھا نہایت صاحب صلاحیت اور خدمت درویشاں میں حاضر ہونے کے لئے عظیم مشتاق میں نے اس سے کہا کہ تم کیوں حضرت کی خدمت میں (حضرت سے مراد یہاں ذات مجمع الحسنات حضرت سلطان المشائخ نور اللہ مرقدہٗ ہے) حاضر ہو کر مرید

نہیں ہوتے اس نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں نیت بیعت گیا تھا مگر وہاں میں نے چراغ روشن اور بچھونے مکلف بچھے ہوئے دیکھے اعتقاد میرا بدل گیا اور واپس چلا آیا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے دریافت فرمایا کہ یہاں کس روز مشعلیں روشن اور بچھونے بچھائے گئے تھے اس کے بعد خود ہی متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس کو دولت بیعت سے مشرف ہونا نصیب نہ تھا اسے ایسا ہی دکھائی دیا۔ میں نے عرض کی کہ یہ تو کوئی بات نہیں کہ بچھونے بچھے اور چراغ روشن دیکھکر اعتقاد فاسد کر لیا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعضے لوگ نہایت زود اعتقاد اور بد اعتقاد ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے امر میں ان کو اعتقاد ہو جاتا ہے اور ذرا سی بات سے پھر فاسد ہو جاتا ہے اور بعضوں کے عقیدے نہایت محکم اور اعتقاد بغایت راسخ ہوتے ہیں اور کسی طرح بھی متغیر نہیں ہوتے۔ اس کے بعد گفتگو نگاہداشت فرمان پیر کے بارے میں ہوئی آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ فریدالدین مسعود گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک میں ایک دعا لکھی ہوئی تھی۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ کوئی شخص ہے جو اس دعا کو یاد کرے مجھے خیال آیا کہ مقصود حضرت کا میری ذات سے ہے کہ میں اسے یاد کروں چنانچہ میں سلام کیا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو بندہ یاد کرے آپ نے ازراہ نوازش مجھے وہ دعا عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یاد کر لو میں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو

میں ایک مرتبہ آپ کے سامنے پڑھ کر صحیح کروں آپ نے اجازت بخشی میں نے پڑھنا شروع کیا ایک جگہ اعراب کی اصلاح فرمائی کہ اس طرح پڑھو میں نے سر تسلیم خم کیا اور جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح پڑھا اگرچہ جس طرح میں نے پڑھا تھا وہ بھی با معنی تھا۔ القصہ وہ دعا اسی وقت یاد ہو گئی میں نے عرض کیا کہ دعا مجھے یاد ہو گئی ہے اگر حکم ہو سنا دوں آپ نے اجازت مرحمت فرمائی میں نے دعا پڑھی اور وہ اعراب اسی طرح پڑھا جیسا کہ شیخ نے تصحیح فرمایا تھا۔ جب میں مجلس شریف سے باہر آیا مولانا بدر الدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت تحسین فرمائی میں نے کہا کہ اگر سیبویہ جو واضع اس فن کا ہے مجھے یہ کہے کہ یہ اعراب اس طور پر ہے میں اسے کبھی نہ مانوں گا اور اسی طرح پر پڑھوں گا جیسا کہ شیخ نے فرمایا۔ مولانا بدر الدینؒ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ جسقدر ادب حضرت کا تم ملحوظ رکھتے ہو ہم سے نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد گفتگو آداب و خدمت پیر کے بابے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے زبان فیض ترجمان شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس سرہُ العزیز سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے اپنی عمر میں ایک جرارت اپنے پیر شیخ قطب الدین قدس سرہُ العزیز کی خدمت میں کی تھی اور وہ اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سے اجازت چلّے کی طلب کی آپ نے اجازت نہ بخشی اور فرمایا کہ کچھ ضرورت نہیں اس سے شہرت

ہوتی ہے۔ ہمارے خاندان میں طلب شہرت نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ ذات پاک حضرت کا سایہ میرے سر پر موجود ہے آپ کے ہوتے ہوئے میرا یہ مقصود نہیں۔ قصہ مختصر آپ نے اجازت نہ دی اور خاموش ہو رہے اس واقعہ کے صادر ہونے کے بعد مجھے پشیمانی ہوئی کہ میں نے حضرت کو کیوں جوابدیا جو خلاف مرضی مبارک تھا۔ جب یہ حکایت تمام ہوئی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی ایک مرتبہ بلاقصد و بے اختیار خدمت مبارک حضرت شیخ الاسلام میں جرات کی تھی اور وہ معاملہ اس طرح پر ہوا کہ ایک روز حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ خانقاہ مبارک میں تشریف فرماتے تھے نسخہ عوارف تصنیف شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ حضرت کے سامنے تھا آپ اس میں سے فوائد بیان فرما رہے تھے۔ یہ نسخہ جو حضرت کے پاس تھا باریک قلم سے لکھا ہوا اور کرم خوردہ تھا۔ حضرت کو بوجہ کرم خوردگی بیان میں اندک دشواری ہوتی تھی میں نے دہلی میں بخدمت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ نسخہ خوشخط و صحیح دیکھا تھا۔ یہ بات مجھے یاد آئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے نسخہ صحیح بخدمت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ دیکھا ہے۔ یہ بات ناگوار خاطر ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ درویش کو فرصت تصحیح نسخہ سقیم نہیں ہے۔ یہ الفاظ آپ نے دو تین مرتبہ فرمائے مجھے مطلقاً اس امر کا خیال نہ ہوا کہ آپ یہ کس کے حق میں فرماتے ہیں اور مجھے کیونکر اس خفگی کا حال معلوم ہوتا کیونکہ میں نے اس قصہ کو بطریق حکایت بیان کیا تھا نہ بطریق اعتراض۔ جب کئی مرتبہ آپ یہ الفاظ "درویش کو فرصت تصحیح نسخہ سقیم نہیں"

فرماتے ہیں کہ مولانا بدرالدین اسحاق رحمت اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت یہ الفاظ تمہارے حق میں فرمارہے ہیں یہ سنتے ہی میں اُٹھ کھڑا ہوا اور سر ننگا کر کے حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور عرض کی کہ بخدا میرا مقصود یہ نہ تھا کہ قطع کلام حضرت کروں میں نے بمقام دہلی یہ کتاب حضرت نجیب الدین متوکل رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں دیکھی تھی۔ وہ دیکھنا اس وقت یاد آیا اور بر سبیل حکایت اس کا تذکرہ کیا ہر چند میں نے بہت معذرت کی مگر اثر ناراضامندی مزاج مقدس حضرت شیخ میں موجود تھا۔ قصہ مختصر میں مجلس سے باہر آیا۔ نہایت پریشان تھا اللہ تعالیٰ ایسا روز بد کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے گریہ مجھ پر بشدت طاری ہوا اور پریشانی بوجہ ناراضی شیخ لحظہ بلحظہ تیز ہوتی جاتی تھی۔ اسی حال میں خانقاہ سے باہر نکلا پاس ہی ایک کنواں تھا دل میں آیا اس میں ڈوب کر مر جاؤں۔ اس خیال کے آتے ہی پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ بہت بڑی بدنامی ہوگی اور یہ امر طریق درویشی سے بعید ہے اسی حسرت و حیرت میں سراسیمہ جنگل میں چلا گیا حالانکہ گریہ اسی طرح طاری تھا اس روز کی حالت سے اللہ تعالیٰ واقف ہے کہ اس درویش کو کس قدر پریشانی تھی۔ الغرض حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہٗ العزیز کے ایک لڑکے شیخ شہاب الدین نامی سے میری دوستی تھی جب انکو یہ حال معلوم ہوا حضرت شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں حاضر ہوکر نہ معلوم کیا عرض کیا کہ وہ خفگی جاتی رہی اور آپ نے اپنے لڑکے شیخ

محمدؐ کو میرے بلانے کیلئے بھیجا میں خدمت والا میں حاضر ہوکر قدموں پر گر پڑا آپ نے ازراہِ شفقت مجھے اُٹھایا پھر دوسرے روز مجھے بلاکر ارشاد فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں اور یہ امر تمہارے کمال کے مزید ہونے کے واسطے کیا گیا ہے اور یہ الفاظ میں نے اُسی روز آپ کی زبان مبارک سے سنے تھے کہ پیر مشاطہ مرید ہے اس کے بعد مجھے خلعت مرحمت فرمائی اور ملبوس خاص سے مشرف کیا۔ الحمد اللہ علی ذالک

چھبیسویں مجلس

روز شنبہ چہارم ماہ رمضان سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو طاعت کے بارے میں ہورہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جب اول اول طاعت شروع کرتا ہے گو وہ طاعت اس کے نفس پر گراں گذرتی ہے۔ لیکن جب یہ شخص صدق دل سے اس میں کوشاں رہتا ہے اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرماتا ہے کہ وہ طاعت اسے آسان معلوم ہونے لگتی ہے۔

اور فرمایا کہ یہی قاعدہ ہر کام کا ابتدا میں ہے۔ پہلے ہر کام مشکل وسخت معلوم ہوتا ہے لیکن جب شروع ہوجاتا ہے بآسانی تمام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمت اللہ علیہ جامع الحکایات لکھوانا چاہتے تھے۔ مگر بہ سبب تنگی معاش اسباب کتابت اور اُجرت کاتب نساخ نہ بہم پہنچتی تھی اگر کاتب ملتا

اسباب کتابت سیاہی قلم و کاغذ نہ ملتا اور جب یہ چیزیں میسر ہوتیں کاتب نہ ملتا الغرض ایک روز حمید نام کاتب نے جو آپ کی خدمت میں عقیدت تمام رکھتا تھا حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ مدت سے جامع الحکایات کی نقل کی فکر میں ہیں اللیئے میں اس کو تحریر کروں آپ نے عذر بیان کیا حمید کاتب نے کہا کہ آپ کے پاس جو کچھ بھی موجود ہے دیجیے کہ فکر نقل کی جائے۔ آپ کے پاس ایک روپیہ تھا وہ حمید کاتب کو دیا انہوں نے اس کا کاغذ خریدا یہ ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کا کس قدر کاغذ آیا ہو گا۔ فی الجملہ حمید کاتب وہ کاغذ پورے نہ لکھنے پائے تھے کہ اور فتوح پہنچی تا اینکہ کتاب تمام ہو گئی اور اجرت کتابت بھی دی گئی۔ اس کے بعد گفتگو مناقب شیخ نجیب الدین رحمت اللہ علیہ اور ان کی خوبی اعتقاد کے بارے میں ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ ایک روز میں ان کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور عرض پرداز ہوا کہ حضرت ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اس نیت سے پڑھیئے کہ میں قاضی ہو جاؤں۔ شیخ نجیب الدین یہ سنکر خاموش ہو رہے میں نے خیال کیا کہ شاید آپ نے میرا معروضہ نہ سنا ہو گا۔ دوبارہ عرض کیا کہ آپ نے کچھ جواب نہ دیا جب میں نے تیسری بار یہی عرض کیا ہنسکر فرمایا کہ قاضی نہ ہو اور کچھ ہو یہ فرما کر حضرت ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو کس قدر دنیا سے تنفر تھا۔ اس کے بعد گفتگو آمرزش کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا کہ اگر کسی شخص کے پاس کیسہ میں ایک

روپیہ ہو۔ اور بوقت حاجت جیب سے نکالنا چاہے۔ لیکن وہ روپیہ ایک گوشہ میں ہو جائے اور ہاتھ نہ آئے اور اس مرد کو معلوم ہو کہ گر گیا۔ ہر آئینہ اس کو غم ہوگا۔ اسی قدر مغموم ہونے سے اللہ تعالیٰ اس کو بخشدے گا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث صرف ایسے شخص کے باب میں ہے جس کے ایک ہی روپیہ ہو کیوں کہ اگر کسی شخص کے پاس بہت سے روپئے ہوں گے اُن میں سے ایک گر جائے گا۔ اُسے غم نہ ہوگا۔ جو اس شخص کو ہوگا جس کے پاس صرف وہی ایک روپیہ تھا جو گر گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخشدیگا۔ مترجم عفی عنہ گذارش کرتا ہے کہ یہ حدیث بر سبیل تمثیل ہے اس سے یہ نہ سمجھہ لینا چاہیئے کہ ایک روپیہ کے کھو جانے سے اسقدر بخشش دینے اور آمرزش کا سزاوار ہو جاتا ہے بلکہ اس سے مراد اس غم سے ہے جو اپنی بے بضاعتی و ناداری از اعمال صالحہ کی وجہ سے ہو اور بصدق ایک لحظہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنی سیاہ کاری سے غمگین ہو جائے رحمت خداوندی سے بعید نہیں۔ جو ایسے شخص کو اپنے کرم عمیم سے بخشدیوے۔

ستائیسویں مجلس

۲۰ رماہ شوال سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ حسب عادت دہلیز کے بالاخانہ پر تشریف فرماتے۔ آپ کے متصل زینہ تھا۔ جب بندہ حاضر ہوا۔ آپ

نے ارشاد فرمایا کہ اسی جگہ پر برسر نردبان بیٹھو۔ میں حکم ہوتے ہی بیٹھ گیا
اس وقت ہوا چل رہی تھی اور ہوا سے ایک کواڑ زینہ کا کھلتا اور بند ہو جاتا
تھا۔ میں نے اس کواڑ کو مضبوط پکڑ لیا کہ موجب شور نہ ہو آپ نے بعد تھوڑی
دیر کے مجھے دیکھا اور متبسم ہوئے میں نے عرض کی کہ در دولت پر دروازہ
پکڑے ہوئے بیٹھا ہوں آپ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہاں دروازہ پکڑنا اور
مستحکم پکڑنا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی
رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دروازہ پکڑو اور اُسے مستحکم پکڑو
بھٹکے نہ پھرو۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دیوانہ ایک روز
صبح کے وقت شہر کے دروازہ پر گیا اور وہاں کھڑا رہا جب دروازہ شہر
کھلا آدمیوں کو دیکھا کہ دروازہ کھلتے ہی جوق جوق نکلے اور ہر چہار طرف
روانہ ہوئے دیوانہ یہ دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ یہ سب پریشان و
مختلف راہ جاتے ہیں اسی وجہ سے نہیں پہنچتے اگر سب ایک ہی جانب
جائیں البتہ مقصود کو پہنچیں۔ اس کے بعد گفتگو کھانا کھانے اور اس کی
مضرت و منفعت کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بحالت
شکم پُری کھانا کھانا روا نہیں کہ موجب مضرت ہے مگر دو حالت میں کھایا
جائے تو روا ہے اول اس حالت میں جب کوئی مہمان آئے اور میزبان
شکم سیر ہو بپاس خاطر مہماں کسی قدر کھاوے۔ دوم اس حالت میں
کہ روزہ افطار کرے اور کھانا پیٹ بھر کر کھائے۔ یہ جان کر کہ بہ سبب
تنگیٔ معاش سحری ممکن نہ ہوگی۔ پس اگر کسی قدر زیادہ کھا جاوے

تو بھی روا ہے۔ اس کے بعد گفت گو دعائے ماثورہ کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص رنج و بلا میں گرفتار ہو اس کو لازم ہے کہ علاج اور دفعیہ اس کا کرے اور جب کسی طرح دفعہ نہ ہو پس جمعہ کے روز بعد ادائے عصر روبقبلہ ہوکر مغرب تک کسی چیز میں مشغول نہ ہو اور یہ تین اسم یکبارگی یعنی ملاکر پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ اس کو اس رنج سے آزاد کریگا۔
اور وہ اسم یہ ہیں۔ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ؛

اٹھائیسویں مجلس

تاریخ ۸۔ ماہ شوال المکرم سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس روز یہ خاکسار چند اوراق مسودہ کتاب ہذا اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ وقت صالح اور خلوتِ باراحت پاکر گردن جھکا کر عرض کیا کہ مجھے کچھ التماس کرنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر کون مانع ہے۔ شوق دل سے جو عرض کرنا ہو کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے شرفِ غلاماں حضرت خواجہ میں منسلک ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا اور جب کبھی مجلس شریف حضوری میسر ہوئی ہر کلمہ جو زبان گوہر باراں مخدوم سے مشتمل بر وعظ و نصیحت وغیرہ سنا اس کو لکھ لیا کہ دلیل رہروی اس شکستہ پا کی ہو کیوں کہ میں نے اکثر حضور کی زبانِ فیض ترجمان سے سنا ہے کہ مرید کو چاہیے کہ کتب حالات و ملفوظات مشایخ ہمیشہ زیر نظر رکھے۔ میرے خیال میں کوئی مجموعہ زیادہ تر فائدہ دہندہ ملفوظات حضور سے نہیں اس لیے جو کچھ میں نے سنا اپنی استعداد

کے موافق انفاس نفیسہ حضور کو قلم بند کیا اب تک اس کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ منتظر فرمان حضور والا ہوں۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس عرضداشت کو سنکر یہ حکایت زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائی کہ جب میں خدمت حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ۔ رحمتہ واسعتہ میں حاضر ہوا یہی نیت کی کہ جو وعظ ونصائح زبان حضرت شیخ الاسلام سے سنوں گا ان کو لکھہ لوں گا۔ اول روز جب مجھے سعادت دست بوسی حاصل ہوئی پہلے الفاظ جو زبان گوہر فشان حضرت شیخ الاسلام سے سنے یہ تھے بیت۔ اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ۔ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ ۔اس کے بعد میں نے چاہا کہ اس شرح اشتیاق کا اظہار کروں جو حضور کی حصول قدمبوسی کیلئے مجھے حاصل تھا۔ دہشت حضوری شیخ الاسلام مجھہ پر غلبہ کر گئی۔ اور سوائے ان الفاظ کے کچھہ منہ سے نہ نکلا کہ اشتیاق قدمبوسی مجھہ پر غالب تھا حضرت شیخ الاسلام نے مجھہ میں اثر دہشت ملاحظہ کرکے فرمایا "لکل داخل دہشۃ" الغرض اس روز سے میں نے یہ عادت مقرر کی کہ ہر لفظ جو زبان شیخ الاسلام سے سنتا اپنے مقام پر آکر لکھہ لیتا کئی روز کے بعد یہ امر حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ کو معلوم ہوگیا آپ نے نوازش فرمائی اور تحسین کی۔ اس کے بعد جس وقت حضرت شیخ الاسلام حکایات مشایخ یا فوائد سبہیہ بیان فرماتے اول مجھہ سے مخاطب ہوتے اور ارشاد فرماتے کہ حاضر ہو حتی کہ جب میں موجود نہ ہوتا اور میری غیبت میں آپ وعظ ونصیحت فرماتے میرے حاضر ہونے پر دہراتے

ان ہی ایام میں میں نے ایک کرامت حضرت شیخ الاسلام کی معائنہ
کی کہ میرے پاس کاغذ برائے تحریر فوائد ہو چکا تھا ایک شخص نے آکر
مجھے ایک جلد کتاب مجلد اوراق سفید کی دی میں نے اس کو قبول کیا
اور ارشادات حضرت شیخ الاسلام ان میں لکھے جو اس وقت تک
سنے تھے اور شروع کتاب میں یہ عبارت لکھی۔ سبحان اللہ والحمد
للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم ٥ بعد اس تاریخ کے جو کچھ زبان فیض ترجمان حضرت شیخ
الاسلام سے استماع میں آتا اسی کتاب سادہ میں لکھ لیتا۔ وہ
کتاب تحریر کردہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ اس کے بعد مجھ
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے جو میرے ارشادات لکھے ہیں
وہ کہاں ہیں میں نے چھ ورق لکھے تھے حضرت کی خدمت میں پیش
کئے آپ نے مطالعہ فرمایا اور شاباشی دی اور ارشاد فرمایا کہ خوب
لکھا اسی طرح کل تحریر ملاحظہ فرمائی اور اکثر جگہ تحسین فرمائی۔ ان
اوراق میں دو ایک جگہ سفید جگہ عبارت میں چھٹی ہوئی تھی۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اس جگہ کو سفید چھوڑ دینے کا کیا سبب ہے۔ میں نے
عرض کیا کہ بقیہ ان فوائد کا میری سمجھ میں اچھی طرح نہیں آیا تھا اس
واسطے جگہ سفید چھوڑ دی گئی کہ موقع مناسب پر دریافت کرکے لکھ دوں گا
آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور اس عبارت کو درست فرمایا۔ یہ کمال
شفقت و شکستہ پروری حضرت کی تھی جو اس خاکسار پر مبذول ہوئی

والحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ اسکے بعد گفتگو فضل و مرحمت باری تعالیٰ کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برعکس اندیشۂ خلق کارسازی فرماتا ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ بغداد کے کسی خلیفہ نے ایک شخص کو قید کیا اس کی ماں نے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عجز و زاری کی کہ خلیفہ اس کے لڑکے کی خطا معاف کردے مگر نتیجہ اس زاری کا بے سود نکلا خلیفہ نے کہا کہ میں نے عمر قید کا حکم دیا ہے اس کا رہا ہونا محال ہے میری اولاد میں سے اگر ایک شخص بھی باقی رہیگا وہ بھی اس کی رہائی کا حکم نہ دے گا۔ بڑھیا یہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور آسمان کی جانب منہ اُٹھاکر کہا کہ خلیفہ نے یہ حکم کیا ہے میں تیرے حکم کی منتظر ہوں۔ خلیفہ کا دل اس کے یہ الفاظ سنکر بھر آیا اور اس کے لڑکے کی رہائی کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو ایک قیمتی گھوڑے پر سوار کراکے تشہیر کرائیں۔ اور منادی یہ ندا کرے کہ برخلاف حکم خلیفہ اللہ تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے اس کے بعد گفتگو بخشش پیر و قابلیت مرید کے بارے میں ہوئی۔

اسی وقت آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ایک شخص یوسف نامی ایک مرید تھا ایک روز خدمت مبارک میں حاضر ہوکر گستاخانہ عرض کرنے لگا کہ حضرت میں ایک عرصہ سے خانقاہ میں ہوں میرے سامنے بہت لوگ آپ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوئے اور فیضیاب ہوکر چلے گئے

قدامت کے لحاظ سے میں مستحق تھا لازم تھا کہ حضور اُن سے پہلے مجھے
عطا فرماتے ۔ حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا
کہ میری جانب سے تو کوئی تقصیر نہیں مگر تجھے بھی تو قابلیت واستعداد
حاصل کرنی چاہیئے اور کسی کو میں اپنی جانب سے تھوڑی دیتا ہوں۔ اللہ
تعالیٰ واہب العطایا ہے اگر وہ نہ دے تو کیا کیا جائے ۔ آپ اسی طرح کی
معذرت فرماتے تھے ۔ مگر شیخ یوسف ویسے ہی بر سر شکایت تھے ۔ اسی اثناء
نظر حضرت شیخ الاسلام کی ایک معصوم لڑکے پر پڑی آپ نے اس کو بلایا
جس جگہ آپ تشریف فرماتے وہاں ایک انبار اینٹوں کا تھا۔ آپ نے اس
لڑکے سے ارشاد فرمایا کہ وہاں جا کر ایک اینٹ میرے لئے اٹھا لاؤ۔
بیچارا لڑکا ایک سالم اینٹ اٹھا لایا اور آپ کے سامنے رکھدی اس
کے بعد آپ نے پھر دوبارہ اس لڑکے سے کہا کہ اب اس دوست کے
واسطے بھی اینٹ لاؤ لڑکا دوبارہ سالم اینٹ اٹھالایا اور جس کی نسبت
حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا تھا اس کے سامنے رکھدی ۔ بار ثالث
آپ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ ہاں پھر جاؤ اور ایک اینٹ اُٹھالاؤ
اور شیخ یوسف کے سامنے رکھدو ۔ لڑکا سہ بارہ گیا اور اینٹ کا نصف
ٹکڑا اُٹھالایا ۔ اور شیخ یوسف کے سامنے رکھدیا حضرت شیخ الاسلام یہ
دیکھ کر فرمانے لگے کہ فرمائیے میرا اس میں کیا قصور ہے ۔ جسقدر نہیں روزی
تھا۔ پہنچا۔ اور جو قسمت میں تھا حاصل ہوا۔ اس کا الزام بالکل میرے
ذمہ نہیں ہے ۔

انتیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۲ ماہ شوال سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حکایت شیخ عثمان خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ عثمان خیر آبادی بہت بڑے بزرگ صاحب کمال و صاحب تفسیر تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ غزنین میں رہا کرتے تھے اور سالن بیچا کرتے تھے اکثر چقندر مولی وغیرہ پکاتے اور فروخت کرتے اسی اثنا میں عنایت غیبی کا ذکر ہوا۔ آپ نے یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔

بیت۔ حق لیشبان تاج نبوت دہد۔ ورنہ نبوت چہ شناسد شبان

یعنی موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد پھر شیخ عثمان خیر آبادی کا تذکرہ کیا کہ اگر کوئی شخص اس کے پاس کھرا یا کھوٹہ روپیہ لاکر ترکاری مانگتا آپ اس سے کھوٹا روپیہ لے لیتے اور ترکاری پوری دیتے حالانکہ جانتے تھے کہ روپیہ کھوٹا ہے مگر اس شخص سے مطلق ذکر نہ فرماتے اور جو کھرا روپیہ دیتا اس کو بھی اسی قدر ترکاری دیتے تا اینکہ عوام میں اس بات کی شہرت ہوگئی کہ شیخ عثمان کھرے اور کھوٹے میں تمیز نہیں کر سکتے ہیں یہ معلوم کر کے اکثر لوگ ان کے پاس کھوٹے سکہ لانے لگے آپ سب سے کھوٹے روپیہ لے لیتے اور مطلق شکایت نہ کرتے جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ آپ نے منہ سوئے آسمان کیا

اور عرض کی کہ بار خدا تو واقف ہے کہ میں نے ہر شخص سے کھوٹا روپیہ بجائے
کھرے کے لے لیا اور اس سبب کہ وہ شرمندہ نہ ہو مطلق تذکرہ کھوٹے
روپے ہونے کا نہیں کیا الٰہی تو بھی میری طاعات اگرچہ وہ قلب ہی ہوں
اپنے فضل وکرم سے قبول فرما اور میرے سامنے رونہ کر۔ اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی بزرگ نے اگر عثمان کفچہ گیر سے سالن
مانگا۔ شیخ عثمان نے حسب طلب کفچہ دیگ میں ڈالکر نکالا۔ کفچہ میں کل
لعل ابدار نکلے اس صاحب حال وصاحب نعمت نے یہ معاملہ دیکھ
کر کہا کہ مجھے یہ پتھر درکار نہیں ہیں سالن دیجئے۔ آپ نے جب دوبارہ
دیگ میں کفچہ — ڈالکر نکالا اس مرتبہ کل سونا نکلا۔ درویش
نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ اس دیگ سے کوئی قسم سالن سبزی
وغیرہ نکالو کہ روٹی سے لگا کر کھاؤں آخر تیسری بار جب آپ نے
چمچہ ڈالا وہی ساگ نکلا جو پکایا تھا۔ اس درویش نے یہ حال دیکھ
کر کہا کہ اب تم کو اس جگہ یعنی دنیا میں نہ رہنا چاہیئے چنانچہ اس
واقعہ کے چند روز بعد شیخ عثمان رحمتہ اللہ کا انتقال ہوا۔ یہ فرماکر
حضرت ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب درویش اسی طور کا کشف
کریں ان کے شایان حال نہیں ہے کہ پھر دنیا میں رہیں۔ حکیم سنائی
رحمتہ اللہ علیہ نے اس مثنوی میں اس مضمون کو کیا خوب نظم کیا ہے
مثنوی۔ پیش ہما جمال شہر افروز چوں نمودی پر و سپند بسوز ٭ آں جمال
تو چیست مستی تو وآں سپند تو چیست ہستی تو۔ اس کے بعد حضرت خواجہ

ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ سے جو بعض راز فاش ہوجاتے ہیں یہ امر اُن کی مستی کی وجہ سے واقع ہوتا ہے کیونکہ وہ اصحاب سکر ہیں برخلاف انبیاء کے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اصحاب صحو سے ہیں اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جب اولیاء اللہ کسی راز کو فاش کریں پس اُن کو دنیا میں نہ رہنا چاہیے اور یہی حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ نے نظم کیا ہے ؎ آں جمال تو چیست مستی تو ہ واں سپید تو چیست ہستی تو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کشف و کرامت مرد کے لئے حجاب راہ ہے اور استقامت کار سعیت ہے والحمدللہ علیٰ ذالک

تیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اسی وقت ایک جوان حاضر خدمت ہوا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اس سے دریافت کیا کہ تیرا دادا کس کا مرید تھا اس نے جواب دیا کہ اُن کو شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی۔ یہ سن کر حضرت ذکراللہ بالخیر فرمانے لگے کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمت اللہ علیہ بہت کم مرید کیا کرتے تھے اور یہی حال قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ اس مجلس میں مولانا برہان الدین غریب بھی حاضر تھے اُنھوں نے عرض کیا کہ جب کسی شخص کو بزرگی منجانب اللہ اور اجازت بیعت منجانب

الشیخ حاصل ہو پھر اسے مرید کرنے میں کیا عذر ہونا چاہیے۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ عذر تو کچھ نہیں مگر یہ ایک عادت ہے کہ کسی کو بیعت نہ کرنے سے اُن کی شیخی اور بزرگی میں کوئی نقصان نہیں آتا اگر مرید کیا تو فبہا اور نہ کیا تو اولیٰ اور یہ تمثیل بیان فرمائی کہ دو مرد ہیں اور دونوں میں صفتِ مردی برابر ہے ایک ان میں سے صاحب اولاد ہو اور دوسرا بانجھ رہا اس عقر ہونے سے اس کی صفت رجولیت میں کوئی نقصان نہ آئے گا اور یہ امر اکثر دیکھا گیا ہے کہ انبیا علیہم السلام میں بھی ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بروزِ قیامت آمنّا وصدقنا جب امتیں ہمراہ اپنے اپنے پیغمبروں کے میدان حشر میں صف بستہ ہوں گی کسی نبی کے ساتھ بے شمار آدمی ہوں گے اور کسی کے پاس کم حتیٰ کہ ایک پیغمبر کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا اور نبوت میں وہ سب کے برابر ہوگا۔ اس ایک شخص کے ہمراہ ہونے سے اس کے مرتبہ میں کوئی فرق نہ آئے گا اسی پر حالات پیران کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

اکتیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ماہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو سماع اور وجد کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ تو دو نہ

نام باری تعالیٰ عز اسمہٗ میں جو الواجد الماجد ہے اُس کے معنی یہ ہیں
کہ الماجد بالفتح۔ اندوہگیں ہونا اور بالکسر تونگر ہونا اور الواحد کے
معنی الغنی ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ معنی الوجد کے الوجد سے
بھی آئے ہیں کہ عطا کنندہ وجد جیسے کہ شکور۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے
اور شکور کے معنی یہ ہیں کہ شکر کرے مگر اسم الٰہی یا شکور کے یہ معنی
ہیں کہ قبول کرنے والا بندوں کے شکر کا۔ یہی الوجد کے معنی ہیں۔ کہ
واہب الوجد معطی الوجد۔ کیوں کہ صفت وجد حق باری تعالیٰ کی نسبت
درست نہیں ہے۔ اس کے بعد شیخ شہاب الدین عمر سہروردی
رحمت اللہ علیہ کا ذکر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ سماع نہیں سنتے
تھے شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ اُن کی شان میں فرمایا کرتے تھے
کہ ہر ایک نعمت جو بشر کو عطا ہونی ممکن ہے وہ حضرت شیخ شہاب
الدین کو دی گئی۔ مگر ایک نعمت ذوقِ سماع سے بے بہرہ رہے۔ اس
کے بعد ذکر استغراق حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کا ہوا
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ احدالدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ
آپ کی ملاقات کو آئے۔ آپ نے اپنا مصلا لپیٹ کر زیر زانوں رکھ
لیا۔ مشائخ میں مصلا لپیٹ کر زیر زانوں رکھ لینا غایت درجہ کی
تعظیم ہے۔ الغرض جب رات ہوئی شیخ احدالدین کرمانی نے سماع کی خواہش
کی آپ نے باوصف انکار قوالوں کو بلایا اور مجلس ترتیب دیکر ایک گوشہ
میں گئے اور مصروف بیاد الٰہی ہوئے۔ شیخ احد کرمانی نے رات بھر سماع

سنا اور آپ یاد الٰہی میں مستغرق تھے جب صبح ہوئی خادم خانقاہ نے
عرض کی کہ رات بھر ان قوالوں نے گایا اور صوفیوں نے سنا ہے ان کے
واسطے تمہاری ہونا چاہیے شیخ شہاب الدین نے غایت استغراق
سے فرمایا کہ کیا رات کو سماع تھا خادم نے عرض کیا بیشک سماع تھا
آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں یہ فرماکر حضرت ذکراللہ بالخیر فرمانے لگے
کہ اس حکایت سے غایت استغراق شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کو
قیاس کر لینا چاہیے کہ سماع کے شور و شغب سے مطلق اُن کو خبر نہیں.
ہوئی اللہ تعالیٰ واقف ہے کہ کس قدر مستغرق بحر شہود تھے اس کے
بعد گفتگو دربار مزارات اولیاء اللہ ہوئی کہ نہ معلوم کس قدر اللہ تعالیٰ کے
شیر زیر زمیں سوئے ہوئے ہیں حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے میری
طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم نے لاہور کی سیر کی ہے. میں نے عرض
کیا کہ میں نے لاہور دیکھا ہے اور بعض اولیاء اللہ کی مزارات کی زیارت
سے مشرف بھی ہوا ہوں۔ شیخ حسین زنجانی اور دیگر بزرگاں کے مزارات
کی زیارت بھی کی ہے یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ حسین زنجانی
اور شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہما ایک ہی پیر کے مرید ہیں کہ وہ اپنے
عہد کے قطب تھے شیخ حسین زنجانی مدت سے لاہور میں رہتے تھے
ایک روز مخدوم علی ہجویریؒ سے ان کے پیر نے ارشاد فرمایا کہ تم لاہور
جاؤ مخدوم علی ہجویری نے عرض کی کہ حسین زنجانوی وہاں موجود ہیں ۔
انہوں نے فرمایا کہ تم کو اس سے کچھ بحث نہیں تمہیں تعمیل ارشاد کرنا چاہیے

قصہ مختصر شیخ علی ہجویری روانہ لاہور ہوئے اور لاہور پہنچ کر ایک شب کامل بھی نہ رہنے پائے تھے کہ شیخ حسین زنجانی رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد گفتگو نظم کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض مشائخ کا کلام بہت عجیب ہے شیخ اوحد کرمانی اور شیخ ابوسعید ابوالخیر بے بدل رباعیات موزوں فرماتے تھے اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمت اللہ علیہ کو نظم کہنے میں کمال دسترس تھی اور ہر مضمون کے اشعار موزوں فرماتے تھے۔ حتی کہ ایک روز اُن کے مریدوں نے ان سے عرض کیا کہ جتنے مشائخ و علما گذرے ہیں سب صاحب تصنیف تالیف ہوئے ہیں آپ کو بھی کوئی کتاب کسی فن کی لکھنی چاہیئے۔ آپ نے یہ سنکر جواب دیا کہ میرا کلام ہی مجھہ سے یادگار باقی رہے گا میری ایک بیت ان کی ایک کتاب کی جگہ ہے اسی روز اس خاکسار کو آپ نے از راہ لطافت دو رکعت نماز اشراق تلقین فرمائی رکعت اول میں بعد سورۂ فاتحہ ایت الکرسی تا ھم فیھا خالدون اور رکعت دوم میں امن الرسول تا آخر اللہ نور السموات والارض تا واللہ بکل شئی علیم اس کے بعد دو رکعت نماز استعاذہ ارشاد فرمائی کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ قل اعوذ برب الفلق اور دوم میں قل اعوذ برب الناس اور دو رکعت نماز استخارہ کے بھی ارشاد فرمائی کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص اور ان کے

جملہ اومیات مقررہ وقت یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ میں تم کو اور دو رکعت نماز بتلاؤں گا - یہ بیان فرماتے ہوئے آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ اور ارشاد فرمانے لگے کہ جس روز حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہٗ العزیز نے مجھے نماز اشراق تلقین فرمائی تھی اسی طرح سے فرمائی تھی اول یہی چھ رکعت بیان فرمائی اور بعد ان کے دو اور بیان فرمائیں والحمدللّٰہ علی ذالک ؕ

بتیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ الحجہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو آداب مجلس کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اول آداب مجلس میں یہ امر ہے - کہ جب مجلس میں آئیں جس مقام پر جگہ خالی پائیں بیٹھ جائیں کہ آنیوالے کی وہی جگہ ہے اور جب اپنے پیر کی مجلس میں حاضر ہوں اس انتظار میں نہ رہیں کہ کسی عمدہ جگہ بیٹھنا روزی ہو بلکہ مجلس میں کسی جگہ جہاں جگہ خالی ہو بیٹھیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے گرداگرد یارانِ آنحضرت حلقہ کیئے ہوئے بیٹھے تھے اسی وقت تین شخص حاضر ہوئے ایک اس حلقہ میں خالی جگہ پر بیٹھ گیا۔ دوسرا واپس جانا مناسب نہ جان کر اس حلقہ کے باہر بیٹھا تیسرا منغص ہو کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت جبریل

وحی لیکر نازل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان تین شخصوں میں سے جس شخص نے دائرہ میں جگہ پائی اور وہاں بیٹھ گیا۔ ہم نے اپنی پناہ میں لے لیا اور دوسرا شخص جو آنے کی شرم کی وجہ سے بیرون دائرہ بیٹھا ہمیں بھی اس سے شرم آئی لہٰذا ہم نے اس کو بھی بخش دیا۔ مگر وہ تیسرا جو غصہ میں چلا گیا ہماری رحمت نے بھی اس سے کنارہ کشی کی۔ یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے مکرر بیان فرمایا کہ آداب مجلس میں بیٹھنا بھی ایک ادب ہے آنے والے کو لازم ہے کہ جہاں جگہ خالی پائے بیٹھ جائے اگر دائرہ میں جگہ نہ ملے پس دائرہ بیٹھے اور جو وہاں بھی جگہ نہ ملے جس جگہ جگہ ملے بیٹھ جائے۔ مجلس میں آکر تا برخاست مجلس بغیر ضرورت اشد نہ اُٹھے ورنہ ملعون ہوگا۔

تینتیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو تلاوت قرآن شریف اور اس کے باقاعدہ باترتیل پڑھنے کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تالی یعنی قرآن شریف پڑھنے والے کو کسی آیت کے پڑھنے سے حظ حاصل ہو لازم ہے اس کو دوبارہ سہ بارہ پڑھے اور ذوق اس سے حاصل کرے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حالت تلاوت واستماع قرآن شریف میں جو سعادت حاصل ہوتی ہے اس کی تین قسمیں

ہیں۔ انوار۔ احوال اور آثار اور یہ تینوں بالترتیب تین عالم ملکوت جبروت وملک سے نازل ہوتی ہیں اور مقام نزول ان کا جسم انسان میں تین جگہ پر ہے کہ وہ مقامات ارواح۔ قلوب اور جوارح ہیں۔ انوار ملکوت سے ارواح پر اور احوال جبروت سے دل پر اور آثار ملک سے جوارح پر نازل ہوتے ہیں یعنی اول حال تلاوت وسماع میں انوار ملکوت سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں کہ ایک فرحت روحی پیدا ہوتی ہے۔ بعد اس کے جو کچھہ دلمیں آتا ہے اس کو احوال کہتے ہیں۔ اور اصل اس کی عالم جبروت سے ہے بعد اس کے اگر کوئی حرکت وغیرہ پیدا ہو وہ عالم ملکوت سے جوارح پر ہوتی ہے اس کو آثار کہتے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد گفتگو درباره صدقہ ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب صدقہ میں پانچ شرطیں موجود ہوں بے شک وہ صدقہ قبول ہو جاتا ہے اور ان پانچ شرطوں میں سے دو قبل از عطا اور دو حالت عطا اور ایک بعد از عطا مقرر ہیں وہ جو قبل از عطا ہیں یہ ہیں اول یہ کہ صدقہ دی جانے والی شے وجہہ حلال سے ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نیت مرد صالح کو دینے کی کرے کہ وہ اس کو اچھی مصرف میں خرچ کرے گا۔ اور دو شرطیں جو حالت عطا میں ہیں کہ تواضع اور کشادہ دلی سے دیوے دوسرے یہ کہ علانیہ نہ دے بلکہ خفیہ دے۔

اور پانچویں شرط یہ ہے کہ جب دے چکے دے کر بھول جائے
کسی کے روبرو تذکرہ نہ کرے ان شرائط کی بجا آوری سے اُمید
ہے کہ اس کا صدقہ تو ضرور قبول ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا
کہ صدقہ دو قسم پر ہے ایک صدقہ خالص جس کا بیان ہو چکا ہے
دوسرا صدقہ مہر اور تیسرا صدقہ محبت و اخلاص پیدا کرنے کیلئے
ہے یعنی جو شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے ہر آئینہ اس کا مقصد
یہ ہوتا ہے کہ درمیان میرے اور ایک ہمجنس کے محبت اور صدق
پیدا ہو پس وہ مہر مقرر کرتا ہے اور وہ شخص جو کوئی چیز راہ حق میں
دیتا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیتا ہے۔ پس بسبب
صدق محبت اور اس کا نام بھی صدقہ رکھا گیا ہے بعد اس کے حکایت
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیان فرمائی کہ وہ ایک
روز چالیس ہزار دینار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لائے
تھے قطعہ۔ شکرانہ آنرا کہ بوصل خویشتن بار دہند ٭ در غار حرا از دہن
مار دہند ٭ شکرانہ چہل ہزار دینار دہند ٭ تا تیغ و گلیم عشق را بار دہند
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ اس روز ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے مکان میں چالیس ہزار دینار موجود تھے۔ آپ وہ سب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے اپنے لڑکے بچے اور بیوی
کے واسطے بھی کچھ رکھا ہے یا نہیں آپ نے از راہ صدق جواب

دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے لئے کافی ہیں۔ اس کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جتنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مال لائے تھے اس کا نصف نذر گذارنا۔ آپ نے ان سے بھی دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے عیال کے واسطے کیا باقی رکھا ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں اپنی دولت کا نصف حصہ لایا ہوں اور نصف اپنی عیال کے واسطے باقی رکھا ہے آپ نے بقدر اسی اندازہ کے ان کے بارے میں حکم فرمایا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے کرامت حضرت ابوبکر رض صدیق میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رض چالیس ہزار دینار برائے نذر حضرت سرور کائنات لائے تھے آپ کمل اوڑھے ہوئے تھے اور جا بجا اس میں پیوند لگے ہوئے تھے حضرت جبریل علیہ السلام بھی اسی وقت تشریف لائے پوشش حضرت جبریل علیہ السلام کی بھی کمل تھی جس میں پیوند لگے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبریل آج کیسا لباس پہنے ہوئے ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ آج جملہ ملائک زمین و آسمان کو حکم ہوا ہے کہ بموافقت حضرت ابوبکر صدیق رض کمل اسی طرح کا اوڑھیں۔ یہ بیان فرما کر حضرت ذکر اللہ بالخیر نے یہ دو مصرعے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ؎ شکرانہ چہل ہزار دینار دہند ؛ تا شیخ وگلیم عشق را بار دہند۔ اس کے بعد گفتگو صدق یعنی سچ بولنے کے بارے میں ہوئی۔

آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی حکایت ایک شخص تھا اُس کو شوق زیارت خانہ کعبہ ہوا پچیس اشرفیاں اس کے پاس موجود تھیں۔ اس نے ان کو ایک بٹوے میں رکھا اور روانہ خانہ کعبہ ہوا اور اپنے دل میں ارادہ کیا کہ ان اشرفیوں کو خانہ کعبہ پہنچ کر نکالوں گا اور وہاں کے فقرا و مساکین میں خرچ کروں گا۔ راستہ میں ایک عیار سے اس کا مقابلہ ہوا عیار نے تلوار سوت کر اس پر حملہ کیا اور کہا کہ جو کچھ مال تیرے پاس ہے ڈال دے ورنہ تجھے مار ڈالوں گا اس شخص نے بٹوہ اشرفیوں کا نکال کر سامنے ڈال دیا اور کہا کہ مجھے قتل نہ کیجیے یہ بٹوہ لیجیے۔ اس میں پچیس اشرفیاں ہیں عیار نے بٹوہ لے لیا اور کھول کر اشرفیاں گنیں پوری پچیس نکلیں عیار نے اُن کو پھر بٹوے میں رکھا اور واپس دیں اور یہ کہا کہ اے شخص تیری راستی و راستگوئی نے میرے قہر و خشم کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اس کے بعد یہ حکایت دربارۂ تصدق بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نے کسی شخص کو گھوڑا عنایت فرمایا۔ اس نے گھوڑے کی خدمت نہ کی اور نہ دانہ چارہ کی خبر لی گھوڑا دبلا ہو گیا کہ اس کی نسبت صرف گھوڑے ہونے کا خیال ہی باقی تھا یہ حال دیکھ کر حضرت امیر المومنینؓ نے چاہا کہ اُسے خرید لیں اور وہ قیمت عطا کریں جو اس کی اپنی اصلی حالت میں تھی یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گئی آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر منع فرمایا کہ اپنی دی ہوئی چیز کو کبھی واپس نہ لینا چاہیئے خواہ وہ ایک حبہ میں

حاصل ہو. اس کے بعد گفت گو کھانا کھلانے کے بارے میں ہوئی ۔
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ایک روپیہ کا
کھانا پکا کر تقسیم کرنا بیس روپیہ نقد تقسیم کرنے سے فاضل تر
ہے ۔ اور اسی وقت آپ نے یہ حکایت فضیلت اطعام میں بیان
فرمائی کہ ایک درویش تھا صاحب حال اس نے صدر جہاں بخارا
کے سامنے آکر بیان کیا کہ میرا بادشاہ شہر سے ایک کام ہے
آپ کو لازم ہے کہ سفارش کریں اور میرا کام پورا کرا دیں۔ صدر
جہاں نے جواب دیا کہ نہ میں تم کو جانتا ہوں اور نہ تمہاری غرض سے
واقف ہوں ۔ پھر میں کیوں کر سفارش کروں ۔ درویش نے کہا ۔ میرا
تم پر حق ہے صدر جہاں نے جواب دیا کہ وہ کونسا حق ہے ۔ ظاہر کرو
درویش نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ آپ نے دسترخوان بچھا کر کھانا
اس پر چنا تھا ۔ اس وقت میں بھی آیا آپ نے کھانا کھانے کے واسطے
اصرار کیا میں نے آپ کی خاطر سے کھانا کھایا پس یہ میرا حق آپ پر
ہے صدر جہاں نے یہ سن کر اس کی سفارش پر کمر باندھی ۔ فوراً اس
کے ساتھ بادشاہ کے پاس گئے اور اس کا کام پورا کرا دیا ۔ اس کے
بعد گفت گو درویشوں کی خرید و فروخت اور ان کے معاملہ کرنے کے
بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ بدرالدین اسحاق
رحمتہ اللہ علیہ والغفران نے اپنی کسی حاجت کی وجہ سے ایک شخص کو
شطرنجی دی کہ بازار میں بیچ لائے اور اس سے کہہ دیا کہ درویشانہ بیچنا

اس شخص نے دریافت کیا کہ حضرت درویشانہ بیچنے کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو قیمت لگے اس قیمت پر بیچ ڈالو الٹی مکان کو نہ لاؤ۔

چونتیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۹ ماہ ذلحجہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو مناقب و مراتب حضرت خواجہ ابراھیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابراھیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ نو برس تک ایک غار میں مقیم رہے اس غار میں ایک چشمہ جاری تھا آپ اس کے کنارے رہتے تھے اور حق عزوجل کی عبادت کرتے تھے ایک شب موسم سرما میں آپ کو بہت سردی محسوس ہوئی کہ شدت سردی سے خوف جان پیدا ہوا آپ کے پاس ایک کپڑا تھا اس پر ہاتھ ڈالا اور اوڑھ لیا کسی قدر گرمی پہنچی اور وہ خوف جاتا رہا جب دن نکلا آفتاب طلوع ہوا۔ پوشش اتار ڈالی اس کو دیکھا تو ایک اژدہا پایا آنکھیں کھولے سر اٹھائے ہوئے متحرک تھا۔ حضرت ابراھیم ادہم کو اس واقعہ سے تحیر ہوا۔ اُسی وقت ہاتف غیبی نے آواز دی نجیناک من التلف بالتلف یعنی نجات دی ہم نے تجھکو تلف کرنے والے چیز سے کہ وہ سردی تھی اور نجات دی ہم نے تجھہ کو اژدہے سے کہ وہ بھی تلف کرنیوالا تھا۔ اس کے بعد ایک اور حکایت اسی مضمون کی بیان

فرمائی ایک درویش صاحب حال سے تھے وہ کسی کنویں میں گر پڑے ۔ وہ
کنواں جنگل میں تھا ۔ رسی موجود نہ تھی اور آبادی دور تھی کم کوئی شخص
اس طرف سے گزرتا کہ آپ کے نکلنے کا باعث ہوتا پوری پوری ہلاکت
کی شکل ہوگئی تھی ۔ ناگاہ انہوں نے دیکھا کہ کوئی شئے رسی کی طرح
اوپر سے کنویں میں لٹکی ہوئی ہے آپ نے اس کو سبب خلاصی
جان کر مضبوط پکڑا اور باہر نکل آئے ۔ دیکھا کہ ایک شیر کنویں کی
منڈ پر بیٹھا تھا اور دم اس کی کنویں میں لٹکی ہوئی تھی جس کو
پکڑ کر نکلے تھے ۔ بغایت متعجب ہوئے اور یہی آواز سنی نجینالئ
من التلف بالتلف ۔ اسی وقت گفتگو کرامت اولیاء کے
بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ولی تھے مجبوب الحال
ایک شخص نے جو کرامت اولیا کا قائل نہ تھا آپ کی خدمت میں
اس نیت سے آیا کہ آپ کا امتحان کرے اور یہ خیال دل میں کیا
کہ بحث اس مضمون کی شروع کی جائے کہ جس شخص کی آنکھیں پھوٹی
ہوئی ہوتی ہیں ضروری ہے کہ ان کے باطن میں بھی کچھ نقصان ہو
یہ سوچ کر ان کی طرف مخاطب ہوا اور دریافت کیا کہ نشان ولایت
کیا ہے وہ یہ بات کہہ رہا تھا کہ ایک مکھی اڑتی ہوئی آئی اور اس
مدعی کی ناک پر بیٹھ گئی اس نے مکھی کو اڑا دیا وہ پھر آبیٹھی تیسری
مرتبہ پھر اڑا دیا وہ پھر آبیٹھی اس اڑانے اور بیٹھنے میں کسقدر
دیر لگی ۔ بزرگ صاحب دل خاموش تھے ۔ مدعی نے دوبارہ دریافت

کیا کہ حضرت فرمائیے کہ نشان ولایت کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ ولی کی ناک پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ اس کے بعد گفتگو نگاہداشت لقمہ کے بارے میں ہوئی اور اس کے اثر کا تذکرہ آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوان خدمت حضرت ابراہیم ادہم بلخی رحمتہ اللہ علیہ میں آکر مرید ہوا یہ شخص کثیر الطاعت تھا حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کو اس کی ریاضت اور اس کا مجاہدہ دیکھ کر کمال تعجب ہوتا تھا اور اکثر اپنے نفس سے مخاطب ہوکر فرماتے تھے کہ یہ نیا آیا ہوا اس قدر عبادت کرتا ہے۔ جو تجھ سے نہیں ہو سکتی کچھ دنوں بعد آپ کی روشن ضمیری سے معلوم ہوا کہ جملہ طاعت اس کی ہیچ ہے اور یہ سب ایک شیطانی وسوسہ ہے یہ شخص کھانا اکل حلال سے نہیں کھاتا ہے اور شیطان نے اس کو اس طاعت پر بہلا رکھا ہے جب آپ کو یہ حال معلوم ہوا آپ نے اس جوان کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ جو کھانا میں کھاتا ہوں اسی میں سے تم بھی کھایا کرو جوان آپ کے کھانے میں سے حصہ پانے لگا آپ کا کھانا لکڑی ڈھونے کی مزدوری سے تھا کہ آپ جنگل سے لکڑیاں لاتے تھے اور اس کی مزدوری سے غلہ خرید کر بسر اوقات کرتے تھے جب جوان نے اس محنت مشقت کا کمانا کھایا اسکی طاعت بہت کم ہوگئی حتی کہ نماز مفروضہ بھی اس کو بار معلوم ہوتی تھی۔ چند روز میں پھر آپ کی توجہ سے کام اس جوان کا بن گیا اور وہ یکبارگی واصل الہی ہوگیا۔

یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ راز جو تمام رازوں کا
سردار ہے بیان فرمایا کہ پیراسی واسطے ہونا چاہیے کہ مرید کو ذلالت
سے بچالے اور لغزش سے روکے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تھوڑی
سی عبادت کے لئے بہت زیادہ صدق و اخلاص کی ضرورت
ہوتی ہے۔ اس کے بعد گفتگو ثمرہ مجاہدات کے بارے میں
ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ
چالیس برس تک نہ سوئے تھے چالیس سال پورے ہو جانے پر
ایک شب سو رہے حضرت عزت کو خواب میں دیکھا اس واقعہ
کے بعد ہر شب سوتے تھے اور جہاں جاتے بچھونا اپنے ہمراہ لیجاتے
کہ یہ سعادت دوبارہ نصیب ہو ایک شب یہ آواز سنی کہ وہ خواب
دیکھنا چالیس برس کی عبادت کا نتیجہ اور چالیس برس راتوں کو جاگنے کا
صلہ تھا اس کے بعد گفتگو جمع و خرچ اموال دنیا کے بارے میں ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ محدثین نے اس حدیث کو دو طرح پر بیان
کیا ہے اول اس طرح پر کہ حلالها حساب وحرامها
عذاب وحرامها عذاب یعنی اس کے ظاہر میں حلال کا عذاب
یہ ہے کہ اس جمع کرنے والے کو روز محشر آفتاب کے سایہ یعنی
دھوپ میں کھڑا کریں گے اور حساب لیں گے۔ دریافت کریں گے۔
کہ یہ مال تم نے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا یہ بھی ایک
عذاب ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقولہ

ہے کہ حلالہا حساب وحرامہا عذاب وشبہانہا عتاب یعنی حلال کا حساب لیا جائے گا اور وجہ حرام کے بدلے عذاب ہوگا اور جو مال شبہ کا ہوگا اس کی پاداش میں عتاب ہوگا۔ اس کے بعد گفتگو اس امر میں ہوئی کہ بعضے مشائخ سیم وزر قبول کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ چاندی سونا لینے اور اس کے لئے شرائط الگ ہیں لینے والے کو چاہیے کہ جو کچھ لیوے ساتھ حق کے لیوے۔ اس کی تمثیل اس طرح پر بیان فرمائی کہ کوئی شخص کسی کے پاس نذر لائے اور اس کی یہ نیت ہو یا یہ جانتا ہو کہ یہ شخص سید زادہ فرزند رسول ہے یا علوی ہے اور یہی وجہ ہو کہ وہ نذر دیتا ہے اور وہ شخص جس کی خدمت میں نذر لائی گئی۔ متصف بصفات بالا نہ ہو اور نذر قبول کرے یہ نذر اس کو مطلق جائز نہ ہوگی حرام ہوگی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مرد کو لازم ہے کہ کسی سے سوال نہ کرے اور نہ یہ خیال اپنے دل میں لائے کوئی شخص مجھے کوئی چیز دے اور اگر بلا طلب اور بلا خواہش کوئی شخص کوئی شے اس کو نذر دے اسے لینا جائز ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی سے کسی چیز کا طالب نہیں ہوں اور نہ دل میں طمع کسی چیز کے مانگنے کی رکھتا ہوں۔ اگر بلا مانگے کوئی شخص مجھے کوئی شے عطا کرے گا میں قبول کروں گا۔ خواہ دینے والا شیطان ہو۔ حضرت ذکراللہ

بالخیر نے یہ بیان فرماکر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مقصود ان کا اس کلام سے یہ ہے کہ کوئی شخص جو مجھے ہدیہ دیگا میں لے لوں گا۔ مجھے اس امر کے دریافت کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے لایا ہے اور کس وجہ سے لایا ہے مجھے خود خواہشمند نہ ہونا چاہیے۔ اس بعد گفتگو درباره احوال انبیا ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جملہ پیغمبران علیہ السلام کو وقت انتقال اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر مرضی ہو نقل فرمائے یا کچھ اور دن دنیا میں رہیئے۔ جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ارتحال قریب ہوا اور وقت موعود آیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت موجود تھیں آپ نے دل میں خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اس امر میں ہوگی کہ چند روز اور دنیا میں رہیں یہ خیال کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرہ پر واقف ہو کر فرمایا کہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنی ہمراہ انبیا و صدیقین اور شہداء اور صالحین کے رہنا چاہتا ہوں۔ فقط۔

اختتام

الحمدللہ کہ یہ فوائد ایک برس پانچ ماہ کی مدت میں اوائل ماہ شعبان معظم ۷۰۷ھ ہجری سے آخر ماہ ذی الحجہ

سنہ ۷۰۸ھ تک قلم بند ہوئے۔ اگر مرضیٔ الٰہی ہوئی اور حیات مستعار باقی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جو کچھ انفاس نفیسہ حضرت سلطان المشائخ والاولیاء کے استماع میں آئیں گے بعون الٰہی اور حسن توفیق اس کے لکھے جائیں گے۔

دیباچہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ صفحات عالی اور یہ خوشبوہائے خوش الفاظ مبارک اور
انفاس متبرک خواجہ راستین قطب الاقطاب فی الارضین ختم
المشائخ فی العالمین نظام الحق و الشرع والہدیٰ والدین متع اللہ
المسلمین بطول بقائہٖ آمین سے جمع کئے جاتے ہیں اور اسی طرح
چند جزو قبل ازیں جمع کئے گئے ہیں اور تمام ہو کر نام ان کا فوائد الفواد

رکھا گیا ہے امید ہے کہ ان فوائد عالی کے پڑھنے والوں
اور لکھنے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ جمعیت دوجہانی حاصل ہوگی
سہ صفحے کہ جمع کردہ تحفیت پیش یاراں بحسن علا سنجری یکے از امیدواراں
اس کتاب کے کلمات متبرکہ سے فائدہ اٹھانیوالوں سے اس
سیاہ کار گرفتار نفس امارہ خادم درویشاں غلام احمد خاں
بریاں مترجم کی استدعا ہے کہ اس نالائق خلائق کے حق میں دعائے
خیر و سلامتی ایمان کی فرمائیں سہ ہر کہ خواند دعا طمع دارم ازانکہ
من بندہ گنہ گارم۔

پہلی مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۲۹ ماہ شوال ۷۰۹ھ

کو دولت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو ترک دنیا و ترک
اختلاط از خلق کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ
ایام جوانی میں بھی خلق سے ہم صحبت تھا اور اکثر میرے دل میں
آتا تھا کہ وہ کونسا وقت ہوگا جو میں ان سے علیحدہ ہوں گا اگرچہ
میرے ہمنشیں کل طالب علم اور مشغول تحصیل علم رہتے ہیں اکثر ان سے
بحث میں اپنی نفرت ظاہر کرتا اور اکثر یہ کہتا تھا کہ میں تمہارے
ذیل میں نہیں رہوں گا میں صرف چند روز کے لئے تمہارا مہمان ہوں
خاکسار جامع ملفوظ ہذا نے عرض کیا کہ یہ خیالات آپ کو قبل از

حصول دولت بیعت حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنجشکر اجودھنی رحمت اللہ علیہ آتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام کی بیعت سے پہلے ہی میرا یہہ خیال تھا۔

دوسری مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذیقعد سنہ مذکور

دولت دستبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اس بارے میں ہو رہی تھی کہ مرید اپنے مرشدوں کی زیارت کو جاتے ہیں یہ امر لغایت مستحسن ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں تین مرتبہ بحالت حیات حضرت شیخ الاسلام ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ہر سال ایک مرتبہ جاتا تھا اور آپ کے انتقال کے بعد سات مرتبہ گیا ہوں۔ یا شاید چھ بار اچھی طرح یاد نہیں لیکن گمان غالب ہے کہ سات مرتبہ گیا ہوں اور مجھے یہی خیال ہے کہ کل حالت حیات و ممات حضرت شیخ الاسلام میں دس مرتبہ پاک پٹن گیا ہوں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ سات مرتبہ ہانسی سے برائے زیارت حضرت شیخ الاسلام پاک پٹن سے تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل جب بار اول برائے زیارت حضرت شیخ الاسلام گئے۔ بروقت واپسی آپ

کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت دعا کیجئے کہ مجھے پھر اس در دولت پر آنا نصیب ہو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ دعا کی حاجت نہیں تم اکثر آوُ گے اس واقعہ کے بعد آپ اٹھارہ مرتبہ پاک پتن گئے اس مرتبہ بوقت واپسی عرض کیا کہ میں نے یہاں آنے کے واسطے جب بار اول آیا تھا عرض کیا تھا ارشاد عالی ہوا تھا کہ تم اکثر آوُ گے میں اس درخواست کے بعد اٹھارہ مرتبہ حاضر ہوا۔ جملہ انیس مرتبہ ہوئے اب میری خواہش ہے کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے بیسویں مرتبہ بھی حضوری نصیب ہو۔ حضرت شیخ الاسلام نے ان کی اس عرض عقیدت کا جواب نہ دیا۔ حضرت نجیب الدین متوکل نے اس خیال سے کہ شاید آپ نے نہ سنا ہو دوبارہ عرض کیا آپ نے اس کا بھی کچھ جواب مرحمت نہ فرمایا شیخ نجیب الدین مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ اور اس واقعہ کے بعد پھر آپ سے ملاقات نہ ہوئی اس کے بعد آپ نے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا کہ وہ خدمت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی میں کل سترہ روز حاضر رہے تھے اور ان سترہ دنوں میں شیخ سہروردی نے ان کو نعمائے الہٰی سے مالا مال کر کے روانہ ہندوستان فرمایا تھا۔ آپ ملتان میں آ کر مسکن گزین ہوئے ایک مرتبہ آرزوئے حصول قدمبوسی اپنے پیر کی ہوئی۔ ملتان سے بغداد کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور آپ کو لوٹا لائے

کہ شیخ الشیوخ کا یہ فرمان نہیں ہے ان کا ارشاد ہے
کہ تم واپس ملتان جاؤ اس کے بعد بزرگی شیخ بہاؤ الدین
رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے
سترہ روز میں اس قدر نعمت پائی کہ دیگر ساکنان خانقاہ عالیہ
حضرت شیخ الشیوخ کو برسوں میں بھی میسر نہیں ہوئی۔ چنانچہ بعضے
قدیم ساکنان خانقاہ نے عرض کیا کہ ہم اس قدر مدت دراز سے مقیم ہیں
ریاضات شاقہ اور مجاہدات کاملہ کرتے ہیں ہم کو کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے
اس ہندوستانی نے غضب کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں بہت کچھ
حاصل کر لیا حضرت شیخ الشیوخ نے جواب دیا کہ تمہاری مثال
گیلی لکڑی کے موافق ہے کہ اس کے جلانے میں کس قدر محنت
درکار ہوتی ہے اور زکریا ملتانی سوکھی لکڑی تھا کہ ایک پھونک
میں بھڑک اٹھا۔

تیسری مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ ذالحجہ سنہ مذکور

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو طاعت الٰہی اور مشغول
یاد حق کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے
جس کا وجود موجود ہے وہ بین العدمین ہے یعنی وہ وجود ہے جو درمیان
دو عدم کے ہوتا ہے اس کو بھی عدم ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور اس

کی مثال اس طرح بیان فرمائی کہ ایک عورت ہے جس کو حیض آتا ہے وہ دوران حیض میں ایک روز خون نہ دیکھے وہ روز اس کا طہر کا ہوگا مگر دوسرے روز پھر خون جاری ہو پس اس طہر کا حکم بھی حیض سے بدل جائے گا۔ اس کا نام طہر متخال ہے اور یہ عبارت زبان مبارک سے پڑھی۔ الوجود بین العدمین کالطہر المتخلل بین الدمین حاصل الامر عمر کو جس کے وجود کا حکم عدم ہے اس پہ بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اور اس کو بیکاری و غفلت میں کھونا روا نہیں اس کے بعد ایک بزرگ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ پیوستہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے کبھی خلق سے اختلاط نہ کرتے ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کیوں خلق اللہ سے احتراز کرتے ہیں۔ دنیا داروں سے کبھی گفتگو نہیں فرماتے اُنہوں نے جواب دیا کہ دیکھتے ہیں اپنے پیدا ہونے سے ایک مدت دراز تک جس کی تعداد سے اللہ تعالیٰ واقف ہے معدوم تھا اور اب پھر معدوم ہو جاؤں گا اور سیکڑوں برس حالت معدومی میں گذر جائیں گے پس اس چند روزہ عمر کو جسے اس کثیر تعداد عدم کے درمیان میں پایا ہے کیوں کر ضائع کروں اور اشتغال خلق اور امور دنیاوی میں کھو دوں اس مایہ حیات کو اس طرح گذر جانا چاہیئے جیسے رضائے حق ہے حضرت مولانا محمود اودھی اس مجلس شریف میں موجود تھے آپ نے ان کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج کل کہاں رہتے ہو۔ انہوں

نے جواب دیا کہ مکان حضرت خواجہ برہان الدین غریب میں رہتا ہوں۔ آپ نے یہ سنکر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مرد بے عیب اور خالص رہو چاہے جہاں رہو۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہر روز زمین کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے پوچھتا ہے کہ آج تجھہ پر کوئی مرد خدا یا کسی غمناک کا گذر ہوا یا نہیں۔ اگر یہ ٹکڑا زمین کا جواب دے کہ مجھہ پر گذر نہیں ہوا پس وہ حصہ جس پر گذر ہوا ہے فخر کریگا اور اپنا شرف بیان میں لائے گا۔

چوتھی مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۲۵ ماہ ذلحجہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر اسی وقت کسی عزیز کی نماز جنازہ پڑھکر تشریف لائے تھے۔ متوفی کے حالات بیان فرمارہے تھے کہ مرنے والا نیک شخص تھا۔ اس کا اخلاق اچھا تھا ملنسار تھا اور دنیا کے نیک و بد سے کچھہ کام نہ تھا البتہ اتنی کسر تھی کہ مرید کسی کا نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مرد جب تحصیل علم سے فارغ ہوکر عالم ہوتا ہے۔ البتہ اس کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور جب بعد حصول علم طاعت الٰہی کرتا ہے کام اس کا بن جاتا ہے۔ اس وقت اگر

مرید ہونا چاہیئے کہ پیر اس کے علم و عمل پر نظر کرے اور اس کو عجب میں مبتلا نہ ہونے دے کہ عجب موجب بڑے نقصان کا ہے۔
اس کے بعد پھر اسی متوفی کا ذکر فرمایا کہ سننے میں آیا ہے کہ اس کے انتقال کے وقت کوئی شخص اس کے پاس نہ تھا صرف وہی تھا اور اور حق تعالیٰ اور یہ کمال سعادت ہے اس کے بعد حضرت شہاب الدین خطیب ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی میں نے تیرے بہت سے عہد وفا کیے ہیں۔ امیدوار ہوں کہ تو میری یہ آرزو پوری فرمائے گا کہ میرے انتقال کے وقت کوئی شخص اپنا یا بیگانہ میرے سر پر موجود نہ ہو۔ حتیٰ کہ ملک الموت بھی نہ ہوں تو خوب ہے اس وقت صرف میں ہوں یا تو ہو۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ مولانا شہاب الدین ہانسوی بہت بڑے بزرگ تھے ہر روز سوتے وقت سورۂ بقر کامل پڑھا کرتے تھے خود فرماتے تھیں کہ ایک روز میں سورہ بقر پڑھ کر سونا چاہتا تھا کہ مکان میں سے آواز آئی سہ داری سر ما وگر نہ داری سر ما ٭ ما دوست کشیم تو نداری سر ما۔ گھر کے تمام آدمی اس وقت سو رہے تھے میں حیران ہوا کہ اس شعر کا پڑھنے والا کون ہے اور گھر میں کوئی شخص ایسا بھی نہ تھا جو ایسا شعر پڑھتا ناگاہ دوبارہ پھر یہ آواز آئی۔ داری سر ما وگر نہ دور از بر ما ٭

مادوست کشیم و تو نہ داری سر ما۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے
جب دوبارہ یہ شعر پڑھا گریہ آپ پر اس قدر غالب ہوا کہ زبان سے
لفظ بھی نہ نکلتا تھا کہ اس حکایت کو تمام کریں۔ روتے جاتے تھے
اور فرماتے جاتے تھے کہ مولانا شہاب الدین کو یہ خطاب ہوا
بلا ان پر اور زحمتیں ان پر مسلط ہوئیں اور جس حالت میں وہ چاہتے تھے
ان کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد گفتگو سماع اور اہل سماع کے بارے
میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سماع مرد کے واسطے کسوٹی
ہے اس کے بعد گفتگو ایمان کعبش کے بارے میں ہوئی آپ
نے ارشاد فرمایا کہ کافر جب بوقت مرگ عذاب دیکھیں گے
ایمان لائیں گے مگر یہ ایمان مقبول نہ ہوگا کہ ایمان لعذیب نہیں ہے۔ لیکن
مسلمان اگر بوقت مرگ توبہ کریگا تو وہ توبہ اس کی مقبول ہوگی
حاصل یہ ہے کہ کافروں کا بوقت مرگ ایمان لانا قبول نہ ہوگا۔
اور مسلمانوں کی توبہ قبول کی جائے گی۔

پانچویں مجلس

روز یکشنبہ ۱۵ ماہ محرم الحرام سنہ ۷۰۱ھ

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو کتب مشایخ اور
ملفوظات کے بارے میں ہو رہی تھی ایک شخص نے اس مجلس کے
حاضرین میں سے عرض کیا کہ مجھے ملک اودھ میں ایک شخص نے

ایک کتاب دکھائی تھی اور بیان کیا تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کی لکھی ہوئی ہے خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ سخن اس کا درست نہیں تھا۔ میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے کشف المحجوب تصنیف فرمائی دیباچہ میں اپنا نام تحریر فرمایا۔ نیز کتاب کے اندر بھی اپنا نام کئی جگہ لکھا اور خود ہی اس تحریر کا سبب بیان فرمایا کہ میرا ایک دیوان بزبان عربی تھا اس میں بہت سے قصائد اور غزلیں میری طبع زاد جمع تھیں۔ مگر مقطع میں تخلص نہ تھا ایک شخص نے وہ دیوان مجھ سے عاریتاً مانگا اور کل غزلیں و قصائد موسوم بنام خود کر لئے میری اسقدر محنت خواہ نخواہ برباد ہوئی اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ شخص جو میرا دیوان لے گیا تھا۔ بے ایمان اس دنیا سے گیا۔ جب حضرت ذکر اللہ بالخیر اس حکایت کو بیان فرما چکے فرمانے لگے کہ دنیا سے گذرنے کا وقت سخت مشکل وقت ہے اور یہ جاننا نہایت مشکل ہے کہ مرنے والا شخص با ایمان یا بے ایمان دنیا سے اُٹھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایمان سلامت لیجانے والے کی علامت یہ ہے کہ وقت ارتحال چہرہ اس کا زرد ہو اور ماتھے پر پسینہ اس کے بعد فرمانے لگے کہ میری والدہ کے انتقال کے وقت یہی حال تھا اور یہ

نشانی سلامتی ایمان کی ان کو روزی تھی۔ اس کے بعد آپ نے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا ایمان کی سلامتی کے واسطے مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت ہمیشہ پڑھنا چاہیے ترتیب اس کی یہ ہے کہ رکعت اول میں بعد سورۂ فاتحہ قل ھو اللہ سات بار اور ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور رکعت دوم میں بعد سورہ فاتحہ قل ھو اللہ سات مرتبہ اور ایک بار قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور بعد سلام سر سجدہ میں رکھکر تین مرتبہ یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان کہے۔ انشاء اللہ اس نماز کی برکت سے وقت آخر ایمان نصیب ہوگا۔ اس کے بعد اس نماز کی برکت کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے خواجہ احمد حضرت شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کے نواسہ کی زبانی سنا ہے خواجہ احمد نہایت صالح شخص تھے فرماتے تھے کہ میرے دونوں میں ایک شخص سپاہی پیشہ تھا وہ ہمیشہ یہ نماز پڑھا کرتا۔ ایک روز ہم دونوں کو جنگل میں وقت غیر ہوگیا اس زمانہ میں بدامنی تھی خصوصاً اس جگہ چوروں کا بہت زور تھا اور چور بھی ہماری تاک میں تھے۔ قصہ مختصر چور ہمیں دکھائی بھی دیئے۔ میں نے جلدی صرف تین رکعت نماز فرض اور دو رکعت سنت پڑھیں اور اپنے بچاؤ کے واسطے فوراً شہر چلا آیا۔ لیکن میرے اس دوست نے باوجودیکہ اس نے بھی چوروں کا گروہ دیکھا تھا اور خوف معلوم ہوا تھا لیکن علاوہ نماز

مذکورہ بالا کے دو رکعت حفظ الایمان بھی پڑھی۔ الغرض جب وقت رحلت اس جوان کا ہوا مجھے بھی خبر ہوئی میں وقت نزع روح اس کے سرہانے موجود تھا البتہ اس کی موت ایسی خوش اسلوبی سے ہوئی جیسا کہ چاہیئے یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمانے لگے کہ خواجہ احمد اس جوان کی سلامتی ایمان کے بارے میں فرماتے کہ اگر مجھے محکمہ قضات میں لیجاویں اور حلفیہ مجھ سے دریافت کیا جاوے۔ اس صورت میں بھی میں اس کی سلامتی ایمان کی گواہی دوں گا۔ اس کے بعد دو رکعت نماز اور ارشاد فرمائیں کہ بعد نماز مغرب پڑھنی چاہئیں۔ اور اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میرے ایک دوست مولانا تقی الدین نامی نہایت صالح اور عابد تھے وہ ہمیشہ یہ نماز اس طریق سے کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ والسماء ذات البروج اور رکعت دوم میں بعد فاتحہ والسماء والطارق پڑھتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا۔ بعد انتقال میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میری روح نے اس جسم خاکی کو چھوڑا اسی وقت یہ فرمان ہوا کہ ہم نے اس شخص کو بوجہ مدام پڑھتے رہنے دو رکعت نماز مذکورہ بالا کے بخشدیا ہے اس وقت کسی شخص نے یہ عرض کیا کہ اس نماز کو صلوٰۃ النور کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس نماز کا نام صلوٰۃ البروج ہے اور صلوٰۃ النور

اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ اول رکعت میں بعد فاتحہ دو آیت سورۂ انعام اور رکعت ثانی میں اولم یروکم اھلکنا تا یستھزءون اس کے بعد ترغیب عبادت شب کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ جب شام ہوتی ہے ایک فرشتہ بام خانہ کعبہ پر کھڑا ہو کر یہ ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا و امتیان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ شب عطا فرمائی ہے اور تمہارے واسطے ایک اور رات درپیش ہے کہ نام اس کا گور ہے تم کو لازم ہے اس رات میں اس کے واسطے ذخیرہ مہیا کر لو اور وہ دو رکعت صلوٰۃ البروج و صلوٰۃ النور پڑھنا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دو رکعت ہر شب پڑھتے رہنا چاہیئے۔ ان کے پڑھنے سے قبر میں روشنی ہوتی ہے۔ ترکیب اس کی یہ ہے کہ رکعت اول میں بعد سورۂ فاتحہ پانچ مرتبہ قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں بھی یہی پڑھنا چاہیئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب دن نکلتا ہے یہی فرشتہ پھر بیت المقدس کی چھت پر کھڑا ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا و امتیان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ دن عطا فرمایا ہے اس کے سوا تمہارے لئے ایک روز اور درپیش ہے کہ نام اس کا روز حشر ہے۔ تمکو لازم ہے کہ اس کے واسطے ذخیرہ اکٹھا کرو۔ اور یہ دو رکعت نماز پڑھو۔ ترکیب اس کی یہ ہے کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ پانچ مرتبہ قل ھو اللہ احد اور رکعت دوم بجا موافق رکعت اول ہے اس کے بعد ارشاد

فرمایا کہ مندرجۂ بالا فوائد حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے
مجھ سے بیان فرمائے تھے اور ایک حدیث شریف بھی اس مضمون
کی پڑھی تھی مجھے وہ حدیث یاد نہیں رہی مگر ترجمہ اس کا یہ تھا جو بیان
کیا گیا اس کے بعد گفتگو موت اولیا کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ حالت زندگی میں اولیاء کرام کا حال مثل خوابیدہ
اشخاص کے ہوتا ہے کہ وہ سویا ہوا کسی معشوق کی تلاش میں ہو۔
اور معشوق اس کے بستر میں اس کے برابر ہے اور اُسے خبر نہ ہو لیکن
جب آنکھ کھلے معشوق کو جس کی طلب میں عمر بھر سرگرداں تھا۔
اپنے ساتھ سوتا دیکھے واللہ اعلم اسے کس قدر خوشی و فرحت حاصل ہوگی
کہ مراد اس کی پوری ہوئی یہی حال مرگ اولیا کا ہے حاضران مجلس
میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض اولیاء کرام رحمہم اللہ ایسے
ہوتے ہیں کہ نعمت مشاہدہ حالت زندگی میں ہی ان کو حاصل
ہوتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ امر صحیح ہے لیکن
بوقت مرگ اور بعد مرگ ان کا مشاہدہ کمال کو پہنچ جاتا
ہے اور یہ مثل بمصداق اس آیت کریمہ کے ان کے حق میں راست
آتی ہے۔ الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا یعنی آدمی سوئے ہوئے
ہیں جب مرکر وہ وعید جو ان کے حسب حال ہوگا دیکھیں گے متنبہ
ہوں گے کچھ اولیاء کرام کے حالات پر ہی حصر نہیں۔ ہر شخص کو
بعد اس کے مرنے کے اس کا مطلوب دیں گے۔ اس کے بعد ذکر

موت اولیا میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ شہر بدایوں میں میرا ایک دوست احمد نام نہایت صالح اور مرد عابد ابدال صفت تھا۔ اگر چہ جاہل تھا مگر رات دن تحقیق مسائل شرعی میں مشغول رہتا تھا۔ جب میں دہلی آیا اور یہاں رہنے کا اتفاق ہوا میاں احمد بھی ایک مرتبہ آئے تھے اور مجھ سے نہایت گرمجوشی سے ملے تھے اُن کو میری والدہ کی بیماری کا حال معلوم تھا ان کی نسبت مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ شیخ احمد کو بہت رنج ہوا اور بعد عذر خواہی مجھ سے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے۔ یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت ذکرالله بالخیر کا چہرہ متغیر ہو گیا اور جو کچھ بیان فرماتے تھے شدت گریہ کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اسی اثناء میں یہ دو بیت زبان مبارک سے فرمائیں ؎ گر وصل تو یاری کند ورنہ نکند۔ بارے کہ فراق ہیچ تقصیر نکرد ؎ افسوس دلم کہ ہیچ تدبیر نہ کرد۔ شبہائے وصال را بہ زنجیر نہ کرد۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے چند روز بعد شیخ احمد کا انتقال ہوا۔ میں نے بعد وفات ان کو خواب میں دیکھا کہ اپنی عادت کے موافق مجھ سے مسائل دریافت کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ یہ جو کچھ تم پوچھتے ہو زندوں کے کام آتا ہے تم مر چکے ہو تمہیں اس سے کیا سروکار ہے اس کہنے پر انہوں نے جواب دیا کہ اے نظام الدین تم سے یہ بعید ہے کہ اولیاء خدا کو مردہ کہو وہ زندہ ہیں اسی اثنا میں ایک گدڑی پوش فقیر آیا

اور آپ کی شان میں کلمات ناسزا کہنے لگا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اس
بدگوئی کا مطلق خیال نہ کیا بلکہ آپ نے اس کی حاجت روا فرمائی
اور ارشاد فرمایا کہ ایسے آدمی بھی آنے چاہئیں بہت سے اشخاص
ایسے آتے ہیں کہ اپنے ساتھ نذر لاتے ہیں اور سر قدموں پر
رکھتے ہیں پس ایسے آدمی بھی آنے چاہئیں جو آتے ہی گالیاں
دیں اور کچھ لیکر جائیں۔ ایسے آدمیوں کے آنے سے با اعتقاد
آنے والے کی عبودیت مکفر ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت
بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کئی بکواسی میرے پاس آئے اور مجھے
بہت برا بھلا کہا میں نے ان کو مطلق جواب نہ دیا۔ جب وہ
لاچار ہوئے یہ کہکر چلے گئے کہ جب تک جہاں قائم ہے
ہمارے واسطے بھلا اور تمہارے واسطے برا ہوا۔ اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ یہی بے باک لوگ حضرت شیخ
الاسلام فریدین مسعود گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے تھے اور اپنی عادت کے مطابق برا بھلا کہنا
شروع کیا کہ تم مہنت بنے ہوئے بیٹھے ہو خلق کو گمراہ کرتے
ہو۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں خود تھوڑا ہی مہنت
بن کر بیٹھا ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے بٹھایا ہے انہوں نے جواب
دیا کہ نہیں خود بن کر بیٹھے ہو! آپ نے ارشاد فرمایا خیر جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کا بنایا
ہوا ہے۔ وہ یہ سنکر محجل ہوئے اور خاموش ہو کر چلے گئے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ اسی طرح ایک مرتبہ کئی بے باک حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے وہ ایسے لوگوں کے آنے سے بہت ناراض ہوتے تھے اور اپنے ہاں آنے نہ دیتے تھے الغرض اُنہوں نے حضرت سے کچھ طلب کیا آپ نے نہ دیا۔ اُنہوں نے باہر جاکر بیہودہ گوئی اختیار کی کہ نوبت باینجا رسید کہ گالیاں دیتے اور پتھر پھینکتے تھے حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دروازہ خانقاہ بند کر دیا جائے۔ حسب الحکم دروازہ بند کیا گیا۔ ان نا لائقوں نے دروازہ پر پتھروں کی بوچھاڑ کی آپ کو جوش آیا اور اُن کو بلا کر کہلا کہ میں یہاں از خود نہیں بیٹھا ہوں مجھے ایک کامل الوقت نے بٹھایا ہے جن کا نام شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ ہے وہ یہ سنکر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ دروازہ خانقاہ کا بند کرانے میں بشریت تھی اور یہ اُسی وقت تک قائم رہی کہ اُنہوں نے دروازہ نہ کھلوایا جب وہ گھڑی ٹل گئی خانقاہ کا دروازہ کھولدیا گیا۔ اور اُسی وقت یہ حکایت موافق اسی حال کے بیان فرمائی کہ جب جنگ احد میں اکثر صحابی شہید ہوئے حضرت جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے محمد آپ بھی تھوڑی دیر صف

شہدا میں لیٹ جائیں کہ ساعت غضب ٹل جائے۔

چھٹی مجلس

روز چہارشنبہ ۲۵ ماہ محرم الحرام ۱۰۱۱ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو مال جمع کرنے والوں کے بارے میں ہورہی تھی کہ جس قدر ان کو میسر ہوتا ہے اس سے زیادہ طلب کرتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ عز اسمہ، نے انسان کو مختلف الطباع پیدا کیا ہے مثلاً کسی شخص کے پاس دس روپے ہوں اور اس دس کے بارہ ہوجائیں اس کو یہ فکر ہوتا ہے کہ وہ روپے خرچ کرڈالے اور جب تک وہ خرچ نہیں ہو جاتے اس کو آرام نہیں ملتا اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ جس قدر زیادہ جمع ہوتا جاتا ہے اور مزید طلب کی جستجو میں رہتے ہیں یہ عادت ان کی اختیاری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ہی پیدا کیا ہے۔ یہ قسمت ازلی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ راحت پیسہ خرچ کرنے سے ہوتی ہے کوئی شخص اس وقت تک راحت حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک خرچ نہ کرے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو یہ مطلوب ہو کہ کپڑے اچھے پہنے یا کھانا اچھا کھاوے یا کوئی اور تمنا پوری کرے جب تک وہ صرف زر نہ کریگا۔ تمنا اس کی پوری نہ ہوگی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مال کے جمع کرنے سے یہ مقصود ہونا چاہیئے کہ اس سے دوسروں کو نفع حاصل ہو۔ اسی وقت یہ ارشاد فرمایا کہ شروع عمر میں مجھے بھی روپیہ جمع کرنے کا خیال تھا اس قدر کہ فارغ البالی سے بسر ہو۔ مگر جب میں خدمت حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنجشکر رحمتہ اللہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ اُن کی نگاہ میں دونوں جہاں ہیچ تھے میں نے وہ خیالات ترک کر دیئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قبل ازیں مجھ پر معاش کی تنگی بدرجہ کمال تھی مگر خوب فراغت سے بسر ہوتی تھی ایک روز بوقت عصر مجھے ایک پیسہ حاصل ہوا اس وقت بازار بند ہو گئے تھے میں نے خیال کیا کہ صبح اسے صرف کروں گا رات کو مشغولی کے وقت بھی مجھے اس پیسہ کا خیال آتا رہا میں نے لاحول پڑھی اور اپنے دل میں کہا کہ یا الٰہی کس وقت صبح ہوگی کہ میں اس بلا سے نجات حاصل کروں گا۔

ساتویں مجلس

روز شنبہ تاریخ پنجم ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر
سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی

گفتگو قدم اصحاب ولایت کے بارے میں ہو رہی تھی کہ بعضوں کو طیران یعنی پریدگی حاصل ہوتی ہے اس بارہ میں آپ نے یہ

حکایت بیان فرمائی کہ شہر بدایوں میں ایک واعظ تھے۔ جس
جگہ وہ وعظ کہا کرتے ان کے منبر کے متصل ایک دیوار تھی ترچھی
ٹوٹی ہوئی اس میں مختلف طور کے طاق تھے کہ آدمی کو اُن پر
چڑھنا دشوار تھا اور یہ طاق اتنے اونچے تھے کہ کھڑے ہوئے
آدمی کا سر ان کے نیچے رہتا تھا۔ اثنائے وعظ میں اس واعظ
پر حال وارد ہوتا کہ وہ اُچھل کر ان طاقوں میں سے کسی ایک میں جا
بیٹھتے اور یہ حکایت بھی اسی وقت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ
ایک راجہ مع ایک جوگی کے شیخ صفی الدین گازرونی کی خدمت
میں حاضر ہوا اور شیخ سے بحث شروع کی اثنائے بحث میں
جوگی نے کہا کہ اچھا اگر آپ بزرگ ہیں قدم درویشاں دکھلایئے
شیخ نے کہا کہ دعوی بزرگی اول تو تمہاری جانب سے ہوا ہے
تم ہی پہلے دکھلاؤ۔ جوگی زمین سے سیدھا ہوا میں معلق ہواگر
سر اس کا چھت سے جا لگا اور پھر اُسی طرح سیدھا اُتر آیا
اور شیخ سے کہنے لگا اب تمہاری باری ہے شیخ صفی الدین
صحن مکان میں تشریف لانے اور آسمان کی جانب منہ اُٹھا کر
فرمانے لگے کہ الٰہی تو نے اس بیگانے کو یہ طاقت دی ہے
مجھے طیران کرامت عطا فرما یہ فرما کر اپنے مقام سے بلند ہوئے
اور گاہے جانب چپ اور گاہے جانب راست اُڑتے تھے
الغرض تھوڑی دیر اُڑ کر پھر اپنے مقام پر واپس آکر بیٹھ گئے

جوگی اٹھ کر قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا مجھ میں سوائے سیدھا بلند ہونے کے اور دوسری طاقت نہیں آپ طریق حق پر ہیں جس طرف خواہش ہوتی ہے اڑتے ہیں یہ راہ حق ہے اور میرا فعل باطل ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ زمان مبارک حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ میں ایک فلاسفر بادشاہ وقت کے پاس آیا اور یہ چاہا کہ بادشاہ کو طریق حق سے برگشتہ کرے بحث ومباحثہ شروع کیا تھا کہ یہ خبر حضرت کو پہنچی آپ نے خیال کیا کہ اگر سلطان وقت کا عقیدہ بدل جائے گا یہ امر موجب خرابی دین ہوگا یہ سوچ کر دوات سر لئے خلیفہ کی جانب نہضت فرما ہوئے یہ وہ وقت تھا کہ خلیفہ اس فلاسفر سے خلوت میں باتیں کر رہا تھا آپ نے اطلاع کرائی خلیفہ نے بلایا مگر دونوں نے مباحثہ ترک کر دیا خاموش ہو رہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا گفتگو درپیش تھی انہوں نے بعد الحاح حضرت سے بیان کیا کہ اس وقت ہم اس امر میں بحث کر رہے تھے کہ حرکت آسمانی طبعی ہے یا ارادی یا قسری کیونکہ حرکات تین اقسام پر منقسم ہیں حرکت طبعی یہ ہے کہ ایک پتھر ہاتھ سے چھوڑا جائے اور وہ زمین پر گر پڑے اور حرکت ارادی یہ ہے کہ کوئی شے اپنے ارادے سے خود حرکت کرے اور حرکت قسری یہ ہے کہ اس کو دوسرا شخص حرکت دے اور اس طاقت کے ختم ہونے

کے بعد وہ حرکت بند ہو جائے۔ اول الذکر حرکت طبعی ہے اور آخر الذکر حرکت قسری اب ہم اس بحث میں تھے کہ حرکت فلک طبعی ہے یا قسری آپ نے ارشاد فرمایا کہ حرکت فلک قسری ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ایک فرشتہ ہے جو آسمان کو حرکت دیتا ہے حکیم یہ سنکر خندہ زن ہوا شیخ کے مزاج پر تغیر آیا باہر نکل آئے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمانے لگے کہ الٰہی تو جو اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے ان کو بھی دکھلا۔ یہ کہکر ان کو باہر بلایا اور جانب آسمان دیکھنے کے واسطے کہا خلیفہ اور حکیم نے اس فرشتہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اقرار کیا آپ کی اس کرامت سے اُن کے عقائد گمراہی سے بچے رہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔

آٹھویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ مبارک ربیع الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو حالات حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ اللہ میں ہو رہی تھی کہ حضرت شیخ الاسلام اکثر روزہ رکھتے تھے اور افطار اس کا شربت سے ہوتا تھا ایک پیالہ تھا اس میں پانی اور قدرے منقی ڈالکر حضرت کے سامنے لاتے اور وہ دانے اس میں ملتے کہ شربت ہو جاتا آپ اس میں سے نصف بلکہ دو حصہ

کے قریب حاضرین میں تقسیم فرماتے اور تھوڑا سا شربت ایک بڑے
برتن میں ڈالتے قریب تہائی کے خود نوش فرماتے بلکہ اس تہائی میں
سے بھی جس پر خاص عنایت منظور ہوتی عنایت فرماتے بعد
نماز شام دو روٹیاں وزنی قریب نصف سیر چپڑ کر حضرت کی
خدمت میں پیش کی جاتیں آپ ایک روٹی کے ٹکڑے کرتے
اور حاضرین میں تقسیم فرماتے اور ایک روٹی خود تناول فرماتے
لیکن اس میں سے بھی جس کو چاہتے لطف فرماتے اور پھر عبادت میں
مصروف ہوتے کہ آپ کی مشغولیٔ حق کا وقت تھا بعد نمازِ عشاء
دستر خوان چنا جاتا اور جو کچھ اقسام طعام سے لنگر شریف میں موجود
ہوتا لاکر اس پر رکھتے تھے فقیر آتے اور کھاکر واپس چلے جاتے
لیکن آپ سوائے اس روٹی کے جو بوقت افطار تناول فرماتے تھے
مطلق نہ کھاتے مگر دوسرے روز پھر بوقت افطار اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ مرض الموت آپکا بیماری حلقوم تھی یہ فرماکر
حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ان ہی ایام میں
ایک روز بوقت استراحت میں حاضر خدمت تھا میں نے بچشم
خود معائنہ کیا کہ آپ کی چارپائی پر وہ کمبل بچھایا گیا جس کو آپ
دن میں اوڑھتے تھے مگر وہ چھوٹا تھا اس وجہ سے پائنتی خالی
رہ گئی وہاں ایک اور چادر لاکر ڈالی جسے آپ نے رات کو اوڑھا
اس کے اوڑھنے سے وہ جگہ پھر خالی ہوگئی آپ کے پاس

ایک عصا حضرت خواجہ خواجگان شہید المحبت رضی اللہ عنہ کا عطا فرمودہ تھا وہ لاکر آپ کے سرہانے رکھا جاتا تھا کہ اس پر تکیہ کرکے استراحت فرماتے تھے جب آپ کا ہاتھ اس عصا سے مس ہوتا آپ غایت تعظیم سے اپنا ہاتھ چومتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان ہی ایام میں مجھ سے اور کئی خاص مریدوں سے ارشاد فرمایا کہ فلاں موقع پر جاکر شب بیداری کرو اور میری صحت کی دعا مانگو ہم سب جن کو آپ نے ارشاد فرمایا اس موقع پر کھانا ساتھ لیکر گئے تھے رات بھر وہاں مصروف عبادت رہے اور آپ کی تندرستی کے واسطے دعا مانگا گئے۔ جب صبح ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض حال کیا آپ نے تھوڑی خاموشی کے بعد ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعا سے مجھے کوئی اثر صحت معلوم نہیں ہوا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر ارشاد فرماتے تھے کہ میں اس امر کے جواب میں متامل تھا۔ میرے ہمراہیوں میں آپ کے ایک مرید شیخ علی بہاری نام تھے میرے پیچھے کھڑے ہوئے تھے انہوں نے فوراً عرض کیا کہ ہم سب ناقص ہیں اور ذات مبارک حضرت شیخ کامل واکمل ہے دعا ناقصوں کی کاملوں کے حق میں کب مستجاب ہوتی ہے آپ نے ان کی یہ عرض نہ سنی میں نے اس بات کو دہرایا آپ نے میری طرف منہ کرکے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ جو کچھ تم طلب کروگے وہ تم کو عطا فرمائے گا اس کے بعد اپنا عصا مجھے عطا فرمایا اور اس وقت میں نے رجاع

ملفوظ ہذا اپنی ذات سے مراد لیتے ہیں، عرض کیا کہ آپ بوقت انتقال حضرت شیخ شیوخ العالمؒ حاضر خدمت تھے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمانے لگے میں حاضر نہ تھا مجھے بماہ شوال بجانب دہلی آپ نے بھیجدیا تھا اور تاریخ وفات شریف آپ کی پانچویں ماہ محرم الحرام ہے لیکن وقت ارتحال آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا اور حاضرین سے فرمایا کہ فلاں دہلی میں ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں بھی بوقت انتقال حضرت شیخ الشیوخ خواجہ شہید المحبتؒ دہلی میں حاضر نہ تھا ہانسی میں تھا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماتے جاتے تھے۔ اور گریہ آپ پر طاری تھا سب حاضرین پر اس کا اثر پڑ رہا تھا۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ آپ کے اسی مرض الموت کے ایام میں ماہ رمضان المبارک کا چاند دکھلائی دیا آپ بہ سبب غلبہ زحمت روزے نہ رکھ سکے ایک روز چند خربوزے کہیں سے آئے تھے آپ ان کو کھا رہے تھے اسی اثنا میں ایک قاش آپ نے مجھے مرحمت فرمائی۔ میں نے دل میں ارادہ کیا کہ اس عطائے شیخ کو اسی وقت کھا لوں پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ اس کے کفارے میں دو ماہ پیوستہ روزے رکھ لوں گا میرا یہ ارادہ مستحکم ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ میں اس ارادہ کو پورا کروں آپ نے روشن ضمیری سے یہ حال دریافت فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ خبردار تم ایسا نہ کرو میں معذور ہوں مجھے رخصت شرعی ہے۔ اس کے بعد کسی نے آپ سے حضرت شیخ

شیوخ العالم قدس سرہ کی مدت عمر کی بابت دریافت کیا آپ نے
ارشاد فرمایا کہ حضرت کی عمر نوے سال کی ہوئی اس روز آپ کے
اس بیان سے اسقدر لطف حاصل ہوا کہ تحریر و تقریر میں نہیں
آسکتا اس کے بعد سماع ہوا برکت حاضری ذات اقدس حضرت
خواجہ ذکر اللہ بالخیر سے سب کو لطف تام اور ذوق کامل حاصل ہوا
اسی شب بعد ادائے نماز عشا آپ نے اپنا خاص مصلا اس نحیف کو
مرحمت فرمایا۔ والحمد للہ رب العلمین ۵

نویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ مبارک ربیع الآخر سنہ مذکور

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو دربارۂ دعا ہو رہی تھی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ دعا قبل از نزول بلا کرنی چاہیے اور بزبان
عربی یہ ارشاد فرمایا کہ جب بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے اور دعا
کی جاتی ہے بلا اوپر سے نیچے آتی ہے اور دعا نیچے سے اوپر جاتی
ہے دونوں ہوا میں باہم متعارض ہوتی ہیں اگر قوت دعا میں ہو وہ
اس بلا کو الٹا پھیر دیجاتی ہے اور اگر دعا میں قوت نہ ہوئی بلا نازل
ہوتی ہے اسی وقت یہ حکایت خروج لشکر مغل کی بابت بیان فرمائی
کہ جب خبر روانگی لشکر مغل و ارادہ تاراجی ملک نیشاپور بادشاہ نیشا
پور کو معلوم ہوئی بادشاہ نے کسی مقرب ندیم کو حضرت شیخ فریدالدین

عطار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ درگاہ جناب باری میں دعا کریں کہ یہ بلا ٹل جائے آپ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ اب وقت رضامندی آپہنچا ہے دعا کا وقت گذر گیا مرضی الٰہی پر صبر و شکر کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعد نزول بلا بھی دعا مانگنی چاہیئے اگرچہ بلا دفعہ نہیں ہوگی تاہم صعوبت بلا کم ہو جائے گی اس کے بعد گفتگو صبر و رضا کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ جب کوئی امر مکروہ بندہ کو پہنچے اس پر صبر کرے شکایت نہ کرے مگر رضا یہ ہے کہ جب کوئی امر مکروہ بندہ کو پہنچے اس کے پہنچنے سے کوئی کراہیت نہ آئے ایسا سمجھے کہ وہ مکروہ اسے حاصل ہی نہیں ہوا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مذہب متکلمین اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ جب کوئی رنج کسی شخص کو پہنچے اور وہ اس کو نارسیدہ سمجھے اور مطلق خیال نہ کرے یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے کئی جواب ہیں ایک یہ ہے کہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو بحالت کسی مقام کو جانا ہوتا ہے اور ہنگام رہبروی اگر کانٹا ان کے پاؤں میں گھجاتا ہے انکو بہ سبب مشغلہ کار خبر نہیں ہوتی اور کچھ دیر بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ کانٹا لگا تھا اور دوسری تمثیل یہ ہے کہ جب بہادر لڑائی میں مشغول ہوتے ہیں ان کو اس وقت اگر کوئی ضرب پہنچتا ہے اس ضرر سے وہ خبردار نہیں ہوتے پس غور کا مقام ہے کہ جو لوگ اپنے

کاموں میں مستغرق ہوتے ہیں وقت استغراق ان کو اپنے دردوں کی
مطلق خبر نہیں ہوتی تو وہ لوگ جو مستغرق یاد الٰہی ہوتے ہیں اور فانی
فی اللہ ہو گئے ہیں ان کو اس تکلیف کی کس طرح سے اطلاع ہو گی
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین رحمت اللہ علیہ نے
کسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک عاشق کو کسی تہمت میں گرفتار کیا
اور بازار میں لکڑی سے باندھ کر ہزارہا لکڑیاں ماریں اس نے مطلق
فریاد نہ کی اور کوئی اثر رنج والم وتکلیف کا اس کے چہرے پر ظاہر
نہیں ہوا جب اس کو سزا دیکر چھوڑ دیا اور اس سے دریافت کیا
کہ تو نے اسقدر مار کھائی اور مطلق فریاد نہ کی اس کا سبب بیان کر اس
نے جواب دیا کہ میرا معشوق جس پر میں فدا ہوں اس وقت میرے رو
برو تھا مجھے اس کے مشاہدۂ جمال کی محویت سے مطلق تکلیف معلوم نہ ہوئی
یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ مثال اس شخص
کی تھی جو عشق مجازی میں مبتلا تھا اور فی الواقع یہ امر لاتعبیر ہے اس
کے بعد گفتگو دربار توکل ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ توکل کے تین
مرتبہ ہیں اول مرتبہ یہ ہے کہ ایک شخص کسیکو اپنا وکیل مقرر
کرے اور جو عالم ہو اور اس کا دوست بھی ہو کہ اس کی جانب سے
عدالت میں سوال وجواب کرے پس موکل کو ایک قسم کا اطمینان حاصل
ہوگا کہ وکیل اس کا ہر امر میں دانا ہے یہ صورت اول مرتبہ توکل کی ہے
اور اس میں سوال بھی ہو سکتا ہے کہ وہ موکل اپنے وکیل کو بتلائے کہ

فلاں امر کا بیان اس طرح ہو اور فلاں کا اس طرح یہ توکل مع السوال
اور دوسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ ایک لڑکا شیر خوار ہے کہ اس کی
ماں اس کو دودھ پلاتی ہے یہ بھی توکل ہے اس میں سوال نہیں
کیوں کہ لڑکا سوال نہیں کرتا اور نہ تقاضا کرتا ہے اگرچہ بعض اوقات
رونے لگتا ہے لیکن یہ نہیں کہتا کہ مجھے دودھ دے یا دودھ پلادے
البتہ ماں اپنی شفقت سے دودھ پلاتی ہے تیسرا مرتبہ توکل کا
یہ ہے اور مثال اس کی اس طرح ہے کہ ایک مردہ غسال کے
ہاتھ میں ہے کہ وہ اسے جس طرح چاہتا ہے حرکت کرتا ہے
اس مردہ کا خود اپنا کچھ تصرف نہیں ہوتا۔ تیسرا درجہ توکل کا ہے
اور گذشتہ دونوں مراتب سے اعلیٰ ہے۔ اسی عرصہ میں کھانا
سامنے لایا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے گفتگو مطایبہ
آمیز کرنی شروع کی کہ میں فلاں موقع پر تھا اگرچہ شکم سیر تھا
مگر اس موقع پر نان قماج میرے رو برو لائی گئی مجھ سے ضبط
نہ ہو سکا اور بھوک نہ ہونے کی صورت میں کھایا۔ آپ نے اس کی یہ بات سنکر تبسم
فرمایا اور یہ حکایت مناسب وقت بیان فرمائی کہ میں ایکمرتبہ ایام سرما میں حضرت
شیخ جمال الدین ہانسویؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک روز اشراق کے وقت حضرت
شیخ جمال الدین نے مجھ سے مخاطب ہو کر یہ دو مصرعے فرمائے۔ بیت۔ بسا عزیزاں
کاؤ اندریں روز خنک۔ نیکو باشد ہریسہ و نان تنک۔ میں نے عرض کی۔ کہ
ذکر الغائب غیبۃ۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ نے فرمایا کہ نہیں یہ

کھانا پکایا جائے گا چنانچہ اس روز دستر خوان پر یہی کھانے چنے گئے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص محمدؒ نام تھا۔ کبھی کبھی خدمت شیخ الاسلام میں حاضر ہوا کرتا ایک روز یہ محمدؒ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا کہ کھانا سامنے لایا گیا اور اس کے سامنے بھی رکھا چونکہ دستر خوان موجود نہ تھا شیخ محمد نے خیال کیا کہ دستر خوان ہونا چاہیے کہ روٹی اس پر رکھی جائے۔ باوا صاحب کو اس کے اس خطرہ سے اطلاع ہوئی اور آپ نے انگشت سبحہ سے ایک خط مربع زمین پر کھینچکر فرمایا کہ اے محمد اسے ہی دستر خون سمجھو اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ واقعہ شروع حال کا ذکر ہے۔

دسویں مجلس

۱ روز جمعہ تاریخ ۲۳ ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس ہفتہ میں کاتب الحروف کو بہ سبب نہ ملنے تنخواہ کے ایک قسم کا تردد تھا جب میں حاضر خدمت اقدس ہوا آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک صاحب تھے۔ آثار بزرگی ان کی پیشانی سے پیدا تھے کئی مرتبہ مجھ سے ملاقی ہوئے اور باتیں کیں میں نے ان کے فرط شکوہ سے

ان کا نام بھی دریافت نہ کیا ایک مرتبہ مجھے راستہ میں ملے اور
یہ ارشاد فرمایا کہ تم انشاء تعالیٰ ایسے ہی ہو جاؤ گے جیسا لوگوں
کا تمہارے حق میں خیال ہے خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے بعد اختتام
حسان اس سخن پر بہت استحسان فرمایا اور اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ یہی صاحب ایک مرتبہ اور مجھ سے ملاقاتی ہوئے اور
یہ حکایت بیان فرمائی کہ لاہور میں ایک بہت بڑے بزرگ شیخ
زندہ دل نامی رہتے تھے ایک دن بروز عید جبکہ جملہ مسلمان عید
گاہ گئے ہوئے تھے انہوں نے منہ آسمان کی جانب اٹھا کر عرض
کی کہ آج روز عید ہے ہر شخص اپنے سرپرستوں سے عید کا انعام
مانگتا ہے مجھے بھی تیری جناب سے عیدی مرحمت ہونی چاہیے
ان کا یہ فرمانا تھا کہ آسمان سے ایک پارۂ حریر جس پر یہ لکھا ہوا
تھا کہ ہم نے تجھکو دوزخ سے خلاصی بخشی آپ کی گود میں گرا خلق
نے اس کرامت کو دیکھ کر آپ کی طرف رجوع کی اور بہت اعزاز
و احترام کیا۔ انھیں لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ حضرت آپ
تو رب العزت سے عیدی حاصل کی مجھے بھی کچھ عیدی آپ
مرحمت فرمائیں آپ نے وہی پارۂ حریر اس کو یہ کہکر دیدیا
کہ جا یہ تیری عیدی ہے کل کے روز میں اور آتش دوزخ باہم سمجھ لیں
گے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ پھر
یہی شخص مجھ سے ملاقی ہوا اور یہ حکایت بیان کی کہ کسی شہر میں

ایک برہمن بڑا مالدار رہتا تھا۔ والی شہر نے اس پر کسی سبب سے اسقدر جرمانہ کیا کہ کل مال اس کا جرمانہ میں ضبط ہو گیا۔ برہمن بیچارہ مفلس و پریشان حال و بہ حالتِ نکبت ادھر اُدھر مارا مارا پھرتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز اس کا کوئی پورانا دوست راستہ میں مل گیا اور مزاج پوچھا۔ برہمن نے جواب دیا کہ فضلِ الٰہی سے میں بہت خوش ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ جب تم سے مال لے لیا گیا۔ پھر خوشی کہاں۔ برہمن نے جواب دیا کہ نہیں میرا جنیو میری گردن میں ہے یہ حکایت بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے مجھ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تقریب تقریر اور ان حکایات کے بیان سے تمہاری سمجھ میں کیا آیا میں نے عرض کی کہ مجھے ان حکایات کے سننے سے احتضار قلب حاصل ہوا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے ازراہِ بندہ نوازی یہ حکایتیں اس خاکسار کی تسکینِ دل کے واسطے فرمائیں۔ یعنی توقف مواجب و نایافت اسباب دنیا سے مطلق غم نہ کھانا چاہیے اگر تمام جہاں اس شخص سے پھر جاوے کچھ ڈر نہیں صرف محبت حق برقرار رہنی چاہیئے۔ آپ نے میری اس سمجھ پر بہت استحسان فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

گیارھویں مجلس

روز جمعہ تاریخ ۱۴ ماہ مبارک جمادی الاول سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اسی شب بندہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا امیر عالم شیخ ابوالمحی رحمتہ اللہ علیہ مجھے کچھ شیرینی مرحمت فرماتے ہیں یہ خواب حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کوئی پیوندان کی خدمت میں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی واسطہ ان سے نہیں ہے یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ خواب بہت مبارک ہے تم کو کوئی چیز غیب سے حاصل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگلے جمعہ تک مجھے ایک ایسی شے غیب سے حاصل ہوئی کہ میرے گمان میں بھی نہ تھی

بارھویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۴ ماہ جمادی الاول

یہ گیارھواں روز اس خواب کو دیکھے ہوا تھا کہ اس کے ذریعہ سے ایک شے بابرکت حاصل ہوئی تھی الغرض اس روز حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے امیر عالم ابوالمحی رحمت اللہ علیہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے اور اسی ضمن میں ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ صاحب نعمت تھے ان کو حضرت خواجہ اجل شیرازیؒ سے نعمت حاصل ہوئی تھی ایک روز وہ درویش منبر پر چڑھے گرداگرد منبر کے اژدحام خلق ہوا۔ اس مجمع میں امیر عالم ابوالمحی رحمتہ اللہ علیہ بھی حاضر تھے اس صاحب نعمت نے منبر پر چڑھکر یہ بیان

فرمانا شروع کیا کہ اے خلق خدا آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے نعمت حضرت خواجہ اجل شیرازی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی آج کی رات میں یہ چاہتا تھا کہ وہ دولت اپنے لڑکے کو تفویض کروں کہ حکم ہوا ٹھہر جاؤ یہ حق امیر عالم ابو المحی کا ہے اس کو دو یہ فرما کر منبر سے نیچے اترے اور امیر عالم ابو المحی کو بلا کر اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور وہ نعمت ان کے سپرد کی۔

تیرھویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ماہ جمادی الآخر ۱۰۷۱ھ

کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو فضیلت ماہ رجب المرجب کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ماہ نہایت بزرگ اور بابرکت ہے اس میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں اور چار راتیں اس ماہ میں بہت بابرکت ہیں اول شب غرہ۔ دوم شب جمعہ سوم شب چہاردہم یعنی چودھویں رات چہارم ستائیسویں رات کو شب معراج ہے اس کے بعد گفتگو نماز نفل کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس ماہ میں نماز نفل ادا کرتا ہے ثواب اس کا فرض کے برابر پاتا ہے اور اس ماہ کی نفل نماز فرض قضا شدہ کے بدلہ میں محسوب ہوگی اس کے بعد یہ حکایت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ وہ

نمازہائے قضا شدہ اس ماہ میں پڑھتے تھے۔

چودھویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۴ ماہ رجب سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو استقرار توبہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سالک جب بیعت پیر میں مستقیم ہو جائے وہ اپنی ناکردنی عملہائے گذشتہ کے بدلے میں ماخوذ نہ ہوگا اور اسی وقت یہ حکایت مناسب اس حال کے بیان فرمائی کہ شیخ سراج الدین ساکن ابوہر ایک بزرگ شخص تھے شیخ الاسلام فرید الدین مسعود رحمت اللہ علیہ سے ان کو شرف بیعت حاصل تھا اور اس گاؤں کے کئی آدمی حضرت سے بیعت تھے۔ غیر میں ابوہر میں ایک روز ان کے گھر مقیم ہوا اتفاقاً اسی روز گاؤں والوں کی ان کی زوجہ سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے حالت غیض وغضب میں کلمہائے ناگفتنی شیخ سراج الدین کی عورت کی نسبت استعمال کئے اور وہ اس پاکدامن عورت کے حق میں تہمت تھی قصہ مختصر اس نیک بی بی نے ان سے سوال کیا کہ یہ جو کچھ تم کہتے تھے واقعات میرے مرید ہونے سے پہلے کے ہیں یا پچھلے کے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے جب یہ کلمات فرمائے اس کے اعتقاد کی اور ان کلمات کی نہایت تحسین فرمائی۔

پندرھویں مجلس

تاریخ ۲۹۔ رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۱ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس روز ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض حال کیا اور اپنے احسن انتظام خانہ کے لئے دعا اور رائے کی امداد چاہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شب برائے رفع تنگی معیشت سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین رحمت اللہ علیہ برائے تنگی رزق ہر شب جمعہ کو سورۂ فاتحہ پڑھنا فرمایا کرتے تھے میں نے جو ہر شب پڑھنے کے لئے کہا ہے واسطے زیادتی اثر کے کہا ہے اور نیز یہ عمل نیک ہے یہ فرما کر فرمانے لگے کہ میں نے اپنے لئے کبھی اس وظیفہ کو نہیں پڑھا کیوں کہ میری عین خواہش ہے کہ جس حال میں اللہ تعالیٰ رکھے راضی ہوں۔ اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ میرا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو لباس فقرا پہنے ہوئے تھی وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے اور دوسرا تعبیر دیتا تھا کہ یہ خواب تیرا بہت اچھا ہے تعبیر اس کی یہ ہے کہ روزگار تمہارا ہو جائے گا اور اسباب دنیا مہیا ہو گا۔ خوب آرام سے گذرے گی۔ میرے دل میں آیا کہ میں ان سے عرض کروں کہ تمہارا تبیان ان کپڑوں کو پہنکر مناسب نہیں

ایسے لباس کے پہننے والوں کو ایسا تذکرہ نہ کرنا چاہیے مگر اسی وقت مجھے خیال ہوا کہ میں کون ہوں جو انھیں منع کروں الغرض میں نے ان سے مطلق تعرض نہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا یہ حکایت سن کر اس شخص نے جس نے طلبِ استمداد کی تھی عرض کیا کہ یا حضرت بنی آدم کو فراہمی اسباب و فکر معاش ضروری ہے بغیر اس کے چارہ نہیں خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے تبسم کیا اور ارشاد فرمایا کہ میں یہ حکایت اپنے حال کے متعلق بیان کرتا تھا۔ تم سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

سولھویں مجلس

روز پنجشنبہ پنجم ماہ رمضان عمت میامنہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس روز بندہ نے مع چند یاران دیگر آپ سے تجدید بیعت کی آپ نے از راہِ کرم اس وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از عزیمت مکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطریق رسالت مکیوں کے پاس روانہ کیا تھا کہ بعض نالائقوں نے یہ خبر بد آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا جب آپ نے یہ خبر متوحش سنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس امر کی بیعت کرو کہ

اہل مکہ سے جنگ کی جائے یاروں نے حسب الحکم بیعت کی
کہ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت سے ہنگام بیعت
تکیہ لگائے بیٹھے تھے اس وجہ سے اس بیعت کا نام رضوان شجرہ
اور بیعت شجرہ ہے اسی وقت ایک صحابی نے جن کا نام ابن
اکوع تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کے لیئے عرض
کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو نے قبل ازیں بیعت نہیں کی
ہے انہوں نے جواب دیا کہ بیعت میں کرچکا ہوں اور اب دوبارہ
[illegible]

[illegible] نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرید تجدید بیعت کرنا چاہے اور پیر موجود
نہ ہو تو جامہائے شیخ اپنے سامنے رکھے اور ان کپڑوں سے بیعت
کرے حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ بعض اوقات ایسا ہی کرتے
تھے اور میں بھی کبھی کبھی ایسا ہی کرتا ہوں اس کے بعد گفتگو
حسن اعتقاد کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے
شیخ [illegible] سے جو شیخ الاسلام او دھے [illegible]

کیا اور قتل کرنا چاہا تھا انہوں نے منہ پھیر لیا اور قبلہ کی جانب پشت
دیکر منہ اس طرف کر کے کھڑے ہو گئے جس طرف ان کے پیر کا مزار تھا
جلاد نے کہا کہ تم نے منہ کیوں پھیر لیا ایسے وقت منہ قبلہ کی طرف
کیا کرتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ جس طرف میرا قبلہ ہے میں
نے اپنا منہ کر رکھا ہے تو اپنا کام کر اس کے بعد آپ نے خود
اپنے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ میں سفر میں تھا۔
مجھے ایک روز ایک منزل میں بسبب درازی منزل سخت تکلیف
ہوئی اگرچہ پا پیادہ مسافر نہ تھا مگر پھر بھی تشنگی غالب ہوئی۔راہ
میں ایک تالاب تھا میں اس کے کنارے گیا گھوڑے سے اترا
اور چاہتا تھا کہ پانی پیوں مگر صفرا غالب ہوگیا تھا مجھے قے ہوگئی
اور گر کر بے ہوش ہوگیا اس حالت بیہوشی میں نام شیخ الاسلام
کا میری زبان سے جاری تھا بعد تھوڑی دیر کے مجھے ہوش آیا
میں نہایت خوش ہوا اور مجھہ کو یقین کامل ہوگیا کہ آخری وقت
میں بھی نام مبارک شیخ کا میری زبان سے جاری ہو گا۔ اور انشاء
اللہ تعالیٰ میں ان کی یاد ہی میں سفر آخرت کروں گا۔

مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ رمضان المبارک ۱۰؁ھ عمت میانہ
کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو زیارت قبور کے بارے

اور

ور

واپس آکر عرض حال کرتا نہایت خوش ہوتیں اور فرماتیں کہ میری
بیماری میں تخفیف ہوئی اور مرض رو بہ صحت ہے اور اسی وقت یہ
حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شیخ فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے
اپنی حالت بیماری میں مجھ سے اور کئی یاروں سے فرمایا کہ فلاں خطیرہ
میں جہاں بہت سے شہدا آسودہ ہیں جاؤ اور زیارت سے فارغ
ہوکر میری صحت کے لئے دعا مانگو چنانچہ ہم سب وہاں گئے
اور تعمیل حکم کرکے واپس آکر ماجرا عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا
کہ تمہاری دعا نے میرے حق میں کوئی فائدہ نہ بخشا د مجھ سے اس
کا جواب مطلق نہ دیا گیا، میرے ایک پیر بھائی شیخ علی بہاری تھے
وہ میرے متصل کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ ناقص
ہیں اور آپ کی ذات کامل ہے ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں
اثر پیدا نہیں کرتی آپ نے کسی وجہ سے ان کے معروضہ کو نہ سنا
میں نے دوبارہ وہی الفاظ جو شیخ علی بہاری نے کہے تھے آپ
کی خدمت میں دہرائے استحسان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے
خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ تو طلب کرے وہ اپنے فضل و کرم سے
تجھے عطا فرمائے اسی روز اپنا عصا مجھے لطف فرمایا اور ارشاد

کہ تم اور بدرالدین اسحاق علیہ الرحمتہ جاکر آج شب کو فلاں خطیرہ
میں بیادِ الٰہی رہو ہیں اور وہ دونوں حسب الارشاد رات بھر اس
خطیرہ میں مشغول رہے اور صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس حال

شاد

فرمایا کہ تم معہ چند یاران دیگر ایک لاکھ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھو اور
اس کو تم ہی پڑھنے کیلئے ان لوگوں میں تقسیم کر دو میں نے یہ حال
اپنے پیر بھائیوں سے جو خانقاہ میں موجود تھے کہا اور ان میں
میں تقسیم کی کسی نے پانچ ہزار اور کسی نے چار ہزار پڑھنے کا وعدہ
کیا میں نے دس ہزار اپنے ذمہ لیں ۔ اور یہ ورد ایک ہفتہ یا اس
سے بھی کم میں تمام ہو گیا پورا ہو جانے پر آپ کی خدمت میں عرض
کیا اور باادب دریافت کیا کہ آپ نے استیفائے مرض کیلئے یہ
ورد پڑھوایا ہے فرمانے لگے نہیں کچھ اور ہی مقصود ہے واللہ
اعلم آپ کا مقصود کیا تھا۔

اٹھارویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ، ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ تفسیر امام ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ
آپ کے روبرو تھی آپ صاحب تفسیر کا حال بیان فرما رہے تھے

کہ ایک مرتبہ امام ناصر بستیؒ بیمار ہوئے اور اس بیماری میں آپ کو
مرض سکتہ ہو گیا اعزا و اقربا نے آپ کو مردہ تصور کر کے دفن کر دیا
رات کے وقت آپ کو ہوش ہوا خود کو مدفون دیکھا سخت
متحیر ہوئے اس حیرت و پریشانی و اضطراب میں آپ کو یاد آیا کہ جو
شخص حالت پریشانی میں چالیس مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کے اضطراب کو دفع کرتا ہے اور وہ تنگی اس کی
فراخی سے بدل جاتی ہے یہ سوچ کر سورہ یٰسین پڑھنی شروع
کی آپ انتالیس مرتبہ پڑھ چکے تھے کہ اثر کشادگی ظاہر ہوا اور
وہ یہ تھا ایک کفن چور نے کفن چرانے کی نیت سے آپ کی
قبر کھودی تھی امام نے اپنی فراست سے معلوم کیا کہ یہ کفن چور ہے
پس اس خیال سے کہ مبادا یہ معلوم کر جائے کہ کوئی شخص زندہ
مدفون ہے اور یہ اپنے ارادہ سے باز رہے چالیسویں مرتبہ آپ
نے بہت دھیمی آواز سے پڑھنا شروع کیا کہ دوسرا شخص نہ
سن سکے القصہ جب آپ نے چالیسویں مرتبہ پورا کیا یہ
کفن چور بھی اپنا کام پورا کر چکا تھا آپ اُٹھ کر قبر سے باہر آئے
کفن چور نے جب یہ امر معائنہ کیا ہیبت سے اس کا گردہ پھٹ
گیا اور وہ اسی جگہ خوف کھا کر گر پڑا اور مر گیا امام کو اس کی
ہلاکت کا بہت تاسف ہوا اور اپنے دل سے کہا کہ تو نے اسقدر
جلدی کی اس کو اپنا کام کر لینے دیا ہوتا اور پھر باہر نکلتا الغرض

پشیمان ہوتے ہوئے باہر آئے اور خیال کیا کہ اگر میں فوراً شہر
چلا جاؤں گا لوگوں کو اس محال کے وقوع سے سخت پریشانی و
حیرت وہیبت ہوگی خوف کھائیں گے پس آپ رات کو ہی شہر میں
گئے اور ہر محلہ کے دروازے کے آگے پکارتے تھے کہ میں امام
ناصر بستی ہوں تم لوگوں نے مجھے سکتہ کی حالت میں دیکھ کر غلطی
سے مردہ تصور کیا اور دفن کر دیا میں زندہ ہوں خواجہ ذکر اللہ
بالخیر یہ بیان فرما کر فرمانے لگے کہ یہ تفسیر انہوں نے اس واقعہ کے بعد
لکھی تھی اس کے بعد گفتگو مردان خدا کے بارے میں ہوئی کہ وہ ہمیشہ
یاد دوست میں مستغرق رہتے ہیں اور کھانے پینے سونے و دیگر ضروریات
سے مطلق باخبر نہیں ہوتے جو کچھ کرتے ہیں محض خالصتاً لوجہ اللہ
کرتے ہیں اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ دریا کے
کنارے رہتے تھے اس دریا کے پار ایک دوسرے بزرگ کا قیام
تھا ایک روز انہوں نے تھوڑا سا کھانا مہیا کر کے اپنی عورت سے
کہا کہ یہ کھانا اپنے سر پر رکھ اور دریا عبور کر کے اس مرتاض شخص
کو دے آ کہ وہ کھالیوے عورت نے کہا کہ راہ میں پانی بہت زیادہ
ہے عبور دریا نہایت دشوار ہے میں کیوں کر جاؤں شیخ نے کہا
کہ جب تو دریا کے کنارے پہنچے پانی سے کہدیجو کہ اے پانی اس
حرمت سے کہ میرے شوہر نے مجھ سے کبھی صحبت نہیں کی مجھے
راہ دے ۔ عورت کو یہ سنکر سخت تعجب ہوا اور اپنے دل میں کہا

کہ مجھے ان سے کئی بچے پیدا ہوئے ہیں یہ بات میں کس طرح کہہ سکتی
ہوں قصہ مختصر وہ نیک عورت یہ سوچتی ہوئی دریا کے کنارے پہنچی اور
پانی سے جو اس کے شوہر نے تلقین کیا تھا کہا۔ پانی سنتے ہی دو ٹکڑے
ہو گیا اور درمیان آب راہِ خشک ظاہر ہوئی کہ یہ عورت پار چلی گئی اور
بزرگ کو کھانا پہنچایا۔ درویش نے تناول کیا اور عورت سے کہا
کہ واپس چلی جاؤ عورت نے یہ سنکر کہا کہ راستہ میں دریا حائل ہے
میرے شوہر نے مجھے کچھ تلقین کیا تھا اس کی برکت سے میں پایاب
آئی اب واپس جانا ناممکن ہے درویش نے یہ سنکر دریافت کیا
کہ تمہارے خاوند نے کیا کلمات تم سے کہے تھے۔ عورت نے وہی
الفاظ جو اس کے خاوند نے کہے تھے دہرا دیئے درویش نے ان
کو سنکر کہا کہ جب تو لب آب پہنچے میری جانب سے مخاطب ہو کر
کہہ دینا کہ اے پانی اس شخص کی حرمت سے جس نے کبھی تیس برس
ہوئے کھانا نہیں کھایا ہے مجھے راستہ دے اس زنِ صالحہ کو یہ
سنکر اور بھی تعجب ہوا کہ انہوں نے تو ابھی میرے روبرو میرا لایا
ہوا کھانا کھایا ہے اب یہ کیا فرما رہے ہیں القصہ وہ عورت اسی
کشمکش و پیچ میں بروئے آب پہنچی اور وہ کلمات کہے جو انہوں نے
فرمائے تھے پانی سنتے ہی دو ٹکڑے ہو گیا اور درمیان آب موافق
بار اول راہِ خشک نمودار ہوئی اس نے بسلامت عبور دریا کیا اور
اپنے مکان میں پہنچی اپنے خاوند کے قدموں میں گر پڑی کہ مجھے اس

راز سے مطلع فرمایئے کہ آپ نے ہمیشہ مجھ سے صحبت کی ہے اور کئی
لڑکے آپ کے نطفہ سے موجود ہیں اور درویش نے میرے روبرو
کھانا کھایا ہے اور تعجب ہے آپ نے اور اس نے انکار کیا اور
اس کی وجہ سے پانی نے راہ دی۔ اس کے خاوند نے کہا کہ آگاہ
ہو میں نے تجھ سے بہوائے نفس خود صحبت نہیں کی کہ جب
تجھ سے صحبت کی تیرے حق کے ادا کرنے کی نیت سے کی
اور اس مردِ صالح نے بھی تیس برس سے بہوائے نفسِ خود کبھی کھانا
نہیں کھایا جب کھانا کھایا بہ نیت لقائے زندگی و قوت عبادت
کھایا یہی وجہ تھی کہ پانی نے اس حرمت کو نگاہ رکھا اور تجھے راہ دی
پس خبردار ہو جاؤ کہ مردانِ خدا جو کچھ کرتے ہیں نیت اُن کی ہمیشہ
بجاآوری فرمانِ حق ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت حضرت
قدوۃ الاولیا شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی
بیان فرمائی کہ ان کے دو لڑکے تھے دونوں ایک ہی ساتھ یعنی توام
پیدا ہوئے تھے منجملہ ان کے ایک کی بحالت طفلی وفات ہو گئی
تھی اور دوسرا جو جوان ہوا تھا اس کا حال حضرت کے حال سے
بالکل برعکس تھا۔ یہ فرماکر حضرت ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ فرزند
حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ
علیہ کے شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ
علیہ سے تھے۔ القصہ جب آپ کے چھوٹے لڑکے کی وفات ہوئی

حضرت اس کو دفن کرکے واپس آئے مکان میں گئے۔ آپ کی بیوی نے رونا شروع کیا مکان سے باہر آکر مجلس خانہ میں تشریف فرما ہوئے گھر کے اندر سے آواز جزع و فزع آتی تھی یہ نالہ اُن کا شیخ کے سمع شریف میں پہنچا ہاتھ ملنے لگے۔ شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اُنہوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ یہ اظہار تاسف کیا کر رہے ہیں فرمانے لگے کہ مجھے اس وقت یہ خیال آیا کہ میں نے حق تعالیٰ سے اپنے لڑکے کی درازیٔ عمر کے لئے دعا نہ مانگی اگر میں طلب کرتا ہر آئینہ دعا میری قبول ہوتی۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت کا استغراق دیکھنا چاہیئے کہ کیسا واقعہ ہائلہ ہوا اور آپ کو خبر نہ ہوئی اور آپ کیسے یاد دوست میں مستغرق تھے کہ واقعہ وفات فرزند کو نہ معلوم کر سکے اس کے بعد گفتگو دربارۂ دعا ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وقت دعا بندہ کو لازم ہے کہ وہ اپنی کسی معصیت کا خیال نہ کرے اور نہ کسی طاعت کو درمیان میں لائے کہ اس سے عجب پیدا ہوگا اور دعا قبول نہ ہوگی اور معصیت کا خیال کرنے سے ایقان قبول دعا میں سستی پیدا ہوگی۔ بہرحال وقت طلب دعا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر نظر رکھنی اور اُمیدوار رحمت حق رہنا اور اس امر کا پختہ یقین رکھنا چاہیئے کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ اس وقت

یہ بھی فرمایا کہ وقت دعا مانگنے کے دونوں ہاتھ کشادہ سینے کے
برابر ہونے چاہئیں اور فرمایا کہ ایک روایت میں اس طرح بھی
ہے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اوپر نیچے ملے ہوئے ہونے چاہئیں۔
کہ کوئی چیز اس میں ڈالی جائے گی اس وقت یہ بھی فرمایا کہ دعا برائے
تسکین قلب ہے اللہ تعالیٰ عزوجل جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔
اس کے بعد گفتگو مریدوں کے عقیدے کے بارے میں ہوئی آپ
نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ اسی شہر میں میرا ایک ہمسایہ محمد نام تھا
اسے ہر سال نہارو نکلا کرتے تھے اس سے بیچارہ کو بہت تکلیف
ہوتی تھی ایک مرتبہ جب میں نے ارادہ روانگی برائے سعادت
قدمبوسی حضرت شیخ الاسلامؒ کیا یہ محمد میرے پاس آئے اور شکایت
نہارو کی کرنے لگے اور کہا کہ جب آپ دولت قدمبوسی سے مشرف
ہوں میری بیماری کا بھی تذکرہ فرمائیں اور کوئی تعویز لاکر مجھے مرحمت
کریں کہ اس عذاب جانکاہ سے نجات حاصل ہو القصہ جب میں
حضرت شیخ الاسلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مجھے شیخ
محمد بھی یاد آئے ان کا حال بیان کر کے گذارش کی کہ انہوں نے
ایک تعویز کے لئے کہا تھا حضور مرحمت فرمائیں آپ نے ارشاد
فرمایا کہ تم ہی لکھ لو میں نے تعویز لکھا اور آپ کے ملاحظہ میں گذارا
آپ نے مجھے واپس دیدیا اور فرمایا کہ اپنے پاس رکھو جب دہلی
پہنچو ان کو دیدینا جب میں واپس دہلی آیا میں نے وہ تعویز شیخ محمد

کو دیدیا۔ ان کو اس تاریخ سے پھر کبھی بخار نہ نکلا حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے اس میں کیا لکھا تھا خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس میں اللّٰہ شافی۔ اللّٰہ کافی۔ اللّٰہ معافی اور ایک دو کلمے اور لکھے تھے جو اس وقت یاد نہیں آتے۔ اس کے بعد یہ حکایت مریدوں کے حسن اعتقاد میں بیان فرمائی کہ میں ایک روز مجلس مبارک حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ میں حاضر تھا۔ کہ ایک بال آپ کی داڑھی سے جدا ہوکر آپ کی گود میں گرا۔ میں نے عرض کی کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے آپ نے اجازت بخشی میں نے عرض کیا کہ ایک بال آپ کی داڑھی سے جدا ہوکر گرا ہے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اُسے اُٹھالوں اور اپنے پاس بطور تعویز کے رکھوں آپ نے از راہِ کرم بخشش فرمائی میں نے اس بال کو بتعظیم تمام اُٹھا اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بطور تعویز کے رکھا عجیب بزرگی اور کرامات اس سے ظاہر ہوئیں اور ہمیشہ دیکھنے میں آئیں کہ اس سے ہر ایک درد مند کی بیماری اور درد دل کی دوا ہوتی تھی بیمار آکر تعویز مجھ سے لیجاتے تھے اور چند روز رکھ کر بعد شفا دیجاتے تھے۔ میرے ایک دوست شیخ تاج الدین ملتانی نام کے تھے۔ ایک مرتبہ ان کا لڑکا بیمار ہوا وہ تعویز مانگنے میرے پاس آئے میں اس تعویز کو باحترام تمام ایک طاق میں رکھا کرتا تھا اُٹھکر ان کو دینا چاہا۔ تعویز طاق میں نہ ملا میں نے اس خیال سے کہ شاید

ہو مگر کسی دوسرے طاق میں رکھدیا ہو گا اور طاقوں میں بھی دیکھا مگر نہ پایا اور وہ دوست نامراد واپس چلے گئے اور لڑکا ان کا فوت ہو گیا بعد کئی روز کے پھر کوئی شخص مانگنے آیا میں نے اس کو دینے کے لئے پھر اٹھا اور دیکھا جس طاق میں رکھا تھا۔ مجھے مل گیا اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ شیخ تاج الدین کے لڑکے کی موت آگئی تھی اس وجہ سے یہ موئے مبارک نہ ملا تھا واللہ اعلم بالصواب۔

انیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۱۶ ماہ ذیقعد ۱۰۸۱ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو نظم و نثر کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کلام نظم سخن خوب جو سنا جاتا ہے اُس کے سننے سے ایک ذوق حاصل ہوتا ہے اور جو سخن خوش کہ بعبارت نثر سنا جاوے اور اچھا معلوم ہو اگر وہی سخن نظم میں سنا جاوے زیادہ دلپذیر ہو گا اور لحن خوب سے سننے میں زیادہ اثر ہوتا ہے اگر وہی لحن بد سے سنا جائے بہت کم اثر پیدا کرے گا نیز ذوق بھی کم ہو گا۔ اسوقت راقم الحروف نے عرض کیا کہ بندہ کو جس قدر رقت سماع میں ہوتی ہے کبھی بوقت غیر نہیں ہوتی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سماع

اصحاب طریقت کی جان ہے سماع سے ایک آگ ان کے دلوں میں محبت کی بھڑک اٹھتی ہے اور ذوق حاصل ہوتا ہے اگر یہ ذوق نہ ہوتا زندگی لاحاصل تھی یہ فوائد بیان فرماتے ہوئے آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ایک نفس سرد سینہ سے کھینچکر ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے خواب میں کچھ دکھلائی دیا میں نے یہ مصرعہ پڑھا ؎ ایدوست بدست انتظارم کشتی ؎ اور دوبارہ پھر اس کا اس طرح اعادہ کیا ؎ اے دوست بزخم انتظارم کشتی ؎ جس وقت میری آنکھ کھلی مجھے یہ مصرعہ یاد تھا۔ دراصل یہ مصرعہ اسی طرح ہے ؎ اے دوست بہ تیغ انتظارم کشتی۔

بیسویں مجلس

تاریخ ۱۳ ماہ ذی الحجہ روز سہ شنبہ سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو صدق ارادت کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سپاہی محمد شاہ نامی حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی قدس سرہ العزیز کا مرید تھا وہ جب کسی کام کا یا کسی جگہ جانے کا عزم کرتا اسی اندیشہ میں خدمت شیخ کو خواب میں دیکھتا اور جس ہیئت میں آپ کی زیارت کرتا اس خواب کی تعبیر کو اسی پر قیاس کرتا ایک مرتبہ اس کا ہندوستان آنے کا قصد ہوا ایک شب خواب میں دیکھا

کہ شیخ الاسلام بجانب پاک پٹن رواں ہیں جب بیدار ہوا۔ یہ عزم کیا کہ مجھے پاک پٹن جانا چاہیئے اگرچہ اس نے اس خواب میں حضرت سے کلام نہیں کیا اور نہ آپ نے اُسے کچھ فرمایا صرف اسی قدر اشارہ دیکھا تھا اس کو دیکھ کر محمد شاہ نے نیت ہندوستان جانے کی فسخ کی اور بجانب پاک پٹن روانہ ہوا الغرض اس سفر میں ان کو بہت آرام ملا راہ نہایت آسانی سے طے ہوئی خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ اس محمد شاہ کو غوری بھی کہا کرتے تھے مرد بزرگ تھے۔ آخر عمر میں سفر حج کعبہ کیا اس سفر کے بعد پھر اُن کا کچھ پتہ نہ ملا کہ کہاں گئے اور کیا ہوئے۔

اکیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ محرم الحرام ۷۱۱ ہجری

دولت دست بوسی حاصل ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ تھے ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت لایا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آپ نے اس کو موافق رسم خرقہ عطا فرمایا وہ شخص خرقہ پہن کر چلا گیا بعد چند روز کے کسی نے آپ کی مجلس میں اس امر کا ذکر کیا کہ وہ نیک طریقے سے برگشتہ ہوگیا ہے بد صحبت اختیار کی ہے اور کار ہائے ناکردنی کرتا ہے۔ امور

فساد میں مشغول ہے آپ یہ سنکر اس کے مکان پر تشریف لیگئے اور
اس مرید سے ارشاد فرمایا کہ چلکر میرے مکان میں رہ اور
جو تجھے کرنا ہو وہاں کر میں تیری پردہ پوشی کروں گا کس لئے کہ
درویشی جامع حسنات اور کل پردہ پوشی سے مملو ہے مرید نے
جب آپ کا یہ فرمان سنا آپ کے قدموں میں گر پڑا تجدید بعیت
کی اور ایسا تائب ہوا کہ پھر کبھی گناہ کے پاس نہ پھٹکا۔ الحمد
للہ علیٰ ذالک۔ اس حکایت کے تمام ہونے پر بندہ نے عرض کیا
کہ یہ قاعدہ مقررہ ہے کہ پیر مرید کے حال پر نظر کرتا ہے کیوں کہ
اگر مرید کے حال پر نظر نہ کرے کیونکہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اُن
کے عمل درست ہیں لیکن پیر کو اُن کے اعتقاد کا بھی حال معلوم کرنا
چاہیئے کہ آیا اعتقاد درست ہے اور اس میں کسی قسم کا فرق
تو نہیں آیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ایسا ہی کرنا
چاہیئے کیوں کہ اصل اس کام میں اعتقاد کا درست ہونا ہے جیسا
کہ عالم ظاہر میں اصل ایمان یہ ہے کہ مرد وحدانیت اللہ تعالیٰ
اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقر ہو کہ بغیر اس کی رتی
ایمان کی نہیں ہو سکتی مرید کو بھی لازم ہے کہ پیر کی سبت اعتقاد
درست رکھے۔ مومن کہ ایمان اس کا درست ہو گناہ کرنے سے
کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح مرید کا اعتقاد اس کا بحق پیر درست
ہو اور کوئی لغزش اس سے صادر ہو جائے حکم اس کے ارتداد

کا نہیں دیا جائے گا اور امید ہے کہ اعتقاد راسخ کی برکت سے وہ پھر درست ہو جاوے گا۔ اس کے بعد گفتگو تلاوت قرآن کے بارے میں ہوئی اور حفظ قرآن کا ذکر ہوا بندہ نے عرض کیا کہ اگر حفظ نہ ہو ناظرہ پڑھنا بہتر ہے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا بہت بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام جس شخص کو قرآن شریف حفظ کرنے کیلئے فرماتے اول سورۂ یوسف یاد کرنے کی ہدایت فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ جس نے ابتداً سورۂ یوسف کو حفظ کیا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمام قرآن شریف یاد کرا دیتا ہے اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ جس شخص نے قرآن شریف حفظ کرنے کی نیت کی اور یاد کرنے سے پیشتر مر گیا قبر میں رکھنے جانے کے بعد ایک فرشتہ آوے گا جس کے ہاتھ میں ایک ترنج بہشتی ہوگا یہ اس شخص کے ہاتھ میں دیکر کھانے کے واسطے کہے گا اس ترنج کے حلق سے نیچے اترتے ہی قرآن شریف اس کو یاد ہو جائے گا اور وہ قیامت کے روز حافظ اٹھے گا۔ اس کے بعد گفتگو ان عالموں کے بارے میں ہوئی جو درویش صفت ہوتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسے تین عالم دیکھے ہیں ایک مولانا شہاب الدین میرٹھی۔ دوم مولانا حافظ احمد۔ سوم مولانا کتھیلی اور اسی وقت یہ حکایت مولانا

احمد کی بیان فرمائی کہ وہ بڑے باخدا عالم اور حافظِ کلام ربانی
تھے ایک مرتبہ میں بعد وصال حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ
عازم اجودھن تھا۔ سرسہ میں مولانا احمد حافظ سے ملاقی ہوا۔ مجھ
سے فرمانے لگے کہ جب تم روضۂ مبارک پر پہنچو میری جانب
سے دست بستہ بعد سلام عرض کرنا کہ میں طالب دنیا نہیں
ہوں۔ اس کے طالب بہت ہیں اور عقبیٰ بھی مجھے نہیں چاہیئے
میں صرف اسی قدر چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بخیر کرے اور
نیک لوگوں کے زمرہ میں بروز حشر اُٹھائے۔ اس کے بعد حکایت
بزرگی مولانا کیتھلی کی بیان فرمائی کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے
کسی کے مرید نہ تھے مگر اکثر اولیاء اللہ کی صحبت میں رہتے تھے
میں نے ان کو پہلے مرتبہ وعظ فرماتے ہوئے دیکھا تھا اُن کی
تقریر سے ہیبت اور بزرگی پیدا تھی اور صاف معلوم ہوتا تھا
کہ یہ واصلان الٰہی سے ہیں مجھے ایک عرصہ سے ایک مشکل مسئلہ
دریافت طلب تھا۔ میں نے انؒ سے اس کا حل چاہا آپ نے
بوضاحت تمام بیان فرمایا کہ وہ اس طرح اور اس طرح ہے۔
خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر
لائے اور فرمانے لگے کہ اگر میں یہ مسئلہ سو عالموں سے دریافت
کرتا حل نہ ہوتا۔ اس کے بعد ان کے اخلاق کی یہ حکایت بیان
فرمائی کہ ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لائے میرا خدمتگار

مبشر ان دنوں لڑکا تھا اس سے کسی قسم کی بے ادبی سرزد ہوئی۔
میں نے ایک تھپی ماری ۔ مولانا کیتھلی یہ حال دیکھ کر رونے لگے
گویا تھپی ان کو لگی تھی اور روتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ یہ میری
شامت تھی اور اثر میری بدبختی کا تھا کہ اس کو یہ آزار پہنچا ان
کے رونے سے میرا بھی دل بھر آیا اور شکستگی کمال دل کو ہوئی
اس کے بعد آپ نے ایک اور حکایت ان کی بزرگی میں بیان فرمائی
کہ خود آپ ہی مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ جس سال سلطان
قطب الدین حسن کا انتقال ہوا دہلی میں قحط پڑا ہوا تھا ایک روز
میں بحالت گرسنگی بازار کر پاس میں گیا اور کھانا خریدا لیکن
اس وقت دل میں یہ آیا کہ اس کو تنہا نہ کھاؤں اور بھی کسی غریب
کو ہم نوالہ کروں۔ اتنے میں ایک درویش دلق پوش میرے
سامنے سے گذرا میں نے بڑھکر اس سے کہا کہ اے بھائی میں
غریب ہوں اور تم مجھے غریب معلوم ہوتے ہو میں نے تھوڑا
سا کھانا خریدا ہے مہربانی فرماکر میرے ساتھ کھانے میں شریک
ہو جاؤ اس نے قبول کیا ہم اور وہ دونوں نان بائی کے کوٹھے
پر چڑھے اور کھانا شروع کیا۔ اس اثنا میں میں نے اس
شخص سے کہا کہ مجھ پر بیس ٹنکہ (ایک قسم کا سکہ) قرض ہو گیا ہے
مجھے اس کی ادائیگی کی فکر ہے اس درویش نے یہ سنکر کہا
کہ تم بفراغ دلی کھانا کھائے جاؤ میں بیس ٹنکہ تمہیں دوں گا

مجھے خیال ہوا کہ یہ شخص مجھ سے بھی زیادہ نادار معلوم ہوتا ہے
اس کے پاس بیس ٹنکہ کہاں ہوں گے جو مجھے دیگا۔ الغرض جب
میں اور وہ دونوں کھانا کھانے سے فارغ ہوئے وہ مجھے اپنے
ساتھ عیدگاہ تک لے گیا عیدگاہ کے پیچھے ایک قبر تھی اس کے
سرہانے کھڑا ہوکر کچھ پڑھا اور ایک چھوٹی تھی سے جو ہاتھ میں
تھی باہستہ ایک دو بار اس پر ضرب ماریں اور باآواز کہا کہ اس
درویش کو بیس ٹنکہ کی ضرورت ہے جلد دو یہ کہکر میری جانب
مخاطب ہوا اور کہا آپ جائیے بیس ٹنکہ آپ کو پہنچ جائیں
گے۔ مولانا کیتھلی کہتے تھے کہ میں بعد ان کی دست بوسی کے
واپس چلا آیا اور اس حیرت میں تھا کہ کون بلا وجہ مجھے
بیس ٹنکہ دیگا۔ میں یہ سوچتا آرہا تھا کہ مجھے ایک خط کی
بابت جو ایک شخص نے کسی مقام پر پہنچانے کے واسطے دیا
تھا یاد آیا کہ وہ جگہ اس مقام سے نزدیک ہے خط پہنچا تا
جاؤں جب میں دروازہ کمال کے متصل پہنچا ایک ترک کو بالا
خانے میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ اس نے مجھے آواز دی اور
اپنے غلاموں کو میری طلب میں دوڑایا میں اس کے بلانے
سے بالاخانہ میں داخل ہوا اس نے میری بہت خاطر کی اور
نہایت تعظیم سے پیش آیا میں نے ہر چند کوشش کی کہ
اس کو شناخت کروں مگر نہ پہچان سکا اور وہ ترک بدستور

کہتا تھا کہ تم فلاں عالم ہو اور میں تم کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور تم نے فلاں موقع پر میرے ساتھ بھلائی کی تھی میں ہمیشہ اس کے سوال کے جواب میں کہتا تھا کہ میں تم سے واقف نہیں۔ تم کو نہیں پہچانتا مگر وہ میرے کہنے کو نہ مانتا تھا اور ہر بار یہی کہتا تھا کہ میں نے تم کو پہچان لیا ہے اب خود کو چھپانے سے کیا حاصل ہوگا الغرض اس نے ایسی ہی بہت سی ردوکد کی آخر الامر بیس ٹنکہ طلب کر کے ہزاروں معذرت کے بعد مجھے دیئے یہ فرما کر حضرت ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ کھانا جو اس نے تنہا نہ کھایا یہ ان کی عادت مستحسنہ تھی کہ کبھی تنہا نہ کھاتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہنگام مسافرت میں نے حوالہ سرسہ میں سنا کہ کل راہ میں ڈاکہ پڑا اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں اور کوئی دانشمند جس کو کیتھلی کہتے تھے اس قافلہ میں تھا کہ وہ بھی شہید ہوا مجھے ان کا خیال ہوا کہ وہ کہیں مولانا کیتھلی نہ ہوں دوسرے روز میں ان شہیدوں کی فاتحہ خوانی کے لئے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا خیال درست تھا یہ مقتول مولانا کیتھلی ہی تھے ان ڈاکوؤں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

بائیسویں مجلس

روز چہارشنبہ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۱ھ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس سے پیشتر کبھی اس قدر دراز
مدت تک میں حضوری مجلس شریف سے قاصر و غائب نہ
رہا تھا جب مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی دو تین اور یاران
معتبر خدمت شریف میں حاضر تھے آپ نے مجھ سے مخاطب
ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت ذکر علماء و فضلاء کر رہا تھا
خوب ہوا جو تم آئے میں نے دوبارہ قدمبوسی کی اس وقت
آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ شمس الملک رحمتہ
اللہ علیہ کی رسم تھی کہ جب کوئی شاگرد سبق ناغہ کرتا یا جب
کوئی دوست مدت کے بعد آتا آپ اس سے ارشاد فرماتے
کہ میں نے ایسا کیا کیا تھا کہ تم نہ آئے اس کے بعد آپ نے
متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ خواجہ شمس الملک جب کسی سے
مطائبہ فرماتے یہ الفاظ ارشاد کرتے کہ میں نے کیا کیا تھا جو
تم نہ آئے کہو تو اب پھر وہی کروں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر
میرا سبق ناغہ ہو جاتا اور میں دوسرے دن جاتا مجھے بھی یہ خیال
ہوتا کہ آپ حسب اجرائے عادت مجھ سے بھی یہی فرمائیں گے
مگر آپ مجھے دیکھتے ہی یہ بیت ارشاد فرماتے سے آخر کم از ال
کہ گاہ گاہے بہ آئی و بما کنی نگاہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر اس
بیت کو بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے کہ اس سے ایک
خاص اثر حاضرین کو پیدا ہوا یہ وقت باراحت تھا اس وقت

سامعین میں سے کسی نے دریافت کیا ایسا سنا گیا ہے کہ آپ
جب برائے تعلیم خدمت خواجہ شمس الملک میں حاضر ہوتے وہ
آپ کی تعظیم فرماتے تھے اور چھپر میں کہ خاص ان کے بیٹھنے کی
جگہ تھی آپ کو بٹھاتے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا
کہ ہاں ان کے چھپر میں سوائے قاضی فخرالدین یا مولانا برہان
الدین کے اور کوئی نہ بیٹھنے پاتا تھا یا آپ مجھے بٹھاتے تھے
ہر چند میں عذر کرتا تھا مگر آپ پذیرانہ فرماتے اور مجھے اپنی
جگہ ضرور ہی بٹھاتے حاضرین میں سے ایک شخص نے اس
وقت پھر سوال کیا کہ خواجہ شمس الملک رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی خدمت
سلطانی بھی قبول کرلی تھی آپ نے جواباً فرمایا کہ ہاں کہ وہ مستوفی
ہند ہوگئے تھے اور خواجہ تاج الدین زیرہ نے ایک قصیدہ آپ
کی تعریف میں کہا تھا جس کا مطلع یہ ہے بیت۔ اے شمس دین بکام
دل دوستاں شدی ❖ مستوفی ممالک ہندوستاں شدی ❖
اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ خواجہ شمس الملک کے تبحر کا
حال زبان زد خاص و عام ہے مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کس کے
مرید تھے اور خاص کر کس سے عقیدت رکھتے تھے۔ خواجہ
ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہ
کس کے مرید تھے لیکن عقیدہ ان کا بہت اچھا تھا۔ اور
میری تعظیم کرنا اور مجھ سے بہ محبت پیش آنا ان کے خوبیٔ عقیدہ

کی ایک روشن دلیل ہے۔

تیئیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۱ھ

کو دولت پابوسی حاصل ہوئی اس روز بندہ مع کئی احباب کے ایک ہی مرتبہ اس سعادت سے مشرف ہوا آپ نے ازراہ کرم ارشاد فرمایا کہ کیا تم سب مل کر آئے ہو عرض کیا گیا کہ نہیں ہم سب اپنے گھروں سے الگ الگ آئے ہیں اور اس جگہ جمع ہوئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا۔ اکیلے آنا بہت خوب ہے کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جدا جدا آنا چاہیئے کہ نظر بد نہ ہو اس کے بعد گفتگو العین حق۔ والسحر حق کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ حق نہیں ہے جو غیر باطل ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اثر اُن کا ضرور ہوتا ہے فرقہ معتزلہ اس امر کا منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اثر سحر و نظر بد فی الفور نہیں ہوتا پس یہ خیال باطل ہے اور ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے۔ اس کے بعد گفتگو معجزہ اور کرامت کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے چار درجہ ہیں کہ ان کو معجزہ۔ کرامت۔ معونت اور استدراج کہتے ہیں۔ معجزہ انبیا علیہ السلام کے حصہ میں تھا۔

کیوں کہ علم اور عمل ان کا تھا اور وہ معجزات کے دکھلانے کے لیئے
ماموں تھے جو کچھ وہ ظاہر فرماتے تھے معجزہ ہوتا تھا اور کرامت
اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے کہ علم ان کا بھی کامل ہے فرق صرف
اسیقدر ہے کہ یہ مغلوب الحال ہیں جو ان سے خرق عادت ظاہر ہوتی
ہے اس کو کرامت کہتے ہیں اور معونت مجانین یعنی دیوانوں سے
سرزد ہوتی ہے کہ نہ ان کو علم ہوتا ہے اور نہ عمل کبھی کبھی کوئی چیز
ان سے بطور خرق عادت ظاہر ہوتی ہے سو اس کو معونت کہتے ہیں
لیکن استدراج یہ ہے کہ وہ اس طائفہ سے صادر ہوتا ہے جن
کو ایمان نہیں ہوتا مثلاً اہل سحر وغیرہ وغیرہ جو کچھ خلاف عادت
ان سے سرزد ہو وہ استدراج ہے۔ اس کے بعد گفتگو دربارہ
اطوار ہوئی کہ طور تین قسم پر منقسم ہیں اول طور حس دوم طور عقل سوم
طور قدس۔ طور حس حواس خمسہ سے معلوم ہوتا ہے طور عقل دو
قسم پر ہے کسبی اور بدیہی اور طور قدس بھی دو علوم سے مبنی
ہے کسبی و بدیہی لیکن جو شخص کہ عالم قدس میں پہنچ جاتا ہے
وہ کسبیات عقلی کو بطور بدیہی کے دیکھ لیتا ہے۔ اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ بدیہیات علم قدس کا جاننا کام انبیائے
علیہ السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کا ہے اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ علامت اس شخص کی جس پر کھڑکی علم قدس کی کھول دیتے
ہیں یہ ہے کہ عالم عقل میں کامل ہو اگر کوئی چیز بدیہی یا کسبی اس پر

ظاہر ہو کر حل ہو جائے اُسے کچھ بھی فرحت حاصل نہ ہو متعجب رہے۔
اگر اس کو فرحت حاصل ہو جائے گی وہ اسی تماشے میں رہجائے گا اور علوم
عالم قدس اس کو حاصل نہ ہوں گے اسی وقت آپ نے ایک بزرگ کی
حکایت بیان فرمائی کہ وہ فرماتے تھے کہ جو مکاشفات غیبی مجھے معلوم
ہوئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو قلم بند کر سکتا ہوں لیکن وہ بھی
بہت سے لکھنے کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں اکہ اگرچہ بہت لکھا
گیا مگر جو مقصود تھا وہ حوالہ قلم نہ ہوا اس کے بعد ارشاد فرمایا معتزلہ
کا یہ قول کہ اہل کفر و اہل کبائر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے غلط ہے اصل
یہ ہے کہ کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے
کہ جس کی وہ پرستش کرتے ہیں وہ ان کے معبود ہیں اور یہ عقیدہ
کفران کا دائم ہے اس لئے عذاب بھی ان پر ہمیشہ رہے گا لیکن اہل
کبائر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے اور نہ عذاب دوام ان کو ہوگا کیونکہ
جب وہ گناہ سے فارغ ہوتے ہیں جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم سے
صادر ہوا خطا تھی پس جبکہ اعتقاد دوام اجرائے کبائر پر راسخ
نہیں ہے عذاب بھی ان کو دوام نہ ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا
کہ عاصی بحالت عصیاں میں تین صفت کا مطیع ہوتا ہے اول وہ
خوب جانتا ہے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں حق نہیں ہے دوسرے یہ جانتا ہے کہ خدائے
تعالیٰ دانا اور بینا ہے تیسرے امید بخشش بھی اسکو ہوتی ہے اور یہ تینوں عقاید مطیع
لوگوں کی ہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مذہب اشعریہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

وہ کافر جس کا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوگا وہ اس وقت بھی مسلمان ہے اور وہ مومن جس کا عیاذاً باللہ خاتمہ کفر پہ ہوگا وہ اس وقت بھی کافر ہے اسی وقت یہ حکایت بیان کی کہ خواجہ حمید الدین سوالی رحمتہ اللہ علیہ ناگور کے ایک ہندو کی نسبت ہمیشہ فرماتے تھے کہ یہ خدا کا ولی ہے اسی وقت حکایت حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ بروز قیامت کافر دوزخ میں داخل ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا نہیں جب روز حشر کا معائنہ کریں گے اور اس وعید کو دیکھیں گے جس کے دیکھنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایمان لے آویں گے مگر اس ایمان لانے سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ ایمان بہ غیب نہ ہوگا ایمان یہ ہے کہ نادیدہ ایمان لائیں۔ تمام کفار داخل دوزخ ہوں گے مگر مومن ہوکر جائیں گے اسی وقت آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لیعبدون کے معنی لیوحدون فرماتے ہیں یعنی کل جن انس موحد ہو جائیں گے۔ جو یہاں موحد ہے اس کا ایمان بغیب ہے اور کل بروز حشر سب عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے وہ بھی موحد ہوں گے مگر اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا پس اس تطبیق سے قول لیوحدون درست ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب شخص کو تم دیکھو اپنے سے بہتر تصور کرو خواہ دیکھنے والا مطیع ہو اور جسے یہ دیکھے وہ عاصی ہو کہ شاید

طاعت اس شخص کی آخری طاعت ہو اور معصیت اس کی آخرین
معصیت اس کی بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ
علیہ فرماتے تھے کہ میں نے جس شخص کو دیکھا اپنے سے بہتر تصور کیا۔
مگر ایک روز ایک شخص کو اپنے سے کم خیال کیا تھا اس کی سزا مجھے
دی گئی اور اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز میرا گذر دریا کے کنارے
پر ہوا ایک حبشی کو دیکھا کہ ایک صراحی مع جام اپنے پاس رکھے
ہوئے ایک عورت کو اپنے برابر بٹھلائے بیٹھا ہے اور اس سے
مکالمہ کر رہا ہے اور صراحی سے کوئی شے نکال کر پیتا ہے یہ دیکھ
کر مجھے خیال ہوا کہ میں اس سے بہتر ہوں میں یہ خیال کر رہا
تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کشتی جو اس طرف آ رہی تھی اور
اس میں سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے عبور میں آکر غرق ہونے
لگی اور وہ آدمی بھی جو اس میں بیٹھے ہوئے تھے قریب تھا کہ
ڈوب جائیں حبشی اس حال کو دیکھ کر فوراً دریا میں کودا اور چھ دفعہ
کود کر چھ آدمیوں کو نکال لایا اور اس ساتویں کی بابت مجھ سے کہنے
لگا کہ اے حسن اس کو تم نکالو۔ خواجہ حسن فرماتے ہیں کہ میں یہ حال
دیکھ کر اور یہ بات سنکر متحیر ہو گیا کہ وہ ساتویں شخص کو بھی نکال
لایا اور کہنے لگا کہ اے حسن اس ٹھلیا میں شربت ہے اور یہ عورت
میری والدہ ہے میں تیرا امتحان لینے کے واسطے یہاں بیٹھا تھا
خیر معلوم ہوا کہ تم مرد ظاہر بین ہو۔ اس کے بعد گفتگو تلاوت قرآن

کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف با ترویدیا ترتیل پڑھنا چاہیئے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ترویدکس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا ترویدیہ ہے کہ کسی آیت کے پڑھنے میں تلاوت کرنے والے کو اگر ذوق حاصل ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اس آیت کو مکرر پڑھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پڑھنے میں حظ حاصل ہوا تھا آپ نے تیس مرتبہ اس کی تکرار فرمائی تھی۔
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مراتب قرآن خوانی آٹھ ہیں منجملہ ان کے پانچ بیان فرمائے اوّل یہ کہ وقت تلاوت قرآن دل متعلق بخدا ہو اور اگر یہ میسر نہ ہو سکے تو چاہیئے کہ جو کچھ پڑھتا ہے۔ اس کے معنی دل میں سمجھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے وقت قرآن شریف پڑھنے کے جلال وعظمت حق تعالیٰ کی اپنے دل میں قائم کرے حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ تو وہی تعلق بحق ہے کہ آپ مرتبہ اولیٰ میں فرما چکے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ غیر وہ متعلق بذات حق ہے۔ اور یہ متعلق بصفات حق تعالیٰ جل شانہٗ اس کے بعد چوتھا مرتبہ بیان فرمایا کہ وقت تلاوت حیا اس پڑھنے والے پر غالب ہونی چاہیئے۔ کہ میں کس کا کلام پڑھتا ہوں یہ دولت میرے لائق نہ تھی مگر یہ اس کا فضل اور عین کرم ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یہ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ میں پڑھ رہا ہوں یہ مجازی قرآن شریف کا پڑھنا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ جل

شانہٗ سبحے اس کا اجر عطا فرمائے گا اسی وقت بندہ نے عرض کی کہ جب میں قرآن شریف پڑھتا ہوں جس قدر کہ معلومات قرآنی مجھے ہیں اس آیت کے متعلق اپنے دل میں خیال کرتا جاتا ہوں کہ اگر اثنائے تلاوت میں کوئی اندیشہ مجھے ہوتا ہے اُسے فوراً دفعہ کرتا ہوں کہ یہ محل اس کا نہیں یہ خیال فاسد وبیہودہ ہے اور اپنے دل کو تواضع کے ساتھ مشغول کرتا ہوں۔ اسی وقت با فضال الٰہی ایسی آیت آتی ہے جو مانع اس سودا اور خیال کے ہوتی ہے اور اس کے پڑھنے سے وہ سودا اور خیال جاتا رہتا ہے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ امر بہت نیک ہے اس کو اچھی طرح نگاہ کرنا چاہیئے۔

چوبیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۲ ماہ ربیع الآخر ۷۱۷ھ

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو دربارۂ ترک دنیا ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ دراصل عقلمند وہ شخص ہے جو دنیا سے پرہیز کرے اور اس کی یہ تمثیل بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے فوت ہونے کے بعد تہائی مال مکسویہ اس کا کسی اعقل الناس شخص کو دیا جائے اس کا حکم یہ ہوگا کہ مال ایسے شخص کو دیں جو تارک دنیا ہو۔ حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ جب وہ شخص تارک دنیا ہوگا۔ مال کیوں قبول کریگا آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ بحث

مصرف کی ہے وہی حکم دیا جائے گا جو موقع مصرف ہوگا اور اسی وقت یہ ارشاد فرمایا کہ دنیا کچھ روپیہ پیسہ اور اسباب وغیرہ ہی نہیں ہے اسی وقت ایک بزرگ کی حکایت بیان فرمائی کہ ان کا ارشاد ہے۔ کہ بَطْنُكَ دُنْيَاكَ یعنی تیرا پیٹ ہی دنیا ہے اگر کم کھائیگا تارک الدنیا ہوگا اگر زیادہ کھائے گا دنیا دار ہوگا اسی وقت اسی مضمون کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیطان کا مقولہ ہے کہ جو شخص پیٹ بھر کر نماز میں مشغول ہوتا ہے میں اس سے معانقہ کرتا ہوں پس جس وقت وہ شخص نماز ختم کر چکے اس کے حال سے قیاس کر لینا چاہیئے کہ اثر میرا اس پر کہاں تک ہے اور بھوکا جب سوتا ہے میں اس کے نزدیک سے بھاگ جاتا ہوں قیاس کر لینا چاہیئے کہ میں اس کی نماز کی حالت میں کس قدر اس سے نفرت کرتا ہوں۔ اس وقت گفتگو شیطان اور اس کے وساوس کے بارے میں ہوئی اور آدم علیہ السلام کی اولاد پر اس کے غلبہ کا تذکرہ ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ خناس نام ایک شیطان کا ہے وہ ہمیشہ آدمیوں کے دل میں رہتا ہے کہ ذکر حق سے ان کو باز رکھے جب فرزند آدم ذکر ایزدی میں مشغول ہوتا ہے وہ دفعہ ہو جاتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا علاؤالدین ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے نوادر الاصول میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت بریں سے اس خاکدان یعنی دنیا میں تشریف لائے ایک روز حوا بیٹھی تھیں۔ ابلیس

آیا اور خناس کو اپنے ساتھ لایا اور حوّا سے کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اس
کو اپنی خدمت میں رکھو یہ کہا اور خناس کو چھوڑ کر چلا گیا جب حضرت
آدم باہر سے تشریف لائے حوّا سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے انہوں
نے جواب دیا کہ یہ شیطان کا لڑکا ہے جس کو وہ آکر خود چھوڑ گیا ہے
اور کہہ گیا کہ اس کو اپنی خدمت میں رکھو آپ نے فرمایا کہ
شیطان ہمارا دشمن ہے تم کو لازم نہ تھا کہ اس کے لڑکے کو اپنے
پاس رکھتیں پس آدم علیہ السلام نے خناس کے چار ٹکڑے کئے
اور اس کو چار پہاڑوں کے چار گوشوں پر ڈالدیا جب حضرت
آدم علیہ السلام اس کام سے فارغ ہو کر چلے گئے شیطان نے
آکر حضرت حوّا سے پوچھا کہ میرا لڑکا کہاں گیا آپ نے اس لعین
کو جواب دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام آئے تھے مجھ سے سخت
ناراض ہوئے اور تیرے لڑکے کو ذبح کر اس کے چار پارچے
پہاڑوں کے گوشوں پر ڈال دیئے ہیں شیطان نے یہ سنتے
خناس کو آواز دی اور وہ ندا سنتے ہی بھاگا ہوا آیا اپنی قدیمی شکل
پر تھا اور ابلیس اس کو چھوڑ کر چلا گیا حضرت آدم علیہ السلام نے
واپس آکر پھر خناس کو موجود پایا حضرت حوّا سے دریافت
کیا آپ نے کل ماجرا بیان کیا حضرت آدم نے اس مرتبہ خناس
کو مار کر جلا ڈالا اور اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیا جس وقت
آدم علیہ السلام اس کام سے فارغ ہو کر چلے گئے ابلیس نے

آکر پھر حضرت حوا علیہا السلام سے دریافت حال کیا آپ نے از
راہ صدق صورت واقعہ اس ملعون سے بیان کی اس نے موافق
پہلی مرتبہ کے آواز یا خناس دی اور وہ منحوس پھر حاضر ہوا
اور ابلیس چلا گیا اس راندہ درگاہ الہٰی کے واپس جانے کے بعد
حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور خناس کو موجود پاکر
متحیر ہوئے اس مرتبہ خناس بکری کی صورت میں تھا آپ نے
اس کو ذبح کر ڈالا اور پکا کر کھا گئے اسی وقت ابلیس آیا اور آکر
آواز یا خناس دی۔اس نے آدم کے دل کے اندر سے آواز لبیک دی
شیطان نے یہ آواز سنکر کہا کہ اسی جگہ رہ مقصود میرا
حاصل ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

پچیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۱۵ ماہ جمادی الاول ۶۱۱ھ

کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو قرآن شریف میں فال
دیکھنے کے بارے میں ہو رہی تھی بندہ نے دریافت کیا کہ مصحف میں
فال دیکھنے کیلئے احادیث میں بھی کچھ وارد ہوا ہے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ ہاں اس بارے میں ایک حدیث آئی ہے اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ جب مصحف فال دیکھنے کے واسطے کھولیں داہنے ہاتھ سے
کھولیں بائیں ہاتھ سے مدد نہ لیں اس کے بعد یہ حکایت اسی امر کے

متعلق بیان فرمائی کہ میں نے شیخ بدرالدین غزنوی رحمت اللہ علیہ کی زبان سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں غزنی سے لاہور آیا اس وقت لاہور خوب آباد تھا میں چند روز لاہور میں آباد رہا اور پھر غزنی جانے کا ارادہ کیا کبھی کبھی دل میں یہ بھی آتا تھا کہ دہلی جاؤں اور وہاں کے ائمہ اور مشائخ سے ملاقات کروں دہلی میں میرا صرف ایک داماد رہتا تھا اور غزنی میں مکان ہی تھا جملہ اقربا مادر و پدر سب وہیں سکونت گزیں تھے میں نے اس دو دلی میں قرآن شریف بطور فال کھولا۔ غزنی جانے کی نیت تھی آیت غضب نکلی دوبارہ دہلی جانے کی نیت سے فال دیکھی آیت بہشت اور وہاں کی نہروں اور ان کے وصف کی نکلی اگرچہ میرا دل غزنی جانے کو چاہتا تھا لیکن بمطابقت دہلی گیا جب شہر میں گیا سنا گیا کہ میرا داماد مقید ہے میں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ وقت کے پاس جا کر اس کی رہائی کے واسطے عرض کروں جس وقت میں در سرائے سلطانی پر پہنچا اپنے داماد کو اندر سے نکلتے دیکھا اس کی بغل میں روپیوں کی تھیلی تھی وہ مجھے دیکھتے ہی لپٹ گیا اور خوشی خوشی جس مکان میں رہتا تھا مجھے لے گیا اور وہ تھیلی میرے سامنے رکھی اس میں روپے تھے ان ہی ایام میں غزنی سے خبر آئی کہ وہاں مغلوں کا لشکر پہنچا اور باعث تاراجی و بربادی شہر کا ہوا اس خونریزی میں میرے ماں باپ اور جملہ اقربا شہید ہوئے جب حضرت

خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ حکایت فرما چکے راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت مولانا بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ملک خراسان میں شرف بیعت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمت اللہ علیہ سے مشرف ہوئے تھے یا دہلی آکر ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا وہ دہلی میں حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کے مرید ہوئے تھے اس کے بعد گفتگو حالات حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے کمالات خارج از تحریر ہیں انہوں نے خلق سے قطع تعلق کیا تھا جنگل اور بیابان میں رہتے تھے چند مدت کے بعد اجودھن میں تشریف لائے اور گاؤں کے باہر درویشانہ مسکن گزین ہوئے اوران چیزوں سے جو اس دریا میں مثل پیاؤ وغیرہ پیدا ہوتے تھے کھا کر قناعت فرماتے تھے۔ لیکن اس حال میں بھی آپ کی خدمت میں آمدو رفت خلق بکثرت تھی کہ آپ اپنے مکان میں بہت کم تشریف لیجاتے تھے شاید رات کا نصف حصہ یا کم و بیش مکان میں بیٹھتے ورنہ ہمیشہ مجلس میں تشریف فرما رہتے تھے جو کچھ آپ کے پاس روپیہ پیسہ کھانا وغیرہ آتا تھا ہر آنے والے کو اس میں سے حصہ عنایت فرماتے تھے۔ ایسا کوئی شخص نہ ہوتا تھا جس کو آپ خالی جانے دیتے اور جب کوئی نیا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اسی وقت ایسا شخص آتا جو آپ کی خدمت میں ہمیشہ آتا رہتا تھا

آپ دونوں سے یکساں بہ لطف پیش آتے تھے اور دیکھنے والے یہ گمان کرتے تھے کہ آپ دونوں سے برابر واقف ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا بدرالدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں آپ کا خادم خاص اور محرم راز تھا آپ کو جو کچھ کہنا ہوتا تھا مجھ سے فرماتے تھے میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے مجھ سے خلوت و جلوت میں فرق سے گفتگو فرمائی ہو آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا اور یہ امر عجائبات روزگار سے ہے۔

چھبیسویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۱۲ ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۱۷ھ

کو دولتِ قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو سورۂ فاتحہ کے بارے میں ہو رہی تھی کہ یہ سورۃ روائے حاجات کے لئے خاصیت اکسیر رکھتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کو کوئی اہم کام یا سخت مشکل درپیش آئے اس کو لازم ہے سورہ فاتحہ اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے آخری میم کو الحمد کے الف لام اوّل سے ملا یوے اور جب الرحمٰن الرحیم پر پہنچے تین مرتبہ آہستہ آہستہ الرحمٰن الرحیم کہے اور سورۃ تمام کرنے پر تین مرتبہ آمین کہے حق تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا بعد ازاں ذکر سورۂ فاتحہ میں فرمایا کہ جو کچھ تمام قرآن شریف میں ہے

وہ کل اس سورۃ میں ہے البتہ دو امر نہیں ہیں کل قرآن شریف میں
دس امور کا تذکرہ ہے۔ ذات۔ صفات۔ افعال۔ ذکرِ معاد۔ تزکیہ
تحلیہ۔ ذکرِ اولیا۔ ذکرِ اعدا۔ مجاہدہ از کفار و احکامِ شرع۔ اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ ان دس چیزوں میں سے یہ آٹھ امور سورۂ فاتحہ
میں ہیں۔ الحمد للہ ذات رب العلمین افعال الرحمن الرحیم صفات
مالک یوم الدین ذکرِ معاد ایاک نعبد تزکیہ وایاک نستعین تحلیہ
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ذکرِ اولیاء
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ذکرِ اعدا صرف اس سورۂ فاتحہ
میں احکام شرع و مجاہدہ کفار کا ذکر نہیں باقی سب کچھ ہے۔

اس کے بعد گفتگو حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی
تصنیفات کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر
انہوں نے لکھا ہے تحقیق کر کے لکھا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا
کہ احیاء العلوم میں ہے الصوم نصف الصبر والصبر نصف
الایمان اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ الصوم نصف الصبر سے
یہ مراد ہے مگر پہلے صبر کی حقیقت معلوم کرنی چاہیے کہ صبر کیا ہے
صبر غلبہ باعثِ حق ہے مغلبہ باعثِ ہوا پر اس کے بعد ارشاد
فرمایا کہ اصل ہوا دو چیز سے پیدا ہوتی ہے خصم اور شہوت۔
روزہ شہوت کو کم کرتا ہے پس روزہ نصف صبر ہو گیا لیکن یہ جو
فرمایا کہ الصبر نصف الایمان پس صفت ایمان دو چیز ہیں۔ عقاید

واعمال اور صبر نصف ان کا ہے کہ امور ناکردنی اور خیالات ناآمدنی سے روکتا اور خاموش رکھتا ہے۔ اس کے بعد گفتگو کتاب عوارف مصنفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پانچ باب عوارف کے حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو بیان نکات عوارف کا حضرت شیخ الاسلام فرماتے تھے وہ دوسروں سے کم ہو سکے گا۔ آپ کے وقت بیان نکات عوارف میں بعض آدمیوں کو ایسا ذوق پیدا ہوتا تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ اسی وقت ہماری روح بدن سے جدا ہو جائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں تھی اسی وقت یہ خبر پہنچی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عنایت فرمایا ہے آپ نے اس کا نام شہاب الدین رکھا اس کے بعد گفتگو اس امر میں ہوئی کہ جب کوئی وعظ یا نصیحت یا کوئی اور بات صاحب نعمت کی زبان سے سننے میں آتی ہے اس کا اثر زیادہ ہوتا اور اس کے سننے سے ایک راحت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہی بات کسی اور شخص سے سنی جاسکے۔ اس سے کچھ ذوق حاصل نہیں ہوتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا سبب خاص ہے کہ بزرگ کی زبان سے وہ الفاظ ایسے مقام

سے نکلتا ہیں جو نور معرفت سے آراستہ ہے اور اسی وقت یہ
حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک مرد صاحب نعمت وصالح کسی مسجد
کا امام تھا بعد فراغت نماز چند باتیں وعظ و نصیحت واحوال مشائخ
کے بیان کرتا تھا۔ ان کے سننے سے سننے والوں کو ایک راحت
اور ذوق حاصل ہوتا تھا اسی جماعت میں ایک نابینا تھا اس کو
بھی ان کے بیان سے لذت حاصل ہوتی تھی ایک روز امام کسی
ضرورت سے جماعت میں شریک نہ ہو سکے اور موذن نے اُن کی
جگہ نماز پڑھائی اور حسب العادت بعد نماز چند باتیں موافق بیان
امام صاحب بیان فرمائیں جو اُن سے سنی تھیں جب آواز موذن کی
اس نابینا کے کان میں گئی اس نے دریافت کیا کہ یہ حالات مشائخ
اور ان کے ملفوظات کون بیان کر رہا ہے جواب دیا گیا کہ آج امام
صاحب حاضر نہیں ہیں موذن نے نماز پڑھائی ہے اور یہ وعظ
وہی بیان کر رہے ہیں نابینا نے جواب دیا کہ میں ایسے تردامن
سے ایسی باتیں سننی نہیں چاہتا اس کے بعد با چشم پرآب حضرت
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ فی الواقع کسی کی زبان سے
وہ باتیں جن سے اس کے دل اور اس کے حالات کی موافقت
نہ ہو سننے میں کچھ ذوق نہیں حاصل ہوتا یہ فرماکر آپ نے یہ بیت
حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی پڑھی۔

بزبان ہر کہ جز من برود حدیث عشقت ❖ چو معاملہ ندارد سخن آشنا نہ باشد

ستائیسویں مجلس

تاریخ ۱۸ ماہ رجب ۱۱۷۱ ہجری روز شنبہ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی اسی شب بندہ نے ایک خواب
دیکھا تھا اس کا تذکرہ آپ کی خدمت میں کیا وہ خواب یہ تھا
کہ گویا وقت نماز صبح ہوگیا ہے اور میں برائے ادائے نماز وضو
کررہا ہوں وقت تنگ ہوا جاتا ہے اور میں جلدی سے وضو کی
تکمیل میں مصروف ہوں قصد منفرد وضو کرکے نماز سنت ادا کی ہے۔
اور چونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ پاس ہی جماعت سے نماز ہوتی ہے۔
میں شتابانہ اس طرف روانہ ہوا ہوں ابھی راستہ میں ہی ہوں کہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہی چاہتا ہے میں متفکر ہوا ہوں اور
مجھے خوف گزر جانے وقت نماز کا ہے میں نے اسی حالت میں آفتاب
کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یہ کہا ہے کہ تجھے وقت پاک شیخ کی قسم تو ابھی
نکلنے میں ذرا توقف کر۔ اس بات کے کہنے سے مجھے اُسی حالت
خواب میں خوشی معلوم ہوئی اور ایک راحت حاصل آئی ہے اور اسی
وقت ایک راحت حاصل ہوئی ہے اور اسی وقت بیدار ہوا ہوں۔
جس وقت آنکھ کھلی تھوڑی رات باقی تھی۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے جب
یہ خواب سنا آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ حکایت بیان فرمائی
کہ ایک نقیب نیشاپوری محمد نام مرد بزرگ راسخ الاعتقاد تھے

میں نے ان کی زبانی سنا وہ فرماتے سنے کہ میں ایک مرتبہ ملک گجرات کے سفر میں تھا اس زمانہ میں وہاں ہندوؤں کا راج تھا میرے ساتھ اور دو تین شخص ہم سفر تھے الا ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا ان دنوں وہاں بازار غارتگری گرم رہتا تھا ایک روز راستہ میں یکایک ایک ہندو شمشیر برہنہ ہمارے پاس آیا دیکھنے سے خوف کی حالت ہم پر طاری ہوئی جس وقت وہ میرے نزدیک آیا میں نے باواز بلند کہا " شیخ حاضر باش " یہ سنتے ہی اس ہندو نے نہ جانے کیا دیکھا کہ لرزہ اس کے جسم میں پڑ گیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی گڑ گڑا کر کہتا تھا کہ مجھے امان دو میں حیران تھا کہ اُسے کس بات سے امان دوں ابھی ابھی مجھ پر حاوی تھا آخر اُسے میں نے امان دی وہ تلوار بھی اٹھا کر اسے دیدی اور وہ اپنی راہ اور ہم بھی اپنی راہ روانہ ہو گئے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے بعد اتمام اس حکایت کے ارشاد فرمایا کہ دیکھئے اس نے کیا دیکھا تھا۔ اور کیا اس کو دکھلایا گیا تھا۔

اٹھائیسویں مجلس

۔ دوم ماہ مبارک شعبان ہمت میانہ ۷۱۱ھ سہ شنبہ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو کھانا کھلانے کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ درویشی یہ ہے کہ جب کوئی

شخص آئے بعد سلام اس کے سامنے کھانا لایا جاوے بعد ازاں کلام کیا جاوے اور اسی وقت یہ حدیث شریف آپ نے زبان مبارک سے فرمائی ابدؤا بالسلام ثم بالطعام ثم بالکلام۔

انتیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۲ رماہ شعبان المعظم ۱۱ھ۔

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس وقت دستر خوان بچھایا گیا تھا لوگ کھانا کھا رہے تھے حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ جو شخص میرے روبرو کھانا کھاتا ہے میں اس کا مزا اپنے حلق میں پاتا ہوں یا بالفاظ دیگر وہ کھانا میں خود ہی کھاتا ہوں۔ حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے ذکر کیا کہ میں نے یوں سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوسعید ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کسی دیوانے کو ایک رسی زور سے ماری آپ نے ایک آہ اس شدت سے کھینچی گویا وہ ضرب آپ کو لگی ہے اسی مجلس میں ایک مدعی منکر درویشاں بھی موجود تھا آپ کی اس حالت کے ملاحظہ پر اس نے تبسم کیا حضرت شیخ ابوسعید ابو الخیر نے اپنی پیٹھ کھولی اور اس کو دکھلائی فی الواقع نشان اس ضرب کا جیسا کہ اس مضروب کے جسم پر تھا آپ کے جسم پر بھی موجود پایا گیا۔ اس کے بعد اس حکایت کے راوی نے حضرت خواجہ ذکر اللہ

سے مخاطب ہوکر کہاکہ یہ معاملہ میری سمجھ میں نہیں آیا کیوں کہ یہ امر نہایت محال ہے کہ ایک شخص کو چوٹ لگے اور اس کا اثر دوسرے کو پہنچے آپ نے ارشاد فرمایا کہ روح جب قوی ہوکر کمال کو پہنچ جاتی ہے قلب کو جذب کرلیتی ہے اور قلب جب قوی ہوتا ہے اور کمال کو پہنچ جاتا ہے دوسرے کے قلب کو جذب کرلیتا ہے اس حکم اتحاد سے جو کچھ قلب پر پہنچتا ہے ممکن ہے کہ صاحب کمال کے قلب پر بھی وہی واردات ظاہر ہو اور جسم اس کی طبعیت کرے۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ یہ حال کس قدر اوصاف معراج سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ نہ معلوم شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سے آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے کہ عرش وکرسی بہشت و دوزخ وغیرہ آپ نے ملاحظہ فرمائیں یا ان سب چیزوں کو اسی دنیا میں آپ کے حضور میں لائے تھے یہ فرماکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سب چیزیں یہاں لائی گئی ہوں پس یہ امر اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے کہ آپ کا مرتبہ ان سب سے بالا ہے اس کے بعد حکایت ان لوگوں کی ہوئی جو طریق بیعت سے ناواقف ہیں بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک سے بیعت کرنے کے بعد دوسرے کے پاس جاتے ہیں اور اس کے بھی مرید ہو جاتے ہیں اور بعضے بزرگان دین

کے مزارات سے کے ساتھ ارادت لاتے ہیں اور خود کو ان کا مرید بیان کرتے ہیں اس وقت راقم الحروف نے عرض کیا کہ بعض مواقع پر ایسا ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے ہیں اور پائیں مزار بیٹھ کر سر منڈاتے اور مرید ہوتے ہیں یہ بیعت درست ہے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بیعت درست نہیں ہے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فرید الدین رحمت اللہ علیہ کے سب سے بڑے لڑکے نے پایان مزار حضرت خواجہ قطب الاقطاب شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمت اللہ علیہ میں بیٹھ کر سر منڈایا اور محلوق ہوا۔ جب یہ خبر حضرت شیخ الاسلام کو پہنچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین نور اللہ مرقدہٗ میرے بزرگ اور مرشد ہیں لیکن یہ بیعت خلاف طریقت ہے روا نہیں۔ ارادت اور بیعت یہ ہے کہ ہاتھ کسی شیخ کا حالتِ زندگی میں پکڑیں۔

تیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۲۱ ماہ شوال ۷۱۱ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو خواب کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ عہدِ قدیم میں ایک ترک تکلش نام تھا اس نے ایک شب حضرت عزت کو خواب

میں دیکھا اور صبح وہ خواب حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا لیکن قبل از بیان آپ سے سخت قسم لے لی کہ جو میں آپ سے کہوں گا وہ آپ میری زندگی میں کسی دوسرے شخص سے ذکر نہ فرمائیں۔ آپ نے قسم کھائی۔ الغرض تکلش نے اس قدر وعدہ لیکر آپ سے بیان کیا کہ میں نے آج کی رات حضرت عزت کو خواب میں دیکھا ہے اور جو انوار الٰہی اسنے معائنہ کئے تھے اس کی تفصیل من وعن بیان کی شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تکلش اس خواب دیکھنے کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ اور میں نے اس قدر دراز مدت تک بسبب قسم کھانے اور پکا وعدہ کرنے کی وجہ سے یہ خواب اس کا کسی سے بیان نہیں کیا جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا آپ تکلش کی عیادت کو گئے۔ تو تکلش نے سوال کیا کہ میں نے جو خواب آپ سے بیان کیا تھا وہ آپ کو یاد ہے آپ نے اقرار فرما کر اس کا حال پوچھا کہ اس وقت کیسا حال ہے تکلش نے جواب دیا کہ اسوقت اسی حالت خواب میں غرق ہوا جاتا ہوں اس کے بعد گفتگو مناقب شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ترک نے مسجد بنوا کر اس کی امامت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کی تھی آپ کے رہنے کے واسطے بھی مکان اسی مسجد کے احاطہ میں بنوا دیا تھا اس ترک

نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور ایک لاکھ جیتل بلکہ زیادہ اس کے بیاہ میں خرچ کئے شیخ نجیب الدین متوکل نے ایک مرتبہ ہنگام تکلم اس سے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی دوستی اپنی اولاد سے کم ہے کہ تم نے اپنی لڑکی کی شادی میں ایک لاکھ جیتل خرچ کئے اب اگر دو لاکھ جیتل رضائے حق میں صرف کرو تو اس کا معاوضہ ہو سکتا ہے ترک یہ سنکر رنجیدہ ہوا۔ امامت مسجد کی آپ سے واپس لے لی اور مکان بھی چھین لیا۔ الغرض آپ پاک پٹن تشریف لے گئے اور شیخ الاسلام فرید الدین سے اس واقعہ کا ذکر کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نات بخیر منھا او مثلھا۔ یعنی جو آیت ہم نے منسوخ کی ہے یا بھلا دی ہے اس کے بدلے اس سے بہتر آیت نازل کی ہے یا مثل اس کے بیان کی ہے تم کو اس کا کچھ فکر نہ کرنا چاہیئے۔ ایتمری اس ترک کا نام تھا آپ نے فرمایا ایتمری اگر چلا گیا اللہ تعالیٰ ایتکری کو پیدا کریگا۔ اسی زمانہ میں ایک ترک ایتکری نام اس ملک میں وارد ہوا جو آپ سے عقیدہ نیک رکھتا تھا اور آپ کی بہت کچھ خدمت کرتا تھا یہ ایتکری کریم النفس اور خدمت گذار شخص تھا۔ اس کے بعد حکایت شیخ بدر الدین غزنوی کی ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نظام الدین خریطہ دار نے ان کی سکونت کے واسطے خانقاہ بنوادی تھی جب آپ وہاں جا کر رہے کچھ فائدہ آپ کو حاصل نہ ہوا

بہت جلد قاعدہ درویشی سے کس قدر پلٹ گئے ان ہی ایام میں نظام الدین خریطہ دار سے زمانہ ناموافق ہوا کہ وہ کسی علت میں متہم ہوئے اور ان کے قتل کا فتویٰ دیا گیا اور وہ خانقاہ بھی قبضہ سے نکل گئی شیخ بدر الدین غزنوی اسی حالت میں شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کے پاس گئے اور عرض کی کہ ایک مرد نے میرے واسطے خانقاہ بنوائی تھی اب اس کے کام میں پریشانی واقع ہوئی ہے اور میں بھی اس کی وجہ سے پریشان خاطر ہوں۔ حضرت شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ جو شخص اپنے پیروں کے طریقہ پر نہ چلے گا وہ ایسے ہی واقعات دیکھے گا۔ ہمارے پیروں کی رسم خانقاہ بنوا کر رہنے کی نہیں تھی تم نے خانقاہ بنوائی علیحدہ بیٹھے اس کا بدلہ دیکھ رہے ہو اس کے بعد بزرگی حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رحمتہ علیہ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اوائل عمر میں حافظ قرآن نہ تھے آخر عمر میں قرآن حفظ کیا اور بعد اس کے انتقال فرمایا۔ اس کے بعد گفتگو اولیاء اللہ کے بارے میں ہوئی آپ سے کسی شخص نے عرض کیا کہ فلاں شخص مر رہا ہے۔ اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے آپ یہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ رباعی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ رُباعی

آیم بسر کوئے تو پویاں پویاں ٭ رخسان بآب دیدہ شویاں شویاں ٭ پیچاں رہ وصل
تو جویاں جویاں ٭ جان میدہم و نام تو گویاں گویاں ٭

اکتیسویں مجلس

روز جمعہ تاریخ بست و ششم ماہ ذی قعدہ ۷۱۱ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ آپ اس مکان میں جو جامع مسجد کیلوکھڑی کے سامنے ہے تشریف فرماتھے اور یہ وقت قبل از نماز جمعہ تھا گفتگو عالم طریقت کے بارے میں ہوئی اور اُن آدمیوں کا تذکرہ ہوا جو مدام یادِ حق میں مستغرق رہتے ہیں اور اسی وقت ان لوگوں کا بھی ذکر ہوا جو بحث و تکرار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بلا عمل آپ کو مثل ان کے ظاہر کریں۔ آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شرف الدین نام ایک طالب علم تھا۔ ایک روز مجلس مبارک حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فریدالدین قدس سرہٗ میں حاضر ہوا آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ آجکل کیا پڑھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ سب پڑھا لکھا یادِ الٰہی میں بھول گیا ہوں۔ یہ جواب اس کا آپ کو گراں گذرا اور جب وہ چلا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے بڑا بول بولا تھا اس کے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت آنکھوں میں آنسو بھر کر بیان کی۔ کہ ایک ولی کامل زمانہ تھے ان کا ایک لڑکا محمد نام تھا صاحب عمل و کمال فارغ التحصیل اس نے بعد از الفراغ حصول علم آپ سے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ جیسا میں علم و فضل ظاہری سے آراستہ ہوں ویسا ہی عالم علوم طریقت

سے جو علم باطنی سے پیراستہ ہو جاؤں اُنہوں نے یہ سنکر ارشاد
کیا کہ تم ایک چلہ کھینچو لڑکا یہ سنتے ہی چلے میں بیٹھا اور بعد پوری کرنے
میعاد کی حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے کچھہ سوالات علم کے
متعلق کئے اس نے سب کا جواب دیا آپ نے فرمایا کہ ابھی تم کو
مطلق بہرہ علم باطنی کا نہیں ہوا ہے پھر چلہ میں بیٹھو لڑکا دوبارہ چلہ
میں بیٹھکر بیادِ الٰہی مصروف ہوا۔ اور اس دوسرے چلہ کی میعاد پوری
کرنے کے بعد پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں
نے پھر چند سوالات علمی کئے اب کی مرتبہ اس سے جواب اچھی
طرح نہ دیا گیا۔ جا بجا لڑ کھڑاتا تھا باپ نے یہ حال دیکھہ کر ایک
اور چلہ کرنے کے لیئے حکم کیا جب وہ اس چلہ ثالث سے بھی
فارغ ہو کر حاضر ہوا اور اُن سے سوالات علمی کئے گئے وہ ایسے
مشغول بحق ہوئے تھے کہ مطلق جواب نہ بن پڑا۔ اس کے بعد گفتگو
در بارہ خواب ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس شریف میں ارشاد فرمایا کہ آج میں
نے اپنے بعض اصحابیوں کو خواب میں دیکھا کہ ہر شخص پیراہن پہنے
ہوئے ہے کسی کا پیراہن سینے تک ہے اور کسی کا ناف تک اور کسی
کا زانوں تک لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیراہن زمین تک لٹکا
ہوا ہے یاروں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کی تعبیر فرمایئے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کی تعبیر پہلے ہی سوچ رکھی ہے

کہ ہر شخص کا پیراہن اس کے دین کے موافق اور اس کے اعتقاد کی مناسبت سے ملتا ہے۔ اس کے بعد ذکر ابن سیرین کا ہوا تعبیر دینے میں ان کا رتبہ بلند تھا جو تعبیر وہ دیتے تھے اکثر راست ہوتی تھی ایک مرتبہ کسی شخص نے ان سے کہا کہ آج رات کو میں نے سفرجل خواب میں دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے سفر کرنا ہوگا کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ تعبیر کس ذریعہ سے دریافت کی آپ نے جواب دیا کہ اول حصہ کلمہ سفرجل کا سفر ہے مجھے اس سے دریافت ہوا کئی روز بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ آج شب کو میں نے سوسن خواب میں دیکھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تعبیر اس کی یہ ہے کہ تو کسی بلا میں مبتلا ہوگا کہ اول سوسن کا سو بمعنی بدی ہے اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ ابن سیرین کیسے شخص تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بزرگ اور عالم تھے حضرت خواجہ حسن بصری اور ان کا ایک ہی زمانہ تھا رحمتہ اللہ علیہما۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے کہ ایک خواب کی عجیب تعبیر ابن سیرینؒ نے بیان کی تھی وہ ان کے اس علم کے کمال پر وال ہے اور وہ خواب یہ تھا کہ ایک شخص نے رمضان کے مہینہ میں آکر آپ سے بیان کیا کہ اس نے رات کو یہ خواب دیکھا کہ تیل جو تلوں سے نکلا ہے وہ پھر اس تلوں میں داخل کر رہا ہے ابن سیرین نے جواب دیا کہ تم اپنے گھر میں جا کر تحقیق کرو کہ جو عورت تمہارے نکاح میں ہے

کہیں تمہاری والدہ نہ ہو وہ شخص یہ سنکر اپنے گھر میں آیا اور جب بخوبی دریافت کیا اس کی بی بی فی الواقع اس کی ماں نکلی اس کے بعد گفتگو ناروا اور دنبل کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز سنت وقت فجر میں سورۂ بروج پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلائے دنبل و ناروے امان میں رکھے گا یہ حکم صرف دنبل کے لئے ہے نارو بھی اسی قسم میں داخل ہے اس کو بھی اسی حکم کا محکوم تصور کرنا چاہیئے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عصر میں سورۂ والنازعات ہمیشہ پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں نہ رکھے گا۔ مگر صرف اس عرصہ تک کہ وقت ایک نماز کا ہو۔ اس کے بعد آپ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر ارشاد فرمایا کہ قبر میں نہ رہنے سے یہ مراد ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ روح جب کامل ہو جاتی ہے قلب وغیرہ کو جذب کر لیتی ہے اور اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ روح اس کی جب مقامات قدس میں پہنچ جائے گی اس کو مطلق قبر میں اپنے جسم کا رہنا معلوم نہ ہوگا۔

بتیسویں مجلس

روز جمعہ تاریخ پنجم ماہ مبارک ذالحجہ ۱۱؁ھ

قبل از نماز جمعہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ مکان مقابل مسجد کیلو کھڑی میں تشریف فرما تھے گفتگو دربارۂ ترک دنیا

ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا نقل ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ایک درویش کو اختیار دیا گیا کہ وہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے قبول کرے یا آخرت میں جو اس کے واسطے مہیا کیا گیا ہے منظور کرے اس درویش نے دنیا قبول نہ کی اور عقبیٰ کی نعمتیں منظور کیں یہ حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے ۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے آپ سے سبب رونے کا پوچھا ارشاد فرمایا کہ یہ درویش خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں المخیر هو المخیر یہ ارشاد فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا۔ بارہا اسی طرح فرماتے تھے کہ ایک درویش کا کسی وقت یہ حال تھا یا ایک درویش فلاں وقت ایسا کرتا تھا اور فلاں کام میں تھا میں آپ کی تقریر سے سمجھتا تھا کہ حضرت خود اپنا تذکرہ فرماتے ہیں ۔ اس کے بعد در بارہ ترک دنیا آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ عارف کامل تھے ایک مرتبہ انہوں نے پانی پر مصلا بچھا کر یہ دعا مانگی کہ الٰہی خضر نے ارتکاب گناہ کبیرہ کیا ہے اس کو توبہ روزی فرما۔ اسی وقت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور دریافت فرمایا کہ خضر نے کونسا گناہ کیا ہے جس

سے توبہ کرے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے فلاں بیابان میں
ایک درخت لگایا ہے اس کے سایہ میں بیٹھتا ہے اس سے تجھے
آسایش حاصل ہوتی ہے اور تیرا دعویٰ یہ ہے کہ یہ درخت
خالصۃً للہ لگایا ہے۔ خضر علیہ السلام کو یہ بات یاد آئی اور فی الفور
توبہ کی اس کے بعد اس صاحب کرامت نے ترک دنیا کے معنی
بیان فرمائے اور اثنائے بیان فرمایا کہ تارک دنیا کو اس طرح
رہنا چاہیئے۔ جیسے میں رہتا ہوں۔ خضر علیہ السلام نے دریافت
فرمایا کہ آپ کس حال میں رہتے ہیں جواب دیا کہ اگر تمام دنیا
مجھے بخشدیں اور اس کے حساب نہ لینے کا وعدہ کریں اور یہ بھی
کہیں کہ اگر تم اس کو قبول نہ کرو گے اس فرمان کے نہ بجالانے کی
پاداش میں دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ میں دوزخ کو قبول دنیا
پر ترجیح دوں گا اور دنیا قبول نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا مبغوضہ
خدا ہے اور جس چیز پر خدا کا غضب ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو
دوست نہ رکھے دوزخ اس سے بہتر ہے۔

تینتیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۱۲ ماہ محرم ۱۱ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی اس روز کاتب الحروف
کتاب مخ المعانی آپ کی خدمت میں لے گیا تھا۔ نذر گذرانی

آپ نے نہایت تحسین آفرین کی اسی وقت میں نے تجدید بیعت کے لئے عرض کیا قبول فرمایا اور بعد تجدید بیعت کلاہِ مبارک اپنے سر سے اتار کر اس خاکسار کے سر پر رکھی الحمد للہ علیٰ ذالک جس وقت آپ نے کلاہ مبارک میرے سر پر رکھی یہ شعر ارشاد فرمایا شعر در عشق تو کار خویش ہر روز ٭ از سرگیرم زہے سر و کار اس کے بعد کتب ہائے مشایخ کا تذکرہ ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کتب تحریر کردہ مشایخ میں روح الارواح بھی عمدہ کتاب ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ روح الارواح قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کو حفظ تھی آپ جب وعظ فرماتے تھے روح الارواح کے مضامین بیان فرماتے اور کتب تصنیف کردہ متقدمین میں قوت القلوب بھی قابل دید ہے بندہ نے عرض کیا کہ مکتوبات شیخ عین القضات ہمدانیؒ بھی عمدہ کتاب ہے مگر اس کے بعض بعض مطالب مشکل ہیں اور اچھی طرح حل نہیں ہوتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اپنی واردات اور مکاشفات سے اس کتاب کو تدوین فرمایا ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے اپنے کشف سے لکھا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جس وقت وہ جلائے گئے ان کی عمر پچیس برس کی تھی عجیب شخص تھے کہ اس عمر میں ان کا یہ حال تھا۔ اور مشغولی بھی بدرجۂ غایت تھی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی نسبت جو قاضی تھے یہ لکھا کہ رشوت نہ لو اور حرامخوری نہ کرو۔ اس کے بعد اور

ایسا ہی لکھا ہے بندہ نے عرض کیا کہ اس تحریر سے ان کا مقصود کیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ صرف یہی نہیں لکھا بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ صاحبِ کشف تھے اور جس مقام میں درویش حاضر ہوتے یا مجلس سماع منعقد ہوتی والد حضرت عین القضاۃؒ بھی ایسی مجلسوں میں ضرور شامل ہوتے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ احمد غزالی کو دیکھا ہے جب تفحص کیا گیا۔ آپ کا ارشاد درست پایا اس کے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مقصود ان تحریرات سے شیخ عین القضاۃ کا یہ تھا کہ نعماء آفریدگار عالم کے حصول کے واسطے نماز روزہ و اوراد شرط نہیں ہیں حق تعالیٰ جس کو چاہتا ہے کشف و کرامت روزی فرماتا ہے اُسی وقت کسی نے یہ سوال کیا کہ شیخ عین القضاۃ ہمدانی کے پیر شیخ احمد غزالی تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات غلط ہے ان کے پیر کا نام کچھ اور ہی تھا آپ خود ایک مکتوب میں شیخ احمد غزالیؒ اور اپنے پیر کا ذکر کرتے ہیں اگر شیخ احمد غزالی اُن کے پیر ہوتے ان کا ہی ذکر کرتے۔ اور اپنا پیر تحریر فرماتے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز شیخ احمد غزالیؒ آپ کے مکان پر آئے آپ لڑکا پن میں کہیں باہر کھیل رہے تھے۔ امام احمد غزالی نے آپ کے والدین سے دریافت کیا کہ عین القضاۃ کہاں ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ مر گئے آپ نے فرمایا جب تک نعمتیں جن کا تحمل کرنا ان کیلئے

مخصوص ہے اُن کو حاصل نہ ہو جائیں گی وہ کس طرح فوت ہو سکتے ہیں
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ احمد غزالی ایک بزرگ شخص تھے۔ یہی
سبب تھا کہ آپ کی والدین نے ان سے ایسا کہا اسی وقت مولانا
برہان الدین غریب سلمہ اللہ نے عرض کیا کہ مشہور ہے شیخ احمد غزالی
کو ہمیشہ فحش تہمتیں لگا کرتی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ نہایت پاک
اور راستباز تھے الا آپ کا طریق ملامت تھا اسی وقت ان کی غایت
پرہیزگاری میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آپ ایک
قصائی بچہ کے عشق میں متہم ہوئے اور اس کی شہرت اس قدر ہوئی
کہ اس قصاب بچہ کے باپ کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا وہ ہر شخص کے
روبرو آپ کا گلہ کرتا اور بُرا بھلا کہتا تھا ایک شب کو یہ قصاب بچہ
آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس قصاب بچہ کو بھی کسی طرح خبر ہو گئی
تفتیش احوال کرتا ہوا آپ کے مکان تک آیا آپ کا دروازہ اُس
وقت بند تھا مگر ایک روزن دروازے میں تھا۔ اس قصائی
نے اس دروازے میں سے جھانکنا شروع کیا۔ شیخ کو نماز میں
مصروف پایا اور جب نماز سے فارغ ہوتے اس قصاب بچہ کو نصیحت
و موعظت فرماتے تھے اور بعد پھر دوگانہ نماز دیگر شروع
فرماتے اسی طرح وہ تمام رات گذر گئی اور آپ کا ہر دوگانہ کے بعد
یہی حال تھا کہ ہمیشہ نصیحت فرماتے تھے صبح کے وقت وہ
قصائی اور اس کا لڑکا دونوں آپ کے قدموں میں گر پڑے اور مرید

ہوئے۔ یہ بیان فرماکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا صاف اور پاکباز رہنا بڑے عالی ظرف کا کام ہے اور خلوت میں یہ امر جو شیخ احمد غزالی فرماتے تھے سخت مشکل ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب میں اجودھن میں بہ خدمت مبارک حضرت شیخ الاسلام حاضر تھا ان ہی ایام میں ایک جوگی آیا میں نے اس سے دریافت کیا کہ اصل کار تمہارے درمیان کونسا ہے اس نے جواب دیا کہ ہماری کتب میں یہ مرقوم ہے کہ نفس آدمی میں دو عالم ہیں ایک سفلی اور دوسرا علوی عالم علوی سر سے ناف تک اور عالم سفلی ناف سے قدم تک ہے عالم علوی میں جملہ صدق وصفا و نیک اخلاق و حسن معاملہ ہونا چاہیئے اور عالم سفلی میں کل نگہداشت پاکی و پارسائی کا ذکر ہے یہ فرماکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کی یہ بات بہت اچھی معلوم ہوئی۔ اس کے بعد گفتگو پھر ترک دنیا کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزے رکھے اور ہمیشہ قیام شب کرے اور زائر الحرمین بھی ہو۔ اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا اصل دل دنیا کی دوستی کا دور کرنا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور دوستی دنیا کی اس دل میں موجود ہو وہ شخص جھوٹا ہے۔

چونتیسویں مجلس

روز جمعہ تاریخ ۲۲ ماہ ربیع الاول ۷۱۳ ہجری

کو دوست قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو شیخ عثمان حرب آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایک مدت سے ترک دنیا کر رکھا ہے ایک روز عالم الغیب سے انھیں فرمان ملا کہ خلق خدا کو امر بالمعروف کرو بشرطیکہ ہزار بلا کا تحمل کر سکو انہوں نے اس کو قبول کیا اور اپنے مقام سے باہر نکلے ایک شخص نے دو ہتھڑا اور اسی وقت دوسرے نے ایک پتھر کھینچ مارا آپ سب شمار کرتے جاتے تھے جب پورے ایک ہزار ہو گئے اس وقت ان کو یہ الہام ہوا کہ اب منبر پر چڑھ کر وعظ کہو۔ انہوں نے یہ معلوم کر کے حضرت عزت کی بارگاہ میں التجا کی کہ الٰہی میں جاہل ہوں اور کوئی کمال علمی مجھے حاصل نہیں میں وعظ کس طرح کہہ سکتا ہوں اسی وقت پھر یہ الہام ہوا کہ تم منبر پر پاؤں رکھو میں علم روزی فرماؤں گا۔ اس کے بعد گفتگو قطع مخالطت خلق کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ امام احمد حنبلؒ جلا ہے تھے اور تمام عالم سے قطع تعلق رکھتے تھے جب دوبارہ اس عالم میں آئے۔ ایک مدت تک خاموش رہے کسی سے بات چیت نہ کی ایک روز کسی محرم راز نے ان سے عرض کیا کہ آپ جب تک اس دنیا میں ہیں آپ کو ضرور کہنا سننا چاہیئے آپ نے جواب دیا میں سوچتا ہوں کہ کس امر کا تذکرہ کروں آیا تکون کا یا مکون کا تکون کا بیان نہیں ہو سکتا اور مکون بیان میں نہیں آتا۔ یہ رباعی ان سے یادگار ہے رباعی

یا من بہ میاں رسول ہاشم یا تو ❊ تنہا ہمہ زجہاں من و تنہا تو
خورشید نہ خواہم کہ برآید با تو ❊ آئی بر من سایہ نہ باشد بر تو

اس کے بعد گفتگو اس جماعت کے بارے میں ہوئی جو روزہ رکھتے اوسطے کرتے ہیں اور مقصد ان کا اس عجب سے وریا ہوتا ہے۔ اسی وقت آپ نے یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔

بیت۔ لنگنت گر ترا کند فربہ ❊ سیر خوردن ترا زلنگن بہ

پچیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۶ رماہ مذکور ۱۲۱۷ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو ماجرائے درویشاں اور ان کے حسن گفتگو کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشایخ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے کہ وقت نزول رحمت تین ہیں اول حالت سماع دوم کھانا کھانے کے وقت جو بہ نیت حصول طاقت برائے عبادت کھایا جائے سوم وقت ماجرائے درویشاں اور ان کے ارشادات کے ذکر کے وقت۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خانقاہ حضرت شیخ الاسلام میں چھ یا سات درویش آئے تھے۔ میں ان دنوں وہیں تھا یہ سب خورد سال نوجوان اور حسین تھے خاندان چشت سے عبودیت رکھتے تھے العقصہ انہوں نے حضرت شیخ الاسلام قدس

سرہٗ سے عرض کیا کہ ہم کو کچھ عرض کرنا ہے آپ کسی سے فرما دیجئے کہ وہ ہمارا حال سنے حضرت شیخ الاسلام نے مجھے اور مولانا بدرالدین اسحاق قدس سرہ العزیز کو اس کام کے واسطے نامزد کیا ہم دونوں ان کا حال سننے لگے وہ اس قدر ملائمت اور شیریں زبان سے بات کرتے تھے کہ ہم دونوں پر ایک حالت طاری ہوتی تھی اور بہت ہی اچھا معلوم ہوتا تھا ان کی حسن رعایت کلام و ادب سے ایک رقت ہوتی تھی۔ میں نے مولانا بدرالدین اسحاق سے کہا کہ یہ فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تعلیم کے واسطے بھیجا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حال اس طرح کہنا اور کلام اس طرح کرنا چاہیئے کہ گردن کی رگ نہ ہلے اور نہ آواز میں تیزی پیدا ہو اس کے بعد آپ نے بردباری اور تحمل کے بارے میں بہت غلو فرمایا کہ یہ کام بہت اچھا ہے جہاں تک ممکن ہو تحمل اور بردباری سے کام لیا جاوے اور جس قدر جفا و خفا اُٹھ سکے اُٹھائے اور کبھی اس کا بدلہ لینے کا ارادہ نہ کرے اور اسی وقت یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ بیت ؏ ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد ؏ ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد۔ اور تھوڑے سکوت کے بعد یہ بیت ارشاد فرمائی بیت ہر کسے در راہ ما خارے نہد از دشمنی ؏ ہر گلے از باغ عمرش بشگفد بے خار باد۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص تمہارے راستہ میں کانٹا ڈالے اور تم بھی اس کی راہ میں کانٹا

رکھو یہ امر جوانمردی سے بعید ہے اس کے بعد یہ تمثیل بیان فرمائی کہ بانغزاں نغزی باکوزاں کوزی مشہور ہے۔ مگر ہم لوگ یعنی اہل تصوف میں یہ مثل اس اس طرح ہے کہ بانغزاں نغزی و باکوزاں۔

چھتیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ہفتم ماہ مبارک رجب ۷۱۲ھ

کو شرف قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو مودت یاراں دینی کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اخوت دو قسم پر منقسم ہے ایک اخوت نسبی دوم اخوت دینی ان دونوں میں سے اخوت دینی کو شرف ہے کیونکہ اخوت نسبی کا حکم بمقتضائے حال بدل جاتا ہے اور اخوت دینی ہر حال میں کامل رہتی ہے اسی وقت تمثیل الامر ارشاد فرمایا کہ دو سگے بھائی ہوں ایک مومن دوسرا کافر میراث مسلمان بھائی کی کافر کو نہ پہنچے گی پس یہ اخوت ضعیف ہوئی اور اخوت دینی کے کامل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ اخوت جو درمیان دو مسلمان بھائیوں کے ہوتی ہے اس کو خلل نہیں ہے۔ قیامت بلکہ ابدالاباد تک برقرار رہے گی۔ اس کے بعد گفتگو در بارۂ معانی آیت الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین میں فرمایا ہے کہ وہ احباب اور وہ دوست کہ بہ سبب فسق و فجور ہوں کل قیامت کو ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے یعنی ان کی اس دار فانی کی دوستی جو بوجہ فسق و فجور تھی

دشمنی سے بدل جائے گی اس کے بعد یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی سہ ترا دشمناں اند ایں دوستاں ٭ کہ یاراند در بادہ و بوستاں۔

سینتیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۲۵ ماہ رجب المرجب ۱۲ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو نماز نفل کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر نمازیں پڑھی ہیں وہ تین قسم پر منقسم ہیں۔ ایک قسم متعلق بوقت ہے دوسری متعلق بہ سبب اور تیسری نہ متعلق بوقت اور نہ متعلق بہ سبب ہے نماز متعلق بوقت کے بارے میں امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں تحریر فرمایا ہے کہ نماز متعلق بوقت میں تکرار ہے کہ عین وقت ہونے پر ہر روز ہر ہفتہ ہر ماہ و ہر سال پڑھی جاتی ہیں ہر روز کی آٹھ نمازیں ہیں پانچ مفروضہ وقتی چھٹی نماز چاشت ساتویں نماز اوابین آٹھویں نماز تہجد اور نماز ہر روز جداگانہ ہے اور نماز ہر ماہ کی بیس رکعت ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ماہ کے غرہ میں ادا فرمایا تھا اور سال کی چار نمازیں ہیں دو نماز عیدین سیوم تراویح چہارم نماز شب برات یہ سب نمازیں وقت سے متعلق ہیں لیکن قسم دوم وہ نمازیں جو متعلق سبب

ہاں اور وہ دو ہیں اول نماز استسقا جو بہ سبب نہ ہونے باراں کے لئے
نزول بارانِ رحمت الٰہی پڑھی جاتی ہے۔ دوسری نمازِ سورج
گرہن چاند گہن ہے کہ یہ بھی بہ سبب کسوف وخسوف کے جب
وہ واقع ہوتا ہے پڑھی جاتی ہیں یہ دونوں نمازیں متعلق بسبب
ہیں لیکن قسم سوم جو نہ متعلق بوقت اور نہ متعلق بہ سبب ہے
وہ نماز وصلوٰۃ و التسبیح ہے والسلام۔ اس کے بعد گفتگو اس
بارے میں ہوئی کہ نماز ہائے نفلی جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیئے
یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعضے مشایخ واولیا کرام نے
اس نماز کو بیٹھ کر پڑھا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک
مرتبہ شب برات کو حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود
گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا کہ وہ
نماز جو اس شب کے لئے مقرر ہے تم بہ جماعت پڑھو اور خود
امامت کرو میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اس کے بعد گفتگو
نماز محافظت نفس کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ
یہ نہایت مناسب ہے کہ جب لوگ مکان سے باہر جاویں۔ دو
رکعت نماز پڑھکر باہر جاویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر بلا سے جو راہ میں در
پیش آوے محفوظ رکھے۔ یہ دوگانہ نماز نہایت باخیر و برکت
ہے اور مرد کو لازم ہے کہ جب باہر سے مکان میں داخل ہو دو رکعت
نماز پڑھے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس فساد و بلا سے جو گھر میں ہونے

والی ہو اپنی امان میں رکھتے اس دوگانہ میں بھی نہایت خیر و برکت ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے یہ دوگانہ ادا نہ ہو سکے و داخل ہونے اور باہر نکلنے کے وقت آیت الکرسی پڑھ لیا کرے۔ اس کا حکم بھی موافق دوگانہ ہے اور جو شخص آیت الکرسی بھی نہ پڑھ سکے وہ چار باران کلمات کو پڑھے وہی غرض حاصل ہوگی جو دوگانہ اور آیت الکرسی کے پڑھنے سے متعلق تھی اور وہ کلمات یہ ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ میں داخل مسجد ہو کر نماز تحیت مسجد ادا نہ کر سکے یہی کلمہ چار مرتبہ کہے وہی غرض حاصل ہوگی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

اڑتیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۳ ماہ شوال ۱۲ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ خواجہ سید نوح جو آپ کی شرف قرابت سے مشرف ہیں آپ کے روبرو بیٹھے ہوئے مشارق پڑھ رہے تھے اور آپ اس کے غوامض بیان فرماتے تھے۔ اسی وقت یہ حدیث قرارت میں آئی کہ اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور کھنکار میں بلغم یا تھوک منہ میں آئے اور وہ اس کو تھوکنا چاہیے چاہیے کہ سامنے (یعنی مقابل قبلہ) نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف

تھوکے کہ وہ جگہ فرشتے کی ہے آہستہ جانب چپ قدموں میں تھوکو کہ عمل کثیر نہ ہو یہ فعل مفسد نماز نہیں ہے اگر فعل کثیر کریگا نماز جاتی رہیگی اور اسی وقت یہ بیان فرمایا کہ مومن کا جسم کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا ہے اگر غلاظت لگی ہو تو اس کا دوسرا حکم ہے۔ اسی تقریب میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں چلے جا رہے تھے اور آپ کے سامنے سے ابو ہریرہؓ آتے تھے جب آپ کے مقابل پہنچے آپ نے برائے مصافحہ اپنا ہاتھ بڑھایا مگر ابو ہریرہؓ نے اپنا ہاتھ کھینچا آپ نے وجہ دریافت کی حضرت ابو ہریرہ نے عرض کی کہ میں جنب میں ہوں اور غسل نہیں کیا ہے آپ مطہر ہیں میں کیوں کر آپ کو مس کر سکتا ہوں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن نجس نہیں ہوتا ہے مگر جنب ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص جنب کا بچا ہوا پانی پی لیوے کچھ ڈر نہیں اور اسی وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر شیطان زن جمیلہ کے لباس میں کسی شخص کے پاس آوے یا خود کو اس طرح ظاہر کرے کہ اس کی طبیعت اس کی جانب مائل ہو۔ اس دیکھنے والے کو لازم ہے کہ اپنی عورت منکوحہ سے صحبت کرے کہ یہ وسوسہ زائل ہو جائے یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرد متاہل کی ایک خیریت یہ بھی ہے۔ حضرت خواجہ نوحؒ یہ فوائد سنکر کھڑے ہوئے حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے حاضرین کی جانب اشارہ کیا

کہ آپ کی تعظیم لازم ہے اور ارشاد فرمایا کہ ان کو عزیز رکھنا چاہیئے یہ بنہایت صالح اور نیک ہیں قرآن شریف ان کو حفظ ہے ہر شب جمعہ کو ختم فرماتے ہیں کسی کی دوستی اور دشمنی سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ایک روز میں نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم جو اس قدر عبادت اور مجاہدہ کرتے ہو اس سے تمہارا کیا مقصود ہے جواب دیا کہ صرف آپ کی حیات مطلوب ہے یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سخن دلیل سعادت و نیک بختی ہے نہ معلوم ان کو یہ بات کس نے سکھلائی تھی۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو کچھ دریافت کرنا ہو لازم ہے کہ کسی عالم سے دریافت کرے اور اگر کسی شخص سے کچھ سوال کریں لازم ہے کہ ایسا سوال کریں جو اس کو معلوم ہو اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ مولانا ضیاء الدین نامی ایک عالم تھے پایۂ منارہ کے نیچے پڑھایا کرتے تھے میں نے ان کی زبانی سنا کہ وہ ایک مرتبہ خدمت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ میں تشریف لیگئے فرماتے تھے کہ میں علوم فقہ صرف نحو سے بالکل بے خبر تھا متردد تھا کہ حضرت شیخ الاسلام مجھ سے فقہ میں گفتگو کریں گے میں بالکل جواب نہ دے سکوں گا خیر میں آپ کے روبرو گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے میری جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہنیج مناط کیا ہے مجھے یہ سنکر بہت خوشی حاصل ہوئی مجھے اس بارہ میں بہم تھا بہت اچھی طرح سے اثبات ونفی بیان میں لایا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت

تمام کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ کمال کشف حضرت شیخ الاسلام تھا کہ آپ نے مولانا ضیاء الدین سے وہی سوال کیا جو ان کو بہت اچھی طرح معلوم تھا۔ تمام ہوا دیباچۂ دوم کتاب فوائد الفواد والحمد للہ رب العالمین اور اُمید ہے کہ آئندہ بھی جو کچھ زبان معجز بیان حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر سے سنا جائے گا احاطۂ تحریر میں آئے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

دیباچۂ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اشارت اسرار الٰہی یا بشارت انوار نامتناہی کہ لفظ دربار
زبان گوہر نثار حضرت خواجہ راستین ختم المجتہدین ملک المشائخ فی
الارضین نظام الدین (ہمیشہ قائم رکھے اللہ تعالیٰ برکت اور سعادت
ان کی انفاس نفیسہ سے سنے ہیں ان کو اس دیباچہ میں تحریر کیا ہے
بیت ۵ مجموعہ کہ بندہ تو حسن بنا نہاد ٭ ہم وقت پاک شیخنش جبینے نہاد

پہلی مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذلیقعد ۱۲ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو طبقات زمانہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری امت کے پانچ طبقے ہوں گے اور مدت ایام ہر طبقہ چالیس سال ہوگی۔ طبقہ اول طبقہ علم و مشاہدہ طبقہ دوم طبقہ صلاح و تقوی۔ طبقہ ثالث تواصل و تراحم طبقہ چہارم طبقہ تقاطع و تدابیر طبقہ پنجم ہرج و مرج ہے اس کے بعد آپ نے اس کی تفصیل مشرح بیان فرمائی کہ اہل طبقہ علم و مشاہدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور اہل طبقہ بر و تقوی تابعین رحمہم اللہ ہوئے ان کے بعد اہل تواصل و تراحم ہوئے اور تواصل کے یہ معنی ہیں کہ اگر دنیا ان کی جانب اقدام کرے وہ اس کو دوسرے کی جانب روانہ کریں خود روادار نہ ہوں اور اگر کوئی شخص جو اس دنیا میں ان کا مشترک ہو اور دنیا کو خود اپنی جانب کھینچے وہ دنیا کی دور دھیلی چھوڑیں اور اس کے پاس جانے دیں اور تراحم یہ ہے کہ اگر تمام دنیا ان کو دی جائے وہ اس کو نفقہ کریں اور راہ خدا میں ایثار کر ڈالیں۔ اس کے بعد طبقہ تقاطع و تدابیر ہوگا اور تقاطع اس کو کہتے ہیں اگر دنیا ان کے پاس آوے قبول کریں اور دوسرے

کو دینے کے روادار نہ ہوں اور اپنے بھائیوں سے دنیا کے لئے
پیٹھ پھیر لیویں۔ یہ تدابیر ہے اس کے بعد طبقہ پنجم ہرج مرج
سخت ترین از طبقات چہارگانہ ہے اس طبقہ کے لوگ ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے ہوں گے اور جان انسان
کے مار ڈالنے میں نفع دنیا کی غرض سے دریغ نہ رکھیں گے۔
مدت ان پانچ طبقوں کی دو سو برس ہوگی یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس
دو سو برس کے بعد بشکل انسانی اولاد پیدا ہونے سے سانپ اور کتا
پیدا ہونا بہتر ہوگا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ فرما کر رونے
لگے اور ارشاد فرمایا کہ یہ حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال
کے بعد سے تھا جو آپ کے دو سو برس بعد ختم ہو چکا ہے اب اس
وقت کا حال خود ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ اس کے بعد گفتگو مشغولی
حق اور ان چیزوں کے بارے میں جو اس ذکر کے مانع ہیں ہوئی۔
آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں اور
اب جب کسی وقت ان کا مطالعہ کرتا ہوں ایک چاشنی معلوم
ہوتی ہے میں اس وقت بہت حیران ہوتا ہوں کہ کس غم میں
آپڑا۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی جب کہ شیخ ابوسعید
ابوالخیر کا کام کمالیت کو پہنچا انہوں نے جملہ کتابیں جن کو پڑھا
تھا گوشہ میں رکھدیں اور بقول بعض دھو ڈالیں۔ اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ یہ امر ثبوت کو نہیں پہنچا کہ آپ نے کتابیں دھو

ڈالیں تھیں۔ البتہ اُن کو سنبھال کر کسی جگہ رکھدیا تھا ایک روز کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو سعید اپنا وعدہ بھول گیا کہ میرے سوا دوسری چیز سے مشغول ہوا جب آپ نے یہ بیان فرمایا رونے لگے اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی بیت۔ تو سایہ دشمنی کجا درنگنجی جائے کہ خیال دوست زحمت باشد۔ یعنی جس جگہ کہ کتب مشائخ فقہ و احکام شریعت حجاب کا موجب ہوں وہاں دوسری اشیا سے کس قدر زیادہ حجاب ہوگا۔ اور اس کا کیا ٹھکانا ہے

دوسری مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۲ ماہ ذالحجہ ۱۲ ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس روز بہت سے احباب آپ کی خدمت مبارک میں حاضر تھے بوجہ تنگی مکان بعض سایہ میں اور بعض دھوپ میں بیٹھے تھے آپ نے ان لوگوں کو جو سایہ میں تھے ارشاد فرمایا کہ ذرا گنجان بیٹھو کہ اور لوگوں کو جگہ ملے وہ دھوپ میں بیٹھے ہیں اور میں جلا جاتا ہوں اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ بدایوں میں ایک بزرگ مولانا شاہی موئے تاب نامی تھے ایک مرتبہ کئی دوست ان کو اپنے ساتھ بطریق سیر باہر لیگئے اور کھیر پکائی جب وہ کھیر سامنے لائی گئی

مولانا شاہی موئے تاب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے پکانے
میں خیانت کا دخل ہوا ہے اور وہ امر یہ تھا کہ جو وقت دودھ ابل
کر گرنے لگا تھا دو یاروں نے بخیال ضائع جانے کے پی لیا تھا۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ یہ بہت برا کام ہے الغرض مولانا شاہی موئے
تاب نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ دوستوں کے پاس تھوڑا
کھا کر طعام لائیں ان دونوں یاروں نے معذرت کی کہ دودھ دیگ میں
جوش کھا کر ابلنے لگا تھا اور نیچے گرتا تھا ہم نے جو باہر نکل کر گرا تھا
اس کو روک کر اٹھا لیا اگر خود سنبھال کر نہ پیتے وہ خاک میں ملجاتا۔
معذوری تھی آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ بھی خطا ہے نہ پینا
چاہیئے تھا گر جانے دیا ہوتا یہ عذر قابل سماعت نہیں ہے اس
وقت کئی احباب دھوپ میں ستے تھے عرق ان کے جسم سے خارج
ہوتا تھا اور پسینہ بہت آیا ہوا تھا آپ نے یہ معاملہ دیکھ کر اپنے
یاروں سے فرمایا کہ حجام کو بلاؤ کہ جس قدر پسینہ ان دوستوں کے
جسم سے خارج ہوا ہے اپنے جسم سے اس قدر خون نکالدوں
خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان کر کے فرمانے لگے کہ دیکھئے خواجہ شاہی
موئے تاب کا حسن معاملہ میں کس قدر محبت کس قدر انصاف تھا
اس کے بعد بزرگی حضرت خواجہ شاہی موئے تاب میں یہ حکایت
بیان فرمائی کہ شیخ نظام الدین ابو المؤید بیمار ہو گئے انھوں نے
حضرت شاہی موئے تاب کو طلب کر کے فرمایا کہ آپ دعا فرمائیں

کہ میری یہ بیماری صحت سے بدل جائے خواجہ شاہی نے عذر
کیا کہ آپ بزرگ ہیں یہ کام میرے لائق نہیں میں ایک بازاری
آدمی ہوں مولانا نظام الدین ابو المؤید نے فرمایا کہ آپ کو میرے حق
میں دعا کرنی ہی پڑے گی میں آپ کو کبھی معذور نہ رکھوں گا جب بہت
اصرار کیا گیا مولانا شاہی موئے تاب نے فرمایا کہ میرے دوست
ہیں ایک شریف دوسرا صابع ان کو بلا بھیجئے کہ وہ میری اس کام
میں امداد فرمائیں الغرض دونوں بلائے گئے۔ جب آئے آپ نے فرمایا
کہ مولانا نظام الدین نے ایسا کار اہم میرے سپرد کیا ہے کہ تم کو
اس امر میں میری امداد کرنی ہوگی سر سے سینے تک کے لیے میں
مشغول ہوتا ہوں اور بقیہ نصف حصہ کے لیے آپ مصروف
ہوں الغرض تینوں مشغول ہوئے اور بیماری شیخ نظام الدین کی جاتی
رہی یہ سب کرامت مولانا شاہی موئے تاب کی تھی۔ اس کے بعد
آپ کی کرامت کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ اکثر فرمایا
کرتے تھے کہ بعد میری وفات کے جس شخص کو کوئی مشکل پیش آئے
اس کو لازم ہے کہ پیوستہ تین روز تک میری زیارت کو آوے
انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مہم پوری ہو جائے گی اگر نہ ہو تو چوتھے
روز پھر آئے ضرور حاجت پوری گی اگر احیاناً پوری نہ ہو
تو پانچویں روز آکر میری قبر کی اینٹ کو اینٹ سے مارے یعنی
توڑ دے اس کے بعد گفتگو عظمت اولیاء کے بارے میں ہوئی۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ انبیا معصوم ہیں اور نزدیک فقرار کے اولیار بھی معصوم ہیں لیکن انبیا واجب العصمت اور اولیار جائز العصمت ہیں۔

تیسری مجلس

تاریخ ۲۲ ماہ ذالحجہ ۷۱۲ھ روز جمعہ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی ایک شخص نے حاضر ہو کر اس نیت سے کہ قرآن شریف یاد رہے فاتحہ کی درخواست کی آپنے دریافت فرمایا کہ کس قدر یاد کر لیا ہے جواب دیا کہ ثلث یاد کر چکا ہوں یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ باقی تھوڑا بھوڑا یاد کرو۔ اور پچھلا پڑھتے رہو اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے ایک شب شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ اور ان سے تحفظ قرآن شریف کیلئے فاتحہ کی درخواست کی انہوں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ صبح میں ایک عزیز کے پاس گیا اور ان سے یہ قصہ بیان کر کے فاتحہ کی درخواست کی۔ انھوں نے فرمایا کہ جیسا تم کو بدرالدین غزنوی نے تلقین فرمایا ہے۔ ویسا عمل میں لاؤ اور فرمایا کہ مقصود ان کے پڑھنے سے یہ ہے کہ تم بھی دوام پڑھتے رہو کہ قرآن شریف یاد رہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہر روز سوتے وقت قرآن شریف کی یہ دو آیتیں پڑھا کرو۔ البتہ تحفظ

قرآن مجید کے لئے حکم اکسیر رکھتی ہیں۔ والحکم الله واحد لا الٰہ الا ھوالرحمٰن الرحیم ۰ ان فی خلق السمٰوات والارض و اختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل الله من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ و تصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیات لقوم یعقلون ۰ اس کے بعد گفتگو قدرت باری عز اسمہٗ کے بارے میں ہوئی آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو آرزو اصحاف کہف کے دیکھنے کی ہوئی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی فرمان صادر ہوا کہ ہم نے حکم صادر کیا ہے کہ تم ان کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے آخرت میں دیکھوگے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کے دین میں شامل ہوجائیں یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر لائے اور چار آدمیوں سے کہا کہ اس کا ایک ایک گوشہ پکڑو یہ چار اصحاب حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہوا کو جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اڑا لئے پھرتی تھی طلب فرماکر ارشاد فرمایا کہ اس گلیم کو معہ چاروں یاروں کے اڑا کر غار اصحاب کہف پر لیجا ئے ہوا اڑا کر لے گئی اور غار کے منہ پر چھوڑ دیا۔

انہوں نے حسب تعلیم غار کے دروازے پر کھڑے ہوکر سلام عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو زندہ کرکے جواب سلام دلوایا اس کے بعد یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام ان پر عرض کیا انہوں نے صدق دل سے قبول کیا اور کلمہ پڑھا۔

چوتھی مجلس

روز دوشنبہ اول ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۱۴۰۷ سنہ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو نوافل واوراد کے پڑھنے کے بارے میں ہورہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شب میں نے حضرت خواجہ فریدالدین رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ روز سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر ہ پڑھا کرو میں نے بیدار ہوتے ہی موظبت اس ارشاد کی شروع کی اور اپنے دل میں کہا کہ حضرت کا اس ارشاد سے کوئی خاص مطلب ہوگا چند روز بعد مجھے کسی کتاب میں نظر آیا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھتا رہیگا وہ بغیر اسباب کے زندگی خوش بسر کریگا اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضرت کا یہ ارشاد خاص اسی غرض کے واسطے تھا۔ اس کے

بعد ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان کلمات کو ہر نماز کے بعد دس مرتبہ کہے گا چار غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب اس کو حاصل ہوگا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ اور مجھے حضرت خواجہ فریدالدین رحمتہ اللہ نے خواب میں فرمایا کہ بعد نماز عصر پانچ مرتبہ سورۂ عم یتساءلون پڑھا کرو میں نے بیدار ہوتے ہی آپ کے اس حکم کی تعمیل شروع کی اور اپنے دل سے کہا کہ اس میں بھی کوئی ضرور بشارت ہے چنانچہ ایک تفسیر میں لکھا دیکھا کہ جو شخص ہر روز بعد نماز عصر پانچ مرتبہ سورۂ نبأ پڑھے گا دل اس کا اسیر محبت حق تعالیٰ سبحانہ ہوگا یعنی خدائے تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں بیٹھ جائے گی۔ جیسے اس دار فانی میں کوئی کسی کا عاشق و گرفتار دام محبت ہو جاتا ہے اس سورت کا پڑھنے والا اسی طرح گرفتار محبت الٰہی ہوگا۔ یہ فوائد تمام فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے حاضرین تم بھی ان ادعیات کی مواظبت کرو۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پانچویں مجلس

روز دوشنبہ ۲۲ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۱۳۰۷ھ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ بعضے آدمی آپ کو اکثر برا کہتے ہیں اور ہم سے سنا نہیں جاتا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان سب کو

جو مجھے برا کہتے ہیں معاف کیا تم کو چاہیے کہ تم بھی معاف کرو اور اس شخص سے خصومت نہ کرو اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ چھجو ساکن اندرپت ہمیشہ مجھے برا کہتا تھا بلکہ میرا برا چاہتا تھا برا کہنا سہل ہے لیکن برا چاہنا بہت خراب الغرض جب وہ مرگیا میں اس کی قبر پر گیا اور دعا کی کہ جو کچھ اس نے میری نسبت برا بھلا کہا ہے یا کیا ہے میں نے اس کو معاف کیا میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو میری وجہ سے اس کو عقوبت نہ فرما۔ اور اسی وقت ارشاد فرمایا کہ جب دو شخصوں کی درمیان رنجش ہو جائے لازم ہے کہ ایک شخص اس کی جانب سے اپنا دل صاف کرے امید ہے کہ اس کا بھی دل صاف ہو جائے گا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اسکے برا کہنے سے کیوں برا مانوں بزرگان دین کا فرمودہ ہے کہ مال صوفی کا وقف اور خون اس کا مباح ہے جب یہ ارشاد ہے پھر برا ماننا اور خصومت ہرگز نہ کرنا چاہیئے اس وقت ایک شخص نے آ کر یہ حکایت بیان کی کہ آپ کے چند مرید فلاں موضع میں گئے اور وہاں مجلس سماع قائم کی جس میں مزامیر بھی تھا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اس امر کو ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو منع کر دیا کہ مزامیر اور دیگر محرمات سماع کے درمیان بالکل نہ ہونا چاہیئے۔ انہوں نے جو کیا ہے اچھا نہیں اور دربارۂ حرمت مزامیر بہت غلو فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر امام نماز میں ہو۔

اور مقتدیوں میں عورتوں کی صف بھی ہو اور امام سے سہو ہو جائے پس مقتدی مرد کو لازم ہے کہ سبحان اللہ کہے کہ امام اپنی غلطی معلوم کرے اور وہ غلطی اگر کسی عورت کو معلوم ہو جائے وہ زبان سے سبحان اللہ نہ کہے اور نہ دستک دے بلکہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر داہنا ہاتھ اُلٹا مارے کہ آواز ہو اور تالی نہ بجے کہ تالی بجانا بھی لہو ہے جب یہاں تک منع کیا گیا ہے پس مزامیر و دیگر محرمات سے بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہیئے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص مقامات طریقت سے گر پڑے گا۔ وہ شرع میں گر پڑیگا اور جو شخص شرع سے گر یگا اس کا کہیں ٹھکانا نہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشائخ کبار اور ان لوگوں نے جو اس کے اہل ہیں راگ سنا ہے اور جو شخص صاحب ذوق ہے اور صاحب درد ہے وہ ایک بیت کے سننے سے مست ہو جاتا ہے اور رقت اس کو ہو جاتی ہے خواہ مزامیر درمیان میں ہو یا نہ ہو اور جو صاحب ذوق نہیں ہے اگر اس کے سامنے تمام زمانے کے ڈھول بجائے جائیں اس کو مطلق خبر نہ ہوگی پس معلوم ہوا کہ یہ کار متعلق بدرد ہے نہ متعلق بہ مزامیر وغیرہ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مرد کو تمام روز حضور میسّر ہونا سخت مشکل بلکہ ناممکن ہے اگر تھوڑی سی دیر حضور حاصل ہو جائے غنیمت ہے کہ بقیہ روز بھی اس کے صدقہ سے باراحت ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی جماعت میں اگر کوئی شخص صاحب ذوق ہو اس

مجلس کے تمام آدمی اس کی پناہ میں ہوں گے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ پاک پٹن کا قاضی ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ سے پرخاش رکھا کرتا تھا یہاں تک کہ غایت خصومت سے ملتان گیا اور وہاں کے صدور آئمہ سے کہا کہ یہ کس حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسجد میں بیٹھے اور راگ سنے کسی وقت اس کو وجد ہو اور وہ مسجد میں تواجد کرے ان لوگوں نے سنکر دریافت کیا کہ یہ واقعہ کس کا ہے۔ قاضی نے جواب دیا کہ یہ معاملہ شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کا ہے حضرت شیخ الاسلام کا نام سنکر انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جسقدر سماع سنا ہے اور جو تشبیہ اور استعارے سنے ہیں ان سب کی نسبت حضرت شیخ الاسلام سے کی ہے اور ان کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ پر عمل کیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حالت حیات حضرت شیخ شیوخ العالم رضی اللہ عنہ میں ایک مجلس میں میں نے یہ بیت سنی۔

مخرام بدیں صفت مبادا ؛ کز چشم بدت رسد گزندے

مجھے اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ شیخ اور ان کی کمال بزرگی و غایت فضل یاد آئی اور اس قدر رقت ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ حالانکہ قوال نے چاہا کہ اور آگے کے شعر گائے میں نے منع کیا اور یہی شعر گوایا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر جب یہاں تک

بیان کر چکے تو رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے تھوڑے
روز بعد حضرت شیخ شیوخ العالم نے انتقال فرمایا۔ رحمتہ اللہ علیہ
اس کے بعد دوبارہ حمل و تاویل معانی اشعار سماع میں یہ حکایت
بیان فرمائی کہ فردائے قیامت ایک شخص کو فرمان ہوگا کہ تو نے دنیا
میں سماع سنا ہے وہ عرض کرے گا کہ ہاں میں نے سنا ہے حکم
ہوگا کہ جو اشعار تو نے سنے ہیں ان کو ہمارے اوصاف پر حمل کیا
جواب دیگا کہ ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے ارشاد ہوگا کہ اوصاف
حادث اور ذات ہماری قدیم ہے حادث کی قدیم سے نسبت نہیں
ہوسکتی یہ شخص حیران ہوگا اور عرض کریگا کہ میں نے غایت محبت
سے ایسا کیا پس ہم نے بھی تجھے معاف کیا اور اپنی رحمت تجھ پر
نازل کی کہ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر
لائے اور ارشاد فرمایا کہ عتاب ان پر ہے کہ جو غایت محبت میں
مستغرق ہیں اور لوگوں کی نسبت کیا کہا جائے ۔ اس کے بعد گفتگو
معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہوئی آپ نے
ارشاد فرمایا کہ حیوانات و جمادات نے بھی فرماں برداری آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ہے۔ اور اس باب میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ رسول مقبول صلعم
مبعوث ہوئے آپ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بجانب یمن بھیجا اور ارشاد
فرمایا کہ وہاں ایک چشمہ عین الرعاف نامی ہے۔ تم جا کر اس چشمہ سے میرا سلام کہو
اور بیان کرو کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے ہیں، جب معاذ رضی اللہ عنہ

اس چشمہ پر پہنچے آپ کا سلام پہنچایا اور دعوت اسلام کی چشمہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کی۔ اور ایمان لایا اس چشمہ کے پانی کی یہ خاصیت تھی کہ جو شخص اس چشمہ کے پانی کو پیتا تھا اسے نکسیر جاری ہوجاتی تھی۔ اسلام لانے کے بعد وہ تاثیر اس کے پانی سے جاتی رہی۔ اس کے بعد گفتگو اسم اعظم کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اسم اعظم معلوم ہے بیان فرمایئے کونسا نام اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے آپ نے جواب دیا کہ معدہ کا لقمہ حرام سے خالی رکھنا اور دل کو محبت دنیا سے خالی کرنا ہی اسم اعظم ہے۔ اس کے بعد جس نام سے اللہ تعالیٰ کو پکاروگے وہی اسم اعظم ہوگا۔ اسی اثنا میں کھانا سامنے لایا گیا اور نمک دسترخوان پر رکھا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا کھانے کی نمک سے کرنی چاہیئے۔ انگلی کو لعاب دہن سے تر کرکے نمک اٹھانا کسی حدیث میں نہیں آیا ہے اور ایک انگلی کے ذریعہ سے اگر تر نہ کیا جائے نمک نہیں اٹھا سکتا ہے پس انگشت شہادت کو انگشت نر سے ملاکر نمک اٹھانا چاہیئے بندہ نے شکریہ اس فائدہ میں عرض کیا کہ الحمدللہ آج نمک تجدید ہوا یہ سنکر حضرت ذکراللہ بالخیر نے تبسم فرمایا اور مولانا محی الدین کاشانی نے بندہ کے سخن کو تزکیہ فرمایا اور خدمت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر میں دوبارہ عرض کیا اور کہا کہ یہ ملوح ہیں آپ نے اس

مطائبہ کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی کہ کسی شخص نے شمس الملک
کے پاس آکر کسی شے کی توقع کی شمس الملک نے اس کے دفعہ میں
جواب دیا۔ سائل جواب پاکر بھی کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شمس الملک
نے دریافت کیا کہ تم کیوں نہیں جاتے اس نے کہا کہ مجھے جواب
ملنا چاہیئے شمس الملک نے کہا کہ چل دیجیئے اس سے بڑھکر اور کوئی
جواب نہیں ہے ؛

چھٹی مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۹۔ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر

والظفر کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ آج
میں اس طرف اپنے اقربا کی ملاقات کے واسطے آیا تھا بعضے یار ایسا
کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کام کے لیے اس طرف
آوے اس کو لازم ہے کہ آپ کی خدمت شریف میں حاضر نہ ہو۔ میں
بھی جانتا تھا کہ یہ سوء ادبی ہے اور یہ امر رسم کے خلاف ہے مگر
میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ اس طرف آکر آپ کی زیارت سے مشرف
ہوئے بغیر چلا جاؤں جذبہ دل کشاں کشاں لایا ہے۔ حضرت
خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی سوء ادبی نہیں ہے۔
اللہ آپ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے اور اس وقت یہ بیت
زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ در کوئے خرابات وسرائے او باش

منع نہ بود بیا و بنشیں و بباش ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشایخ کی رسم ہے کہ کسی شخص کو اشراق سے پہلے اور عصر کے بعد اپنی خدمت میں نہیں آنے دیتے لیکن میں نے کسی وقت کی قید نہیں لگا رکھی ہے جو وقت کوئی اطلاع کراتا ہے میں فوراً بلا لیتا ہوں ۔ اس کے بعد گفتگو اس بارے میں ہوئی کہ بعض آدمی حج سے واپس آکر روز و شب وہاں کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے فلاں مقام فلاں چیز دیکھی اور فلاں فلاں مقام کی زیارت کی اور وہاں ایسا ایسا ہوتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ان کے نفس کی شامت ہے ایسا کرنے سے ریا کا دخل ہوتا ہے اور یہ ان کا حج فروشی سے خالی نہیں ہوتا اور اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ۔ اس کے بعد گفتگو خدمت و مراعات و رضا کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا ۔ بغیر خدمت کئے کیونکر مخدوم ہو سکتا ہے ۔ اور اسوقت یہ کلمات زبان مبارک سے ارشاد فرمائے مَنْ خَدَمَ خُدِمَ اس کے بعد گفتگو حسنِ معاملہ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے دس سنتوں کو پانچ متعلق بسر و پانچ متعلق بہ چشم ہیں کیا خوب نظم کیا ہے ۔ بیت

دہ سخن در دو سخن آوردی ۔ کار کن کار کیں ہمہ سخن است ۔

ساتویں مجلس

روز چہار شنبہ ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۳ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی اس دن ایک رئیس نے دو باغ اور بہت سی
زمین کی سند تملیک آپ کی خدمت میں بھیجی تھی اور بذریعہ عرضی کے
بہت ہی اظہار عقیدت و عبودیت کیا تھا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے
قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں باغ و زمین کیا کروں گا پھر متبسم ہو کر
فرمانے لگے کہ اگر میں ان کو قبول کروں میری نسبت کہیں گے کہ شیخ صاحب
باغ و آراضی میں باغ کی سیر اور آراضی کی تردد کے واسطے جاتے ہیں میرے
حال پر افسوس ہے جو میں اس کام کو کروں یہ ارشاد فرما کر آپ آنکھوں
میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجگان میں سے کسی
نے ایسی اشیاء قبول نہیں کی ہیں۔ اس کے بعد یہ حکایت ارشاد فرمائی
کہ ان ایام میں جب سلطان ناصر الدین ملتان گئے اجودھن سے گذرے
تھے سلطان غیاث الدین اس وقت الغ خاں تھے یعنی بادشاہ
نہیں ہوئے تھے وہ شیخ الاسلام کی زیارت کو آئے اور کچھ زر نقد
نذرانہ اور چار گاؤں کی مثال معافی شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے آگے رکھی۔
آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے الغ خاں نے کہا کہ نذرانہ ہے ۔
نقد برائے صرف درویشاں اور مثال دیہات خاص آپ کے لئے
ہیں شیخ الاسلام نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ نقد رہنے دو کہ
درویشوں کے خرچ میں یکجا صرف کیا جاوے گا اور مثال دیہات لیجاؤ
کہ اس کے طالب بے شمار ہیں مجھے مطلوب نہیں اور اشارہ اس حکایت میں
یہ حدیث ارشاد فرمائی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ۔

وما دخل بیتاً الا دخل دخلاً۔ اس کے بعد یہ حکایت ارشاد فرمائی
کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے محل میں بیان فرمائی
تھی۔ کہ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے تھے اور وہاں دو چوب
کشت رکھی ہوئی تھی کہ ان سے کشت کی جاتی تھی اور جوڑی ہانکی جاتی
تھی آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا ودخل بیتاً الا دخل ذلاً۔ اس
کے بعد ذکر جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کا ہوا آپ نے ارشاد فرمایا
کہ انہوں نے ایک خط بزبان عربی شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی
خدمت میں بھیجا میں نے اس خط کو دیکھا ہے اس میں لکھا تھا۔ من
احب ۲ فتحاد النساء لم یفلح ابداً اور ذکر صیغہ بھی اس خط میں کیا
تھا اور صیغہ زمین کشت وغیرہ اور ایسی ہی چیزوں کو کہتے ہیں۔
الغرض مجھے عبارت عربی اس خط کی بتمامہ یاد نہیں الا اس میں لکھا
تھا کہ جس نے دل صیغہ پر باندھا وہ دنیا کا بندہ ہوگیا۔ بندہ نے شیخ
جلال الدین نور اللہ مرقدہٗ کا حال پوچھا کہ وہ کس کے مرید تھے آپ
نے ارشاد فرمایا کہ وہ شیخ ابوسعید تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید
تھے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ اس کے بعد گفتگو اوراد کے بارے میں
ہوئی۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے اس حدیث صاحب الورد
ملعونٌ کے معنی پوچھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث اہل کتاب
کے ایک شخص کے بارے میں ہے اور یہ معاملہ اس طرح پر ہے
کہ آنحضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا گیا کہ فلان

یہودی یا فلاں نصرانی ورد بہت پڑھا کرتا ہے کہ ان کو ان کی اصطلاح میں نمغیشا کہتے ہیں آپ نے جب یہ سخن استماع فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ صاحب الورد ملعونؒ جب یہ خبر اس کتابی کو پہنچی وہ تارک الورود ہو گیا۔ آپ نے یہ سخن استماع فرما کر ارشاد فرمایا کہ صاحب تارک الورود ملعونؒ۔ اور بعضے علمائے ذین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے اور اس کی تاویل اس طرح سے ہے کہ اگر کوئی شخص بے نماز ورد ترک کرے ایسے شخص کا وعید تارک الورود ملعونؒ ہو گا اور اگر کوئی ایسا شخص کہ معاملات مسلمانوں کے اس کی ذات سے وابستہ ہوں اور اجرائے مہمات اس کی ذات پر موقوف ہوں اور وہ ورد اس طرح پر کہ اس کو فرصت نہ ملے کہ وہ مسلمانوں اور عوام کی اصلاح اور قضایا کے فیصل کرنے کی طرف متوجہ ہو سکے پس وعید اس کا صاحب الورد ملعونؒ ہو گا۔ بندہ نے اس وقت عرض کیا کہ اگر کسی شخص کو کوئی ضروری کام درپیش ہو یا ایسا عذر ہو کہ وہ ورد کو اس کے وقت مخصوص پر ادا نہ کر سکے اور رات کو بوقت فرصت پڑھے اس سے کسی قسم کا ہرج تو نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ ہرج نہیں اگر دن کا وظیفہ رہ جاوے رات کو پڑھے اور اسی طرح رات کا ورد دن کو پڑھے۔ کیونکہ شب خلیفہ روز اور روز خلیفہ شب ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بے عذر تارک الورد کا حال تین حال سے خالی نہ ہو گا۔ یا اسے میل شہوت بحرام ہو گا۔ یا حشمت بے محل ہو گی۔ یا کوئی اور اس پر نازل ہو گی

اسی امر کے ضمن آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ مولانا عزیز زاہد رحمتہ اللہ علیہ ایک روز گھوڑے سے گر پڑے چوٹ سخت لگی۔ ان سے حال پوچھا گیا فرمانے لگے کہ میں ہر روز سورۂ یٰسین پڑھا کرتا تھا۔ آج نہیں پڑھی تھی اس وجہ سے مجھے یہ نقصان پہنچا۔

آٹھویں مجلس

روز چہار شنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۳ سنہ ۷۰۸

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو نظم و تحمیلات غزل کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص معانی اشعار کو اپنی سمجھ کے موافق حمل کرتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز شیخ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ یہ بیت بار بار زبان مبارک پر لاتے تھے :۔ نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر بروں داری۔ کسی سرش نمید اند زباں درکش زباں درکش ؛ آپ شام تک یعنی مغرب کا وقت آگیا پڑھتے رہے حالانکہ وقت افطار بھی یہ شعر پڑھا اور سنا گیا کہ وقت سحر بھی آپ اس بیت کو پڑھتے تھے اور ہر مرتبہ جب آپ اس شعر کو پڑھتے تھے۔ چہرۂ انور متغیر ہو جاتا تھا واللہ اعلم آپ کیا سمجھتے تھے۔ اور آپ اس شعر کو کس کس امر پر محمول فرماتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ بہاؤ الدین زکریا اپنے مکان کے دروازے پر ایک ہاتھ ایک طبق میں اور دوسرا ہاتھ۔

دوسرے طبق میں رکھے ہوئے کھڑے تھے اور بار بار یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرماتے تھے شعر کردی صنما بر سر ما یار دیگر ، ما ہیچ نہ کردیم خدا امید اند۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ واللہ اعلم آپ کا محمول علیہ اس شعر کا کیا تھا اور مقصود کیا رکھتے تھے۔ اس کے بعد گفتگو توکل کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر حالت میں بھروسہ اللہ تعالیٰ کا رکھنا چاہیئے اور کسی شخص کی امداد کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک متاع دنیا اوس کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ اس کے بعد یہ حکایت اس امر کی متضمن بیان فرمائی کہ شیخ ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ کعبہ شریف کے سفر میں تھے آپ کو ایک لڑکا ملا جس کے پاس اسباب اور زاد راحلہ بالکل نہ تھا آپ نے اس طفل سے دریافت فرمایا کہ کہاں جاؤ گے اس نے جواب دیا کہ خانہ کعبہ کو جاتا ہوں آپ نے اسباب کی نسبت سوال کیا لڑکا کہنے لگا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے زاد و راحلہ دنیا میں بھیجا ہے کیا اس سے یہ بعید ہے کہ مجھے بغیر اسباب کے خانہ کعبہ پہنچا دے فی الجملہ جب حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ خانہ کعبہ میں پہنچے اس لڑکے کو دیکھا کہ آپ سے پہلے آگیا تھا اور طواف کعبہ کر رہا تھا اور ابراہیم خواص کو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ اے ضعیف الیقین اپنے ضعف یقین سے توبہ کر اللہ تعالیٰ

کو بڑی قدرت ہے اسی وقت یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ کفن چور حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا۔ سلطان العارفین نے اس سے پوچھا کہ تو نے کتنے آدمیوں کا کفن چرایا ہے اس نے جواب دیا کہ ایک ہزار آدمیوں کا کفن چرایا ہے آپ نے پوچھا کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کا منہ قبلہ کی طرف تھا جواب دیا کہ دو شخصوں کا منہ قبلہ کی طرف تھا۔ اور باقی سب کا پھرا ہوا تھا۔ حاضرین نے خواجہ بایزید رحمتہ اللہ سے پوچھا کہ اس کی وجہ بیان فرمایئے آپ نے فرمایا کہ صرف ان دو شخصوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد تھا اسی وجہ سے منہ ان کا نہ پھرا۔ اس کے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مشایخ نے رزق کو چار قسم پر تقسیم کیا ہے۔ رزق مضمون رزق مقسوم رزق مملوک رزق موعود۔ رزق مضمون کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ اس کو خرچ روزمرہ پہنچے وہ کافی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے بمصداق آیۃ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا اور رزق مقسوم یہ ہے کہ بروز ازل اس کی قسمت اور لوح محفوظ میں اس کے واسطے لکھا گیا ہے اور رزق مملوک یہ ہے کہ اس کے پاس ذخیرہ حوائج ضروری کا ہو اور رزق موعودہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے صالحین وعابدین سے وعدہ کیا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ توکل رزق مضمون میں ہوتا ہے اور دوسرے رزقوں میں نہیں ہوتا کہ جو رزق

مقسوم ہے اس میں توکل کا کیا دخل ہے اور جو پاس ہے اس سے توکل کو کیا واسطہ ہے اور جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی پہنچے گا اس سے توکل کو کیا واسطہ ہے اور جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی پہنچے گا اس سے توکل کو کیا تعلق ہے۔ توکل رزق مضمون میں ہے یعنی جانے کہ جو کچھ کہ میری کفالت کے لئے ہے وہ مجھے ضرور پہنچے گا۔

نویں مجلس

روز یکشنبہ ۲۹ ماہ جمادی الآخر ۱۳ ۔۔ ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو فضیلت نماز با جماعت کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ پیوستہ جماعت سے نماز پڑھتے ہو میں نے عرض کیا کہ میرے غریب خانہ کے متصل مسجد ہے مگر کوئی موذن یا دوسرا شخص ایسا وہاں نہیں رہتا کہ اگر بندہ کسی ضروری حاجت کو رفع کرنے کو چلا جاوے وہ دوات قلم و کاغذ کی نگہبانی کرے اس سبب سے میں اپنے مکان میں جماعت سے نماز پڑھ لیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ خیر نماز با جماعت ہو جاتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نماز با جماعت مسجد میں پڑھی جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دیگر انبیا علیہم السلام کے زمانہ میں نماز سوائے اس جگہ کے جو اس کے لئے موضوع کی گئی تھی اور کہیں نہیں ہو سکتی تھی مگر عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بغایت مہربانی ہوئی کہ جہاں ممکن ہو سکے

پڑھ لی جائے اور اسی طرح زکوۃ بھی انبیا پیشین کی امم پر چوتھا حصہ مال کا تھا اور اپنی شریعت میں دوسو روپیہ پر پانچ روپیہ ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص زکوۃ دیتاہے اس کو بخیل نہیں کہہ سکتے صفت بخل اس سے اٹھ جاتی ہے لیکن سخی اس کو کہتے ہیں جو زکوۃ سے زیادہ دیوے اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ اس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے۔ السخی حبیب اللہ وان کان فاسقاً اُسی وقت حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ حدیث اربعین میں لائی گئی ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ چہل حدیث میں لکھا ہے وہ صحیح ہے اس کے سخی اور جواد کا فرق بیان فرمایا کہ سخی وہ ہوتاہے جو زکوۃ سے زیادہ دیوے لیکن جواد وہ ہے جو بہت بخشش کرے اور دوسو میں پانچ ہی نگاہ رکھے اور باقی کل نفقہ کرے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین مسعود گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زکوۃ تین قسم کی ہے زکوۃ شریعت زکوۃ طریقت اور زکوۃ حقیقت زکوۃ شریعت دوسو روپیہ میں سے پانچ روپیہ دینا اور زکوۃ طریقت دوسو روپیہ میں سے پانچ باقی رکھنا اور زکوۃ حقیقت سب کچھ دے ڈالنا ہے۔ اس کے بعد بہ نسبت زکوۃ یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے علمائے عصر سے فرماتے تھے کہ اے گروہ علماء اپنے علم کی زکوۃ دو آپ سے پوچھا گیا کہ مقصود اس کا کیاہے آپ نے فرمایا کہ اگر دو حدیث پہنچی ہوں پانچ پر ضرور ہی عمل کرو۔ اس کے

بعد گفتگو فضیلت مولانا رضی الدین صنعانی صاحب مشارق کے بارے میں
ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی یہ تحریر کہ یہ میری کتاب حجت ہے
میرے اور حق تعالیٰ کے بیچ میں صحیح ہے ان کا حال یہ تھا کہ اگر کسی
حدیث میں ان کو شکل ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھتے اور آپ سے تصحیح فرما لیتے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ
بدایوں کے رہنے والے تھے۔ اور کول میں نائب شرف مقدر ہو گئے تھے
شرف ان کا افسر تھا وہ بھی اہل علم سے تھا۔ ایک روز کچھ گفتگو ہو گئی
شرف نے کچھ بیان کیا آپ نے سنکر تبسم فرمایا شرف نے کہا کہ اس
کا فیصلہ کر دیجئے۔ یہ کہکر دوات آپ کے پاس بھیجی کہ سوال لکھہ دیجئے۔
آپ کو برا معلوم ہوا اور اس جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے
کہ مجھے جاہلوں میں اٹھنا بیٹھنا نہیں چاہیئے۔ اس کے بعد آپ والی
کول کے لڑکے کو پڑھانے لگے۔ سو ٹنکہ آپ کو ملتے تھے آپ
اسی پر قانع تھے پھر حج کو تشریف لیگئے اور بغداد شریف بھی گئے
اور پھر پھر اکر دہلی واپس تشریف لائے اس زمانہ میں دہلی میں علماء
کیا رہتے آپ دیگر علوم میں سب سے متساوی تھے مگر علم حدیث
سب سے بڑھکر جانتے تھے کہ اس علم میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا
اس کے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ کام اُن
کا ایک حدیث کی وجہ کمال کو پہنچا اور وہ معاملہ یہ تھا کہ آپ نے
جب کول سے عزم حج کیا۔ جوتیاں خرید کر پیروں میں پہنی اور

روانہ ہوئے ایک ہی منزل میں تھک گئے اور آگے پیادہ پا چلنے
کی ہمت نہ تھی اسی اندیشہ میں تھے کہ والئ کوئل کا لڑکا آپ کی خدمت
میں آیا عمدہ گھوڑے پر سوار تھا۔ آپ کو یہ گھوڑا پسند آیا اور دل
میں کہا کہ اگر یہ گھوڑا مجھے مل جاتا تو سفر بآسانی تمام ہوگا اس فکر
میں تھے کہ آپ کے شاگرد پسر والئ کوئل نے آپ کے پیر پکڑ لیے
اور الٹا لوٹا لیجانے کے واسطے بہت اصرار کیا مگر آپ نے نہ مانا جب
ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ واپس نہ چلیں گے وہ گھوڑا آپ کی نذر کیا
آپ نے قبول فرمایا اور آگے روانہ ہوئے الغرض مع الخیر خانہ کعبہ پہنچے
حج کیا اور وہاں سے واپس بغداد گئے بغداد میں ایک عالم ابن زہری سنے
منبر پر بیٹھ کر وعظ کہتے تھے اور ان کے گرد اگرد علماء اس ترتیب سے بیٹھے
تھے کہ جو علم و کمال میں افضل ہوتے وہ صف اول میں اور ان سے کمتر
صف دوم میں اور ان سے کم صف سوم میں بیٹھتے تھے غرضیکہ حسب
مدارج بیٹھتے تھے ابن زہری منبر پر بیٹھ کر حدیث شریف بیان فرماتے
اور یہ علما اس تقریر کو تحریر کرتے جاتے تھے مولانا رضی الدین
بھی ابن زہری کی مجلس میں گئے چونکہ ہر شخص ان سے ناآشنا تھا آپ
کو سب سے آخر کی صف میں جگہ ملی اور ابن زہری نے حدیث بیان کرنی
شروع کی اور موافقت با موذن کا بیان شروع کیا کہ موذن جس
وقت اذان کہے سامعین کو اس کا ساتھ بآواز پست دینا چاہیئے۔
اور یہ حدیث پڑھی کہ اذا سکب المؤذن سکوب سکب کا مصدر

ہے اور اس کے معنا ہیں پانی بہانے کے یعنی جب آواز موذن کی کان میں پڑے چاہیئے کہ تم بھی اس سے موافقت کرو اور وہی کہو جو وہ کہتا ہے آپ نے ابن زہری کے الفاظ حدیث سنکر ارشاد فرمایا کہ بجائے لفظ سکب کے سکت ہے اور مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ موذن جب ایک کلمہ کے بعد ساکت ہو سامعین کو اس وقت کہنا چاہیئے ایک شخص نے آپ کا یہ ارشاد سنا اور دوسرے سے کہا شدہ شدہ آپ کا یہ ارشاد ابن زہری کو بھی معلوم ہوگیا۔ آپ نے سامنے بلایا اور فرمانے لگے کہ ہر دو الفاظ بامعنی ہیں کتاب دیکھنی چاہیئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی کتاب دیکھی گئی۔ دونوں سخن موجبہ لکھے ہوئے تھے۔ اور از سکت کی نسبت لکھا تھا کہ یہ اصح ہے یہ خبر خلیفہ کو پہنچی مولانا رضی الدین کو بلایا اور اعزاز تمام کیا اور آپ سے کچھ پڑھا القصہ بغداد سے دہلی آئے بدایوں میں آپ کا استاد تھا جو مرد بزرگ صاحب نعمت تھا ان کے پاس ایک کتاب ملخص تھی مولانا رضی الدین نے وہ نسخہ کس وقت ان سے طلب کیا تھا اور انہوں نے اسکے دینے میں دریغ روا رکھا تھا اب مولانا باوفور علم دہلی آئے اور کسی روز ہنگام تذکرہ ذکر کیا کہ میرے استاد نے کتاب ملخص بھی مجھے نہ دی تھی۔ اب مجھے اتنا کمال ہوگیا ہے۔ کہ صاحب ملخص کو کئی سال پڑھا سکتا ہوں آپ کے استاد اس وقت تک زندہ تھے۔ مولانا رضی الدین کا یہ فرمودہ آپ کی خدمت

میں بھی کسی نے عرض کیا فرمانے لگے کہ حج اس کا قبول نہیں ہوا ہے اگر قبول ہوتا تو وہ ایسی بات کبھی نہ کہتا یہ ارشاد فرما کر حضرت ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ان کے صدق کی تعریف کرنے لگے اس کے بعد کھانا سامنے لایا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ثرید کرو اور یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک مرتبہ بہت سے درویش شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کھانا سامنے لایا گیا اور آپ نے سب کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ روٹی شوربے میں چور کر کھاتا تھا آپ نے فرمایا کہ ان درویشوں میں صرف اس شخص کو درویشانہ کھانا آتا ہے اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ ثرید کو دوسرے طعام پر ایسی فضیلت ہے جیسے مجھے تمام انبیا پر اور عائشہؓ کو تمام عورتوں پر فضیلت ہے

دسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۴ ماہ مبارک رجب ۱۳؁ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو با جماعت نماز کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے جماعت سے نماز پڑھنے کی بہت تاکید فرمائی اگر دو شخص ہوں وہ بھی نماز جماعت سے پڑھیں۔ اگرچہ دو آدمیوں سے ملکر پڑھنے سے جماعت نہیں ہوتی تاہم ثواب

جماعت کا ملتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اس وقت سوائے عبداللہ بن عباسؓ کے اور کوئی شخص حاضر نہ تھا آپ نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر کھڑا کرلیا اور نماز شروع کی حضرت عبداللہ نے نہایت تعظیم سے آپ کے برابر کھڑا رہنا مناسب نہ جانکر اپنی جگہ پیچھے ہٹ گئے آپ نے پھر اپنے برابر کھڑا کیا الغرض دو تین مرتبہ ایسا واقعہ ہوا۔ یہ حال دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت حال فرمایا جواباً عرض کیا کہ میری مجال نہیں جو رسول رب العالمین کے برابر کھڑا ہوں آپ کو ان کا یہ حسن ادب نہایت خوش معلوم ہوا اور ان کے حق میں دعائے اللھم فقہ فی الدین کی یہ فرماکر خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس بعد حضرت علی کرم اللہ عنہ کے سب سے زیادہ فقیہہ تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں کو جن کا نام عبداللہ تھا۔ عبادالله ثلثہ کہا گیا ہے اور وہ تینوں یہ ہیں عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن عمر۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ اوائل حال میں عبداللہ بن مسعود بکریاں چراتے تھے۔ ان ہی ایام میں ایک روز آنحضرت صلعم مع حضرت ابوبکر صدیق رضہ جنگل میں برائے تفریح طبع گئے بکریاں کا گلہ چرتے دیکھ کر چرواہے سے تھوڑا سا دودھ مانگا۔ وہ چرواہے حضرت عبداللہ ابن مسعود تھے کہنے لگے کہ میں امین ہوں دودھ نہیں دے سکتا حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ پیغمبر ختم الرسل ہیں اور میں ابوبکر ان کا دوست ہوں۔ اگر تھوڑا سا دودھ دو گے کہ ہم کو دو گے کچھ حرج نہ ہوگا۔ آپ نے بہت لجاجت سے کہا کہ میں امانتدار ہوں۔ مجھے دودھ دوھنے کی اجازت نہیں ہے۔ مجبور ہوں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر ایسی بکری لاؤ جو گابھن نہ ہوئی ہو اور نہ ابتک بچہ دیا ہو۔ حضرت عبد اللہ ایسی ہی بکری چھانٹ کر لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا کہ تھنوں میں دودھ رواں ہوا اور دوھا گیا۔ اور یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبد اللہ ٹھنگنے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا کہ عبد اللہ کنیف العلم یعنی خریطہ علم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ٹھنگنے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خریطۂ خورد کو کنیف کہتے ہیں۔ کنف لفظ غلط العام ہے اصل صحیح لفظ کنیف ہے۔ اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ کو کنیف العلم کہا ہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص رئیس نام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا ایک روز اس نے خواب دیکھا گویا کہ ایک قبہ ہے اور خلق اس کے گرداگرد کھڑی ہوئی ہے اور ایک ٹھنگنا شخص اس قبہ میں آتا اور جاتا ہے اور لوگوں کے پیغام پہنچاتا ہے۔ رئیس کہتے تھے کہ میں نے دریافت کیا کہ اس قبہ میں کون تشریف فرما ہیں اور یہ پیغام رساں کون صاحب ہیں۔ کسی نے جواب دیا کہ قبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور یہ آدمی عبد اللہ ابن مسعود ہیں۔ جو باہر آتے ہیں اور دنیا والوں کے

پیغامات اندر لیجاتے ہیں اور جواب لاتے ہیں۔ رئیس کہتے تھے کہ میں عبداللہ ابن مسعود کے قریب گیا اور عرض کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں آپ اجازت دلا دیجئے۔ عبداللہ بن مسعود یہ معروضہ سنکر اندر تشریف لے گئے اور باہر آکر جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تجھکو اہلیت ابھی ہماری زیارت کی نہیں ہوئی ہے لیکن میرا سلام قطب الدین کو پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ تم ہر شب پہلے میرے پاس تحفہ بھیجتے تھے اور پہنچتا تھا اب تین شب سے نہیں آیا۔ مانع اس کا بخیر ہو یہ خواب دیکھ کر رئیس کی آنکھ کھل گئی۔ اور انہوں نے حضرت قطب الدین نور اللہ مضجعہ کی خدمت میں ہوکر عرض کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے شیخ قطب الدین اس حکم کے سنتے ہی واسطے تعظیم کے اٹھ کھڑے ہوئے اور دریافت فرمایا کہ کچھ اور بھی کہا ہے رئیس نے عرض کیا کہ اور یہ فرمایا ہے۔ کہ آپ ہر شب تحفہ بھیجتے تھے وہ پہنچتا تھا مگر اب تین شب سے نہیں پہنچا اس کا مانع بخیر ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور اس عورت کو طلب کیا۔ جس سے تین روز ہوئے نکاح کیا تھا اور اس کا مہر ادا کر کے طلاق دیدی اور یہ معاملہ عدم ارسال تحفہ اسی سبب سے ہوا تھا کہ آپ نے اس عورت سے نکاح کیا تھا اور تین شب اس سے مشغول رہے تھے یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ

قطب الدین قدس سرہ کی عادت تھی کہ ہر شب تین ہزار بار درود شریف پڑھ کر سوتے تھے اور اسی وقت بزرگی حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بہاؤ الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ اجمعین ملتان میں تھے۔ کافروں کا لشکر ملتان شہر کی فصیل کے نیچے آگیا تھا قباچہ والی ملتان نے حاضر ہو کر اس حال کو عرض کیا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیر اٹھا کر قباچہ کے ہاتھ میں دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس تیر کو کافروں کے لشکر پر پھینک دینا قباچہ نے ایسا ہی کیا۔ تیر کے پہنچتے ہی لشکر کفار میں ہلچل مچ گئی اور صبح تک ایک کافر بھی فصیل کے نیچے باقی نہ رہا۔

گیارہویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۲۲ ماہ رجب ۶۱۳ھ

دولت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو تفسیر کشاف کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے تفسیر الحمد للہ میں لکھا دیکھا ہے کہ قرارت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ الحمد للہ بکسر دال بوجہ مجاورت لام اللہ ہے کہ حرکت اس لام کی مبنی ہے۔ قرارت ابراہیم کی الحمد للہ برفع دال و برفع لام ہے الغرض صاحب کشاف کہتے

کہتے ہیں کہ قرارت حسن قرارت ابراہیم سے احسن ہے کیونکہ حسن
بصری کسرِ دال بسبب لام للہ تبلاتے ہیں کہ وہ مبنی ہے دال الحمد
بھی مکسور ہے اور ابراہیم رفع لام بسبب ہم لسنینی دال کے رکھتے
ہیں اور حرکت دال کی ایک عامل کی وجہ سے ہے اور وہ اعراب جس
کو عامل تبدیل کرے مبنی ہے قوی ہوتا ہے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر
نے اس تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے اس سے خاص استنباط
کیا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ دال الحمد کی اس شخص کے مانند ہے
جس کو بوڑھاپا آگیا ہو اور پیری اس پر مسلط ہوگئی ہے کہ وہ جس
طرح چاہے رکھے اور جہاں اُٹھائے اُٹھے اور بٹھائے بیٹھے
خود اپنی خواہش سے کچھ نہ کرسکے اور لام للہ مثل جوان مرد
کے ہے کہ جو کچھ ہے ویسا ہی ہے اس کے بعد صاحب کشاف
کی نسبت ارشاد فرمایا کہ عقیدہ ان کا اچھا نہ تھا۔ باطل تھا اس
کے بعد ارشاد فرمایا کہ کفر۔ بدعت و معصیت تین چیزیں ہیں۔ بدعت
معصیت سے بالاتر ہے اور کفر بدعت سے بالاتر اور بدعت
کفر سے نزدیک ہے اس کے بعد یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ میں
نے مولانا صدرالدین کوفی رحمتہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے
کہ میں ایک روز مولانا نجم الدین سنامی سے ملنے گیا انہوں نے مجھ
سے دریافت کیا کہ آجکل کیا شغل ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مطالعہ تفسیر
آپ نے پوچھا کونسی تفسیر زیر مطالعہ ہے میں نے عرض کیا کہ ایجاز

کشاف وعمدہ۔ مولانا نجم الدین یہ سنکر فرمانے لگے کہ کشاف اور ایجاز کو جلا ڈالو اور عمدہ دیکھو مولانا صدر الدین کہتے ہیں کہ مجھے ان کا یہ کہنا گراں گزرا اور میں نے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ سے ایسا ہی سنا ہے الغرض مولانا صدر الدین رات کو مطالعہ کرتے ہوئے چارپائی کے پاس ایجاز اور کشاف کو نیچے اور عمدہ کو ان دونوں کے اوپر رکھکر چراغ جلتا ہوا چھوڑ کر سو گئے۔ ناگاہ ان کتابوں میں آگ لگ گئی اور کشاف و ایجاز جو نیچے رکھی ہوئی تھیں جل گئیں اور عمدہ جو ان دونوں کے اوپر تھی جلنے سے بچ گئی اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ صدر الدین مفصل پڑھنا چاہتے تھے اپنے والد شیخ بہاؤ الدین زکریا سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات صبر کرو قصہ مختصر اسی شب کو مولانا صدر الدین نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں سے باندھے لئے جاتے آپ نے لیجانے والوں سے دریافت کیا کہ یہ قیدی کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمخشری صاحب مفصل ہے ہم اس کو دوزخ میں لئے جاتے۔

بارھویں مجلس

روز شنبہ ہفتم ماہ مبارک شعبان سنہ ۷۱۳ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حاضرین میں سے کسی شخص نے بیان
کرنا شروع کیا کہ ہنگام سفر میرا گزر اس سرزمین پر ہوا جہاں مہتر
ہود علیہ السلام کا مزار ہے مزار مبارک آپ کا بہت اونچا اور
بڑا لمبا ہے اس دریا کے ساکنین میری زبان نہ سمجھتے تھے اور میں
بھی ان کی زبان سے واقف نہ تھا القصہ میں چند روز میں بھوکا
پیاسا آپ کے مزار پر پہنچا مجاوران خانقاہ میرے واسطے جوار کا
حلوا دودھ ڈال کر لائے چونکہ میں کئی دن کا بھوکا پیاسا
تھا اس کو بڑی رغبت کے ساتھ کھایا خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد
فرمایا کہ وہ بڑے سخت آدمی ہیں ان سے یہ بعید تھا تم کو شکرگزاری
کرنی چاہیئے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ بڑی رعایت کی اس
حکایت کا حاکی اپنے ساتھ تھوڑا سا گاجر کا حلوا لایا وہ نذر گذرانا
آپ نے اس کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے مولانا عزیز
زاہد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اور مولانا برہان الدین
کابلی کہ نائب قاضی دہلی تھے ایک جگہ پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ
مولانا برہان الدین کو کہیں سے بطور ہدیہ دو ونکہ زر حاصل ہوئے
وہ مجھے کہنے لگے کہ میں ایک ٹنکہ زر کا قرآن شریف اس نیت سے
کہ میں صاحب الضاف ہو جاؤں خریدوں گا آخر انہوں نے ایسا
ہی کیا اور اتفاقاً اسی روز سپہ سالار جمال الدین نیشاپوری کے مکان
پر جو اس زمانہ میں کوتوال دہلی تھے جانا ہوا۔ وہ وقت کھانا کھانے

کا تھا منجملہ اور کھانوں کے حلوائے گاجر بھی دسترخوان پر تھا۔ سو قوال نے حلوائے گاجر مولانا برہان الدین رحمۃ اللہ کے سامنے رکھکر دریافت کیا کہ اسکو کس طرح کھاتے ہیں مولانا نے جواب دیا کہ ہم لوگ طالب علم ہیں سوکھی روٹی کھانا جانتے ہیں حلوائے گاجر کو اسی پر قیاس کرتے ہیں جس طرح جی چاہے کھالیں کو قوال کو اذن کا یہ جواب نہایت خوش معلوم ہوا اور اپنے خادم کو اشارہ کیا کہ بیس بائیس تنکہ زر لاکر مولانا کی نذر گذرانے غرضیکہ اس روز سے مولانا برہان الدین کو فراخی نصیب ہوئی اور نائب قاضی ہوگئے اور چونکہ انصاف کے لئے ان کی نیت صادق تھی بہت اچھے منصف تھے۔

تیرھویں مجلس

روز جمعہ اول ماہ مبارک رمضان عمت میانہ ۷۱۳ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو عدل اور ظلم کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ معاملہ حق خلق کے ساتھ دو قسم پر ہے عدل ہے یا فضل اور معاملہ خلق آپس میں تین طرح پر ہے۔ عدل یا فضل یا ظلم اگر خلق اللہ آپس میں عدل یا فضل کرے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ معاملہ با فضل کریگا اور خلق آپس میں ظلم کریگی معاملہ حق ان کے ساتھ عدل کا ہوگا اور اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ معاملہ عدل کا کریگا وہ مستحق عقوبت ہوگا۔ خواہ وہ پیغمبر وقت ہی کا ہو۔ جب آپ

فرما چکے میں نے عرض کیا کہ ایک حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کل بروز قیامت مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ میں ڈالدیں تو بھی عدل ہی ہے۔ آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ بے شک عدل ہوگا کہ تمام عالم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور اپنی ملک میں تصرف کرنا گناہ اللم نہیں ہے ظلم غیر کی ملک میں ناجائز تصرف کرنے سے ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مذہب اشعریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روا ہے کہ مومن کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور کافر کو بہشت بریں میں رکھے اور دلیل ان کی بھی تصرف در ملک ہے لیکن اپنے مذہب میں معاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اور قل ھل یستوی الاعمی والبصیر۔ یعنی نادان اور دانا برابر نہیں ہو سکتے اور نابینا و بینا کیا برابر ہو سکتے ہیں اور ایسی ہی کئی مثالیں۔ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اس کی حکمت اسی امر کی مقتضی ہوتی ہے۔ کہ مومن کو ہمیشہ بہشت میں اور کافر کو دوزخ میں رکھے اور مثال اس کی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس مال ہو اور وہ اُسے خرچ کرے اُسے اختیار ہے اگر وہ اپنے مال کو کنوئیں میں ڈال دے اس کی دانائی اور حکمت سے بعید ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر مومن سے تو یہ دنیا سے انتقال کر جائے اس کا حال تین چیز کے احتمال سے خالی نہ ہوگا یا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی برکت سے یا اپنے فضل سے بخش

دیوے یا کسی کی شفاعت سے بخش دے اور اگر دوزخ میں ڈالے پس بقدار گناہ عذاب دیگر نکال لے گا لیکن مسلمانوں کو ہمیشہ دوزخ میں نہ رکھے گا۔

پندرھویں مجلس

روز سہ شنبہ یازدہم ماہ مبارک سوال ۶۱۳ھ ہجری

قدمبوسی میسّر ہوئی اس روز بندہ اپنے غلام بشیر نامی کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ بعد قدمبوسی عرض کیا کہ یہ غلام ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہے اور ایک مدت ہوئی مجھ سے روزانہ کہتا تھا کہ مجھے اپنے ہمراہ لیجا کر حضور کی زیارت سے مشرف کراؤ اور مرید کرادو چونکہ خواجہ ذکراللہ بالخیر کا کرم عام ہے آپ نے قبول فرمایا اور دوبارہ مجھ سے دریافت کیا کہ تم اذن اس کے مرید کرنے کا دیتے ہو میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کو اس غلام کی جانب سے اختیار ہے یہ سنکر آپ نے بشیر کو مرید کیا اور کلاہ عطا فرمائی اور اس کو ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر آئے غلام یہ سنکر تہیہ نماز کے لئے باہر چلا گیا اور آپ نے یہ حکایت بیان فرمانی شروع کی کہ قبل ازیں ایک درویش بہار سے کپڑے مکلف پہنے ہوئے آکر خانقاہ شیخ علی سنجری علیہ الرحمتہ والغفران میں ٹھہرا اور گدائی کرنے لگا۔ شیخ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ نے بلاکر اس کو فرمایا کہ ان کپڑوں کی شان سے گدائی کرنا بعید ہے میں تم کو حصول وجہ معاش کیلئے

روپیہ دیتا ہوں اس سے تجارت کرو اور جب تمہارے پاس کچھ روپیہ جمع ہو جائے میرے اس دیئے ہوئے کو وجہ معاش درویشاں کرنا۔ یہ کہکر پانچسو جیتل دیئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے تیس تنکہ زر ہو گئے اس نے پھر تجارت میں لگائے۔ سو تنکہ ہو گئے اس نے ان کے غلام خریدے حضرت شیخ علی نے فرمایا کہ تم ان کو غزنین کے بازار میں بیچو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اچھا نفع ملے گا۔ درویش نے ایسا ہی کیا اس گروہ بردگان میں ایک غلام تھا نہایت صالح اور نیک بخت صاحب اعتماد درویش نے اس کی صلاحیت دیکھ کر کہا کہ تم میرے مرید ہو جاؤ القصہ غلام اس کا مرید ہو گیا مرشد نے اسے اپنے حلقہ میں لیا اور کلاہ اس کے سر پر رکھی اور کہا کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہے کہ یہ درویش اس خاندان سے متعلق تھا الغرض غزنین پہنچکر غلاموں کو فروخت کیا بہت نفع ملا لوگ اس غلام کے بھی خریدار ہوئے درویش نے کہا کہ میں اس کو نہیں بیچتا۔ یہ میرا مرید ہو گیا ہے لوگوں نے خریداری میں اصرار کیا معقول قیمت لگائی کہ قیمت سنکر درویش کے منہ میں پانی بھر آیا اور علیحدہ کرنے پہ رضامند ہو گیا جب غلام کو یہ معلوم ہوا درویش کے سامنے جاکر رونے لگا اور کہا کہ اے خواجہ جس روز میں تیرا مرید ہوا اور تو نے کلاہ میرے سر پر رکھی یہ کہا تھا کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہے آج کے روز تم مجھہ کو بیچتے ہو کل بروز قیامت سیدی احمد کو کیا منہ دکھلاؤ گے۔ خواجہ کا دل ان کلمات کے سننے سے نرم ہو گیا اور حاضرین سے کہا کہ تم گواہ

میں نے بھی اس غلام کو آزاد کیا جب حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر نے اس
حکایت کو تمام فرمایا بندہ نے عرض کیا کہ میں نے بھی اس غلام کو
آزاد کر دیا یہ سنکر حضرت نہایت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم
نے یہ بہت اچھا کیا یہی واجب تھا یہ فرماکر نہایت شفقت مرحمت
فرمائی اور اپنے سر مبارک سے کلاہ اتار کر اس خادم کے سر پر رکھی
والحمد الله رب العالمین

پندرھویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ شوال ۷۱۱ ھجری

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو در بارہ نفقہ ہو رہی تھی۔
آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب دنیا کسی شخص کو حاصل ہو اس کو لازم ہے
خرچ کرے کہ کم نہ ہوا اور جب دنیا کسی شخص سے منہ موڑے اس صورت
میں بھی خرچ کرے کہ آخر یہ جانیوالی ہے خود اپنے ہاتھ سے صرف ہو
جاوے تو اچھا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین کا
اہل دہ میں یہ مقولہ تھا کہ جب دنیا حاصل ہو خرچ کرے کہ کم نہ ہوے
اور جب جانے لگے نگاہ نہ رکھے کہ آئندہ آئے۔

سولھویں مجلس

روز جمعہ تاریخ ۱۱ ماہ مبارک ذالحجہ ۷۱۱ ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو مردانِ حق کے بارے میں ہو رہی تھی کہ وہ جو کچھ کھاتے پیتے ہیں برائے قوت عبادت و رضا جوئی حق کھاتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے عوارف میں لکھا ہے کہ ایک درویش تھا وہ ہر وقت جب نوالہ اٹھاتا اور منہ میں رکھتا اخذاً باللہ کہتا۔ واللہ اعلم۔

سترھویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ ذالحجہ ۶۵۶ھ ہجری

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ نے دریافت فرمایا کہ لشکر سے آتے ہو۔ یا شہر سے میں نے عرض کیا کہ لشکر سے آتا ہوں اور وہیں مکان لے لیا ہے شہر میں دس بارہ روز کے وقفہ سے جانا ہوا کرتا ہے اکثر لشکر میں رہتا ہوں اور نماز جمعہ جامع مسجد کیلوکھیڑی میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے حالات منکر ارشاد فرمایا کہ آب و ہوا عموماً لشکر کی اچھی ہوتی ہے کہ شہر کی صفائی اچھی نہیں ہوتی اور عفونت بھی ہوتی ہے اور یہ الفاظ زبان گہر بار سے فرمائے کہ بعض اوقات کو بعض اوقات پر شرف ہوتا ہے جیسا کہ روز عید کو اور دنوں سے خصوصیت ہے کہ جملہ مسلمان اس دن خوشی کرتے ہیں اسی طرح مکان کا بھی حال ہے کہ کسی مکان میں نہایت آرام ملتا ہے اور کسی میں کم ملتا ہے مگر درویش کو چاہیئے کہ وہ ان قضایا سے فارغ رہے اور ان امور کا

کا مطلق خیال نہ کرے جس طرح اللہ تعالیٰ اس کو رکھے رہے اور کسی غم
کو اپنے پاس نہ آنے دے اور درویش کو لازم ہے کہ بات کرتے وقت
بھی دل اس کا مائل بحق سبحانہٗ اور زبان اس کی اس کے دل کے ساتھ
موافقت کرے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ کلمات مولانا جمال
الدین سنامی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنے تھے کہ اس وقت
میں اور وہ حوض سلطان پر بیٹھے ہوئے تھے مذاکرہ کر رہے تھے اور
وہ وقت بھی عجیب وغریب تھا اس واقعہ کے تین چار سال بعد مجھے ان
سے ملنے کا پھر اتفاق ہوا۔ ان میں ذرہ کی برابر بھی یہ باتیں اور روشنی
طبع جو اوائل حال میں تھی باقی نہ رہی تھی کہ وہ خلق سے مشغول ہو گئے
تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز
دہلی آئے تھے تھوڑے روز ٹھہرے اور چلے گئے فرماتے تھے کہ میں جب
وقت میں اس شہر میں آیا خالص ہوتا آیا تھا اور اب بمثال نقرہ ہوں
نہ معلوم آئندہ میرا کیا حال ہوگا اس کے بعد گفتگو سماع کے بارہ
میں ہوئی میں نے عرض کیا کہ یہ دل شکستہ خود اپنے کام میں حیران
ہے کہ طاعت اور ورد جیسے کہ چاہئیں مجھ سے نہیں ہو سکتے ۔ اوراد
و مشغولی درویشاں کا کیا ذکر ہے لیکن جب راگ سنتا ہوں ۔
رقت وراحت تمام حاصل ہوتی ہے اور مخدوم کے سر کی قسم کھا کر
عرض کرتا ہوں کہ اس وقت دل ہوائے نفس دنیا اور اہل دنیا سے
فارغ وخالی ہو جاتا ہے اور کچھ خبر نہیں رہتی آپ نے دوبارہ دریافت

فرمایا کہ کیا اس حال میں دل علائق دنیوی سے خالی ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ سماع دو قسم پر منقسم ہے ہاجم اور غیر ہاجم۔ ہاجم اس کو کہتے ہیں کہ اول سماع میں ہجوم حاصل ہو مثلاً آواز خوش یا کوئی بیت دلکش سنے اور جنبش آوے اس حال کو ہاجم کہتے ہیں اور اس کی شرح نہیں ہو سکتی۔ غیر ہاجم یہ ہے کہ جب سماع اثر کرے اور وجد آئے اس شعر وغیرہ کو جس سے وجد ہو کسی جگہ پر محمول کرے۔ حضرت کے حق اوصاف پر یا اپنے پیر کے اخلاق حمیدہ یا کسی شے پر جو دل کو خوش معلوم ہو۔ الحمد للّٰہ رب العٰلمین یہ اجرائے فوائد سہ سالہ ہیں جو زبان فیض ترجمان حضرت سلطان المشائخ سے سنے تھے اور آئندہ جو استماع میں آئیں گے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ لکھے جائیں گے۔

دیباچہ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اوراق نور کی سطریں اور یہ الواح سرور کے حروف جو کلمات کامل سعادت و برکات شامل حضرت خواجہ بندہ نواز ملک المشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب العالم بالاتفاق نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین متع المسلمین لطول بقارہ آمین سے جمع کئے گئے ہیں۔ ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور شروع ان کا آغاز محرم الحرام ۷۱۲ھ سے کیا جاتا ہے قطعہ لفظ متین خواجہ زحبل متین گرفتہ ام

کز نہد ز چاہ غم جز کہ بسی این رسن ✤ گفتہ شیخ کردہ جمع و امید آنکہ حق ✤ در گذراند از کرم کردہ و گفتہ حسن ✤

پہلی مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۲۴ ماہ مبارک محرم الحرام سنہ ۷۰۷ھ

کو سعادت دست بوسی حاصل ہوئی اس روز بندہ جبلہ اولی اس کتاب مستطاب فوائد الفواد کی حسب فرمان مبارک لیگیا تھا۔ نذر گذرانی آپ نے بعد مطالعہ نہایت تحسین و آفرین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ درویشوں کا حال اچھے طور سے لکھا ہے اور نام بھی فوائد الفواد نہایت مستحسن رکھا ہے اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر میں ایمان لائے تھے در فتح خیبر کے تین سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا الغرض ان تین سال میں انھوں نے اس قدر احادیث کی روایت کی کہ اگر تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم کی احادیث مرویہ جمع کریں تو بھی مقابلہ میں پوری نہ اتریں گی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ سے یہ دریافت کیا تھا کہ آپ اس کا سبب بیان فرمائیں کتاب کو اس قدر زیادہ احادیث کس سبب سے یاد ہیں آپ تو بہت تھوڑی مدت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ہیں اور بہت سے یار ایسے تھے کہ ان کو ایک عرصہ دراز سے شرف حضوری مجلس مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حاصل تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک یار کو ایک خاص کام کیلئے مخصوص فرما رکھا تھا لیکن میں خاص آپ کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز ابوہریرہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جو کچھ زبان فیض ترجمان سے سنتا ہوں یاد کر لیتا ہوں مگر بعض احادیث یاد نہیں ہوتی ہیں اور بعض یاد ہو کے فراموش ہو جاتی ہیں یہ التجا سنکر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ جب میں حدیث بیان کروں تم اپنا دامن یا چادر پھیلا دیا کرو اور جب وہ بیان ختم ہو جائے اس چادر کو سمیٹ لیا کرو اور ہاتھ اس چادر سے لگا کر سینے پر مل لیا کرو ان شاء اللہ وہ حدیث تم کو یاد ہو جاویگی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ سے صرف تین یا چار حدیثیں مروی ہوئی ہیں اور حضرت ابن عباس نے دس سے کم احادیث روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے جو بہت بڑے فقیہ تھے اپنی کل مدت عمر میں صرف ایک حدیث کی روایت کی ہے اور منقول ہے کہ بوقت روایت اس حدیث شریف کے رنگ آپکے رخسار کا ہیبت سے زرد ہو گیا تھا اور جسم کے بال کھڑے ہو گئے تھے اور اس حالت میں تھرتھراتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اور آخر میں فرمایا کہ یہ عین لفظ مبارک تھے یا اس کے معنی ہیں حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ الفاظ ھذا لفظا و معناہ کہنا آپکی تقلید ہے اس کے بعد گفتگو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپکے اصحاب میں خلفاء اربعہ ہیں عشرہ مبشرہ ہیں اور عبادلہ ثلثہ ہیں اس کے بعد گفتگو مناقب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرت ذکر علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے یاروں کے بالفاظ افضلکم علی اقضیٰ فرمایا۔ اقضیٰ وہ شخص ہوتا ہے جو زیادہ عالم ہو اس کے بعد اصحاب آنحضرت صلعم کے اتفاق کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مجمع میں کئی اصحاب حاضر تھے اور ایک شخص ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے کہ وہ ایک روز فلاں جگہ تھے اور میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے پھر ہم فلاں جگہ گئے ان الفاظ کی کئی بار تکرار کی یہ سنکر ایک صحابی نے دیکھا کہ یہ حکایت کون کہہ

ملا ہے جب دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ اس حکایت سے حسن ادب صحابہ بالکید کر قیاس کر لینا چاہیے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اگر حضرت ابوبکر صدیق کے سینہ کا ایک بال ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مجلس نہم :- روز یکشنبہ ۲۱ محرم الحرام ۶۱۱ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حکایت ایک درویش کی ہو رہی تھی کہ وہ مرد عزیز تر ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص آلودگی دنیا سے دور رہے گا وہ بہت عزیز ہوگا اور جو شخص با وجود آلودگی دنیا عزیز ہوگا اس کی عزت کو بقا نہ ہوگی۔ اس کے بعد یہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ "تا خاک نہ گردی بتو آتش بدہند۔"

اس کے بعد اس امر کا تذکرہ ہوا کہ آج تاریخ اٹھائیسویں یا انتیسویں ہے۔ آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک وقت لاہور میں ستائیسویں یا اٹھائیسویں شب ماہ رمضان کے متعلق بحث تھی اور وہ اس طرح تھا کہ تین ماہ بسبب ابر یا غبار کے چاند دکھلائی نہ دیا تھا اہل شہر نے ہر ماہ ۳۰ دن کا شمار کیا بعد تین ماہ کے چاند کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ شمار و حساب ان کا غلط ہے یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک خرابی لاہور کے لئے یہ شومت تھی اور دوسری شامت یہ ہوئی کہ ان ہی دنوں میں لاہور کے چند سوداگر مال تجارت لیکر گجرات کو گئے تھے اور اس زمانہ میں گجرات ہندوؤں کے قبضہ میں تھا الغرض وہ لوگ تاجروں کا قافلہ آیا ہوا سکر خریداری کے واسطے آئے اور قیمتیں دریافت کرنے لگے اہل شہر نے ہر ایک شے کی قیمت دوگنی بتلائی اور جو قیمت بتلائی تھی اس کے نصف کے مقابلہ میں فروخت کر ڈالا اس دیار کے ہندوؤں کی یہ رسم نہ تھی وہ ہمیشہ ایک قیمت بولتے تھے اور جو ایک مرتبہ زبان سے

کہاں سے کم میں نہ فروخت نہ کرتے انہوں نے اس کی زیادہ گوئی اور کم فروشی سے متعجب ہو کر سوال کیا کہ لاہور میں سودا اس طرح ہوتا ہے۔ کہ مال کی دوگنی قیمت بتلائیں انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے ہاں کا یہی سررشتہ ہے یہ سنکر انھوں نے کہا کہ اس پر بھی وہ شہر آباد ہے غارت نہیں ہوتا القصہ وہ اہل تجارت گجرات سے واپس چلے ابھی رستہ ہی میں تھے کہ ان کو مغل کے ہاتھ سے تاراجی لاہور کی خبر معلوم ہوئی۔

تیسری مجلس

تاریخ ۱۲ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۱۱۴۳ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو دربارہ اس طائفہ کے ہو رہی تھی کہ جو خود کو دعوی کرامت سے متصف اور صاحب کشف بیان کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی بیہودگی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کرامت کا چھپانا اپنے اولیاء پر فرض کیا ہے جیسا انبیاء پر اظہار معجزہ فرض کیا تھا اگر کوئی شخص کرامت ظاہر کریگا وہ فرض کا تارک ہوگا۔ یہ بہت خراب کام ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سلوک کے سو درجہ ہیں ان میں سترھواں درجہ کشف و کرامت کا ہے اگر سالک راہ سلوک اس درجہ میں تماشہ دیکھنے لگا وہ بقیہ ۸۳ درجے طے نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد گفتگو خدمت کرنے کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد

ہوا ہے کہ ساقی القوم اخرھم شربا یعنی مجلس کے پانی پلانے والے کو لازم ہے کہ سب کے آخر میں پانی پیوے اور اسی طرح کھانا کھلانیوالے کو لازم ہے کہ سب کے آخر میں کھانا کھاوے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میزبان کو لازم ہے کہ خود مہمان کے ہاتھ دھلوائے مگر پہلے اپنا ہاتھ پہنچے تک دھوئے کہ پاک ہو جاوے اور کھڑے ہوکر ہاتھ دھلائے بیٹھ کر نہ دھلائے ۔ اس کے بعد یہ حکایت شیخ جنید بغدادیؒ کی بیان فرمائی کہ آپ کی کسی جگہ دعوت تھی آپ تشریف لیگئے میزبان بیٹھے بیٹھے آپ کے ہاتھ دھلانے لگا آپ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ جب تم بیٹھ گئے تو مجھے کھڑا ہونا لازم آیا ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ امام شافعیؒ نے امام مالک کے ہاتھ اپنے مکان میں دھلائے تھے ۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ امام شافعیؒ کسی دوست کے مہمان ہوئے یہ دوست اہلکار تھا ۔ اپنی لونڈی کو فہرست اطعمہ دیکر چلا گیا ۔ امام شافعیؒ نے لونڈی کے ہاتھ میں کاغذ دیکھ کر لے لیا اور اس میں چند کھانے جو آپ کی مرغوب طبع تھے بڑھادیئے لونڈی نے موافق فہرست کھانے پکائے بلکہ اپنی طرف سے چند زیادہ کئے کھانا کھانے کے وقت مالک مکان اپنے کام سے واپس آیا اور دسترخوان چنا گیا اس میں بہت کھانے فرد تحریر کردہ سے زیادہ دیکھ کر لونڈی کو علیحدہ بلاکر دریافت کیا کہ اس زیادتی کا کیا سبب ہے لونڈی نے وہ فرد پیش کی جس

کی اصلاح امام شافعیؒ نے فرمائی تھی اور اپنی طرف سے چند کھانے زیادہ پکانا بیان کیا اس شخص کو اس کی فراست بہت اچھی معلوم ہوئی اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد گفتگو ضیافت اور اطعام مہمانان کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے ان کے اٹھارہ مطبخ تھے اور ہر مطبخ سے تخمیناً ہزار بارہ سو آدمیوں کو کھانا دیا جاتا تھا ایک روز انہوں نے جملہ طباخوں اور تقسیم کنندوں کو بلا کر دریافت کیا کہ تم اچھی طرح تقسیم کرتے ہو کسی کو بھول تو نہیں جاتے انھوں نے جواب دیا نہیں ہم کسی کو نہیں بھولتے ہیں سب حاضرین کو برابر کھانا پہنچاتے ہیں آپ نے مکرر سہ کرر دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ آپ اصل حال سے آگاہ فرمایئے شیخ نے کہا کہ تم نے مجھے ہی تین روز سے کھانا نہیں دیا ہے دوسروں کا کیا ذکر ہے اور یہ معاملہ اس طرح ہوا تھا کہ تین روز متواتر تین روز شیخ کے سامنے کھانا نہیں لایا گیا تھا ہر ایک مطبخی یہ سمجھتا رہا کہ دوسرے مطبخ سے پہنچا ہوگا آپ نے جب تین روز گزر گئے تب اس امر کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد حوض سلطان اور اس کی سیری لطافت اور برکت کے بارے میں تذکرہ ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے طفیل بخش دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

چوتھی مجلس

روز چہار شنبہ ۲۷ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۷۱۴ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی بندہ نے اس سے ایک روز پیشتر شیخ نصیر الدین محمود سلمہ اللہ سے مشورت کی تھی کہ روز چہار شنبہ آخرین ماہ صفر ہے خلق اس روز کو منحوس کہتی ہے مناسب ہے کہ کل کے روز خدمت حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر میں چلیں کہ وہاں تمام نحوستیں سعادت سے مبدل ہو جاتی ہیں الغرض بعد مشورت آج کے روز بمعیت شیخ نصیر الدین حاضر خدمت خواجہ ذکر اللہ بالخیر ہوا اور صورت حال و صلاح و بیرون عرض کی آپ نے متبسم ہوکر ارشاد فرمایا کہ اہل خلق اس روز کو منحوس سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ یہ روز بہا بزرگ اور باسعادت ہے جو لڑکا اس روز پیدا ہوتا ہے وہ بزرگ ہوتا ہے اس کے بعد گفتگو تغیر مزاج خلق کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کی طبع لطیف ہوتی ہے وہ جلد تر متغیر ہو جاتا ہے اور مناسب اس معنی کے یہ رباعی ارشاد فرمائی۔

آنم کہ بنیم ذرہ ناخوش گردم — وز نیمہ نیم خوردہ دل خوش گردم

از آب لطیف تر مزاجے دارم — در باب مراو گرنہ آتش گردم

اس کے بعد گفتگو تغیر مزاج لوگ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کلمات قدسیہ میں ہے قلوب الملوک بیدی

اور رسول علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرمودہ ہے کہ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں جب خلق میرے ساتھ راستی اختیار کرتی ہے میں بادشاہوں کو ان پر مہربان کر دیتا ہوں اور جب ان کا معاملہ میرے ساتھ دگرگوں ہوتا ہے میں بادشاہ کو بھی ان کی جانب سے بے مہر کر دیتا ہوں یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر حال میں نظر کار سازی رب کریم پر رکھنی چاہیئے اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ قباچہ والی اُچ و ملتان کی سلطان شمس الدین سے نااتفاقی ہو گئی۔ قاضی ملتان اور شیخ بہاؤ الدین زکریا نے سلطان شمس الدین کی خدمت میں عرائض روانہ کیں وہ دونوں خط قباچہ کے ہاتھ آ گئے بیحد ناراض ہوا قاضی شہر کو مروا ڈالا اور شیخ بہاؤ الدین زکریا کو اپنے مکان پر بلا بھیجا آپ بلا دہشت اور بے خوف جیسے ہمیشہ تشریف لیجایا کرتے تھے۔ تشریف لیگئے اور اپنے مقام پر داہنی جانب بیٹھے۔ قباچہ نے آپ کا تحریر فرمودہ خط آپ کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ دیکھیئے یہ آپ کا لکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا ہاں میرا لکھا ہوا ہے اور میں نے اس میں یہ حرف بھی غلط نہیں لکھا ہے تجھ سے جو ہو سکے دریغ روا نہ رکھ اور تجھ سے کیا ہونا ہے۔ قباچہ آپ کی برافروختگی دیکھ کر متامل ہوا اور ارشاد فرمایا کہ کھانا لاؤ اور مقصود اس کا یہ تھا کہ آپ کھانے سے انکار کریں گے۔ پس یہی وجہ آپ کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کی ہو جاوے گی الغرض کھانا

کھانا سامنے لایا گیا مسلمانوں نے کھانا شروع کیا آپ نے بھی بسم اللہ
الرحمن الرحیم کہہ کر ہاتھ ڈالا۔ اور کھانا کھایا یہ حال دیکھ کر قیاچہ کے
تمام غصہ جاتا رہا اور آپ اپنے مقام کو تشریف لے گئے۔ اس وقت
اس کمینہ بندہ نے عرض کیا کہ ایک عرصہ سے ایک بات میرے دل
میں خلش رکھتی ہے کہ ایک مرید ہے وہ پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے
اور تھوڑا بہت وظیفہ جو اس سے ہو سکتا ہے پڑھ لیتا ہے لیکن
اپنے مرشد کی محبت بدرجہ کمال اس کے دل میں متمکن ہے اور
اعتقاد بسا درست اور ایک اور شخص ہے مرید بڑا عابد اور زاہد بڑا
والا حج کیا ہوا۔ لیکن اپنے مرشد سے کم محبت رکھتا ہے اور معتقد
بھی کم ہے ان دونوں میں افضل کونسا ہے آپ نے ارشاد فرمایا
کہ جس کو زیادہ محبت ہے وہ بہتر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا
کہ محب کا ایک وقت متعبد کے تمام اوقات سے فاضل تر ہوتا ہے
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بعض علماء اولیاء کو انبیاء پر فضیلت
دیتے ہیں کہ اولیاء ہمیشہ مشغول بحق رہتے ہیں اور انبیاء اکثر
مشغول بخلق۔ لیکن یہ خیال ان کا باطل ہے انبیاء اولیاء سے زیادہ
صاحب فضل و بلند مرتبہ ہیں ان کا ایک وقت مشغولی اولیاء کی
تمام مشغولی سے زیادہ بلند پایہ رکھتا ہے اور اسی وقت یہ حکایت
بیان فرمائی کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا اس نے ستر برس تک
پیوستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔ اس قدر مجاہدہ کے بعد اس

کسی سے نہ کہا تھوڑا سا دن چڑھا ہوگا کہ وہ چودھری سر پر دہی کا مٹکا۔
رکھے ہوئے مع اپنے جورو بچوں کے آپ کے مکان پر آیا اور قدموں۔
میں گر پڑا صدق دل سے توبہ کی اور مع اپنے بی بی بچوں از سر نو مسلمان
ہوا۔ الحمدللہ رب العالمین۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت بزرگی والدہ حضرت
شیخ الاسلام فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ میں بیان فرمائی کہ آپ نے بعد
اختیار سکونت اجودھن اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین رحمتہ
اللہ علیہ کو ماں کے لانے کے لئے جہاں وہ تشریف فرما تھیں۔ روانہ کیا
وہ اپنے ہمراہ لیکر واپس آرہے تھے کہ ایک روز کسی مقام میں تشنگی کا
زور ہوا۔ آپ والدہ کو ایک درخت کے سایہ تلے بٹھا کر پانی کی تلاش میں تشریف
لے گئے واپس آکر والدہ کو جہاں بٹھا گئے تھے نہ دیکھا نہایت حیران
ومتفکر ہوئے۔ دا ہنے بائیں بہت تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ ملا بالآخر
حیران ہو کر باد لِ دردمند حضرت شیخ کبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
اور صورت واقعہ بیان کی حضرت کبیر نے کھانا پکوایا اور والدہ کی فاتحہ
دلادی الغرض بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین کا گذر اسی دیار میں
اس موقعہ پر ہوا جہاں والدہ کو بٹھا گئے تھے ماں کی یاد آئی پھر ڈھونڈھنا
شروع کیا ایک درخت کے نیچے تھوڑی سی ہڈیاں جو انسان کی ہڈیوں
سے مشابہ تھیں ہمدست ہوئیں آپ نے خیال کیا کہ یہ والدہ کی ہڈیاں
ہیں۔ شیر نے یا کسی دوسرے درندہ جانور نے ان کو پکڑ لیا ہوگا اور مار کر کھا
گیا ہوگا۔ آپ نے وہ تمام ہڈیاں جمع کیں۔ اور ایک تھیلی میں

بھر کر پھر شیخ الاسلام کی خدمت میں لائے اور رو کر بیان کیا کہ یہ والدہ
کی ہڈیاں ہیں شیر نے ان کو کھا لیا حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ
ہڈیاں تھیلی سے نکالو۔ جب تھیلی نکالی اور ہڈیاں نکالنا چاہیں تھیلی خالی
تھی اور اس میں کچھ نہ تھا خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے
اور ارشاد فرمایا کہ یہ معاملہ عجائبات روزگار میں سے ہے۔ اس کے
بعد گفتگو مردان غیب کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اوائل
حال میں کبھی میرے دل میں آتا تھا کہ اس سے مخالطت اور مجالست
کروں لیکن پھر خیال ہونے لگا تھا کہ اس سے زیادہ بہتر کی کوشش و
سعی کرنی چاہیے اس بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی یہ
حکایت بیان فرمائی کہ مبداء حال میں وہ ایک مقام پر پہنچے کہ وہاں ایک مسجد تھی اور اس میں
ایک بلند منارہ تھا اس کو ہفت منارہ کہتے تھے اور مشہور تھا کہ اس
پر چڑھ کر وہ دعا جو اس منارہ پر پڑھی آئی ہے پڑھنے اور دوگانہ
نماز مسجد میں ادا کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوتی ہے
الغرض آپ کو بھی خضر علیہ السلام سے ملاقات کا اشتیاق ہوا اور
ماہ رمضان المبارک کی کسی شب کو اس مسجد میں تشریف لے گئے مسجد
میں دوگانہ ادا کیا اور منارہ پر چڑھ کر وہی دعا معلومہ پڑھی اور
تھوڑی دیر ٹھہرے رہے مگر کسی کو نہ دیکھا لاچار واپس آنے کا قصد
کیا نکلتے ہوئے دروازۂ مسجد میں ایک شخص معمر کو دیکھا کہ اس نے
مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اس وقت اس مسجد میں کیوں تشریف لائے آپ نے

صورت حال بیان کی یہ سنکر کہنے لگے کہ تم خضر سے ملکر کیا کروگے وہ بھی تمہاری طرح ایک سرگرداں شخص ہے اس کے دیکھنے سے کیا ہوتا ہے یہ کہکر پوچھنے لگے کہ تم دنیا کے طلبگار ہو۔ حضرت خواجہ قطب فرماتے تھے کہ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں بالکل دنیا کی جانب متوجہ نہیں ہوں اور نہ دنیا چاہتا ہوں یہ سنکر انہوں نے کہا کہ آپ کو کچھ قرض ادا کرنا تو نہیں ہے میں نے کہا نہیں ہے۔ یہ سنکر انہوں نے کہا کہ پھر خضر سے ملکر کیا کروگے اس شہر میں ایک شخص ہے کہ خضر خود ان سے ملنے کے واسطے بارہ مرتبہ گئے مگر ان کی کثرت مشغولی حق سے باریابی نصیب نہیں ہوئی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص پاکیزہ لباس نورانی چہرہ وارد ہوا۔ یہ پہلا شخص بتعظیم تمام ان کے پاس گیا اور ان کے قدموں میں گر پڑا اور دونوں مل کر میرے پاس آئے اور پہلے شخص نے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس درویش کو نہ دنیا کی حاجت ہے اور نہ قرض ادا کرنا ہے صرف تمہاری ملاقات کی آرزو رکھتا ہے۔ اسی اثنا میں اذان ہوگئی ہر طرف سے درویش اور صوفی آنے لگے اور ایک اچھا مجمع ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد اقامت الصلوۃ کہی گئی اور امام نے نماز پڑھا کر تراویح بھی پڑھائی اور بیس رکعت میں بارہ سیپارے پڑھے میرے دل میں گذرا اگر اس سے زیادہ پڑھے جاتے تو بہت خوب ہوتا۔ نماز ختم ہوتے ہی سب جدھر سے آئے تھے چلے گئے میں بھی اپنے مقام کو آیا اور دوسری رات

جملہ تر د د منو کرکے گیا اور صبح تک مسجد میں رہا مگر وہاں آدمی کا نشان تک نہ ملا۔

چھٹی مجلس

روز جمعہ تاریخ ۱۰ ماہ جمادی الاول ۷۱۴ھ

دولت قدم بوسی حاصل گفتگو در بارۂ تحمل اور مخاصمت سے بچنے کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا دو چیزیں ہیں نفس اور قلب جب کوئی شخص نفس کے ساتھ پیش آئے دوسرے کو لازم ہے قلب کے ساتھ پیش آئے نفس میں تمام خصومت ہے اور شر لیکن قلب میں تمام رضا و سکون و ملاطفت ہے نفس کے ساتھ قلب سے کام لیا جائے تو نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور اگر نفس کا مقابلہ نفس سے کیا جائے تو فتنہ و فساد کے بڑھنے کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے اسی وقت فضیلت علم و تحمل میں یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎

زہر یاد لے چوکا ہے گر بلرزی ٭ اگر کوہے بکاہے ہم نیرزی

ساتویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۳ ماہ ربیع الآخر ۷۱۴ھ

دولت قدم بوسی میسر ہوئی گفتگو فتوح کے بارے میں ہو رہی تھی

بندہ نے عرض کیا کہ میں نے ابتک کسی شخص سے کچھ طلب نہیں کیا ہے اور ابتک دروازہ توقع کا نہیں کھولا ہے اگر کوئی شخص بغیر مانگے کوئی چیز ہدیہ دیدے اس کا لے لینا جائز ہے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ لے لینا چاہیئے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی شئے مرحمت فرمانے لگے حضرت عمر نے فرمایا کہ مجھے حاجت نہیں ہے اس کے مستحق اور بہت سے فقراء و مساکین ہیں ان کو مرحمت فرمائیے آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اے عمر اگر کوئی شخص بغیر مانگے کوئی شئے بطور تحفہ نذر گذرانے لے لینا چاہیئے لازم ہے کہ اس کو کھائے۔ اور صدقہ بھی کرے۔

آٹھویں مجلس

تاریخ ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ بروز شنبہ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس ہفتہ میں مجھے ایک عرصہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ ملی تھی اور خواجہ ذکراللہ بالخیر کو یہ حال معلوم ہوا تھا الغرض جب خاکسار حاضر مجلس شریف ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملازمت کرنا اور ہمیشہ ایک کام میں مصروف رہنے سے البتہ اچھا نتیجہ نکلتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر کا نواسا ملک نظام الدین کوتوال کے ہاں آتا جاتا تھا۔ اور اس کثرت سے آتا جاتا تھا کہ کوتوال کی نظر میں

حقیر ہوگیا بلکہ ایک مرتبہ کوتوال نے کہا کہ آئندہ یہاں نہ آیا کرو لیکن اس
نے پرواہ نہ کی اور اسی طرح آتا جاتا رہا ان ہی دنوں میں نظام الدین
مذکور نے چھ تنکہ زر میرے پاس بھیجے تھے میں نے اذن کو قبول
نہ کیا تھا اسے پھیر دیئے تھے اس نے وہی تنکہ زر شیخ کبیر کو دیئے
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ملازمت ہر کام کی خوب ہے اور اس سے
ضرور شاخ تمنا میں پھل لگتا ہے اس کے بعد خاکسار نے تنخواہ ملنے
کا حال بیان کیا کہ اگرچہ دیر میں ملی مگر مل گئی اور اسی وقت یہ حکایت
بیان فرمائی کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا اس نے برسوں اللہ
تعالیٰ کی عبادت کی تھی اس زمانہ کے پیغمبر کو حکم ہوا کہ زاہد سے ملاقات
کرکے بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ تیری نسبت فرماتا ہے کہ تو ناحق اس
قدر عبادت شاقہ کرتا ہے ہم نے تجھے برائے تعذیب پیدا کیا ہے
جس وقت پیغمبر نے ملاقات کرکے یہ ماجرا بیان کیا زاہد کھڑا ہو کر رقص
کرنے لگا پیغمبر نے پوچھا یہ جگہ عجز اور زاری کرنے کی تھی نہ مقام فرحت
و خوشی زاہد نے کہا مجھے دوزخ و بہشت سے کچھ سروکار نہیں
اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے چاہے جہاں رکھے اور میری طاعت
قبول کرے یا نہ کرے میرے واسطے یہی کافی ہے کہ میری یاد کی
گئی اس کے بعد گفتگو تحمل کے بارے میں ہوئی آپ نے حکایت
حضرت شیخ الاسلام مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ کی بیان
فرمائی کہ آپ کو بدرجہ غایت تحمل اہل ایذا کے بارے میں تھا۔ اگر فرماتے

لیے کہ جس شخص کو مارنا ہو مارے اور جسے چھوڑنا ہو چھوڑے جسقدر تکلیف دینا ہو دے مجھے کچھ گلہ نہیں۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کہ یہ دعا اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں مقصود بندہ کا اس سوال سے یہ تھا کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کرنا کیسا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بزرگان دین نے اس دعا کو پڑھا ہے اور ضمیر عباد اللہ میں مسلمین و مخلصین مضمر ہے یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکلؒ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے مناقب حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ رحمۃ اللہ علیہ میں فرمایا کہ میں نے ان کے ہم پلہ اس شہر دہلی میں کسی کو بھی نہیں پایا وہ غایت مشغولی سے یہ نہ جانتے تھے کہ آج کونسا دن ہے کونسا مہینہ ہے یا غلہ کا کیا نرخ ہے یا گوشت کس طرح فروخت ہوتا ہے۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ واسطے روا ہونے حاجت کے مسبعات عشر کا پڑھنا خوب ہے میں نے عرض کیا کہ مسبعات عشر روزانہ خاص وقت معین میں پڑھی جاتی ہے آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا۔ خیر واسطے پورے ہونے حاجات کے علیحدہ بھی پڑھنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مہم کفایت کو پہنچے گی۔

نویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۵ ماہ مبارک رمضان عمت میانہ سنہ ۷۱۴ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو تراویح و ختم قرآن کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بماہ رمضان المبارک ایک شخص نے خانقاہ مبارک حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوکر آپ سے طالب اجازت ہوا کہ مجھے اجازت ادائے نماز تراویح دیجائے آپ نے اجازت بخشی الغرض اس نے ہر شب ایک قرآن شریف ختم کیا آپ نے اس کی خورش کے واسطے ایک نان اور تھوڑا سا سالن اور ایک کوزہ پانی مقرر فرمایا تھا القصہ وہ شخص نماز عید کے بعد آپ سے رخصت ہوکر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جو کوٹھری دیکھی تو کل نان اور سالن موجود پایا اس نے صرف ایک کوزۂ آب پر اکتفا کی تھی اسکے بعد حکایت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کی بیان فرمائی کہ آپ بماہ رمضان شریف ہر روز ایک ختم اور ہر شب ایک ختم فرماتے تھے اور نماز تراویح میں ایک ختم فرماتے تھے غرضیکہ بماہ رمضان المبارک آپ اکسٹھ ختم قرآن شریف فرماتے تھے۔

دسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۱ ماہ مبارک ذوالحجہ ۱۳۱۷ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حضور نے بندہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ کل روز عید تھا کچھ کلام از زمرۂ شعر و سخن تہنیت موسم کے خیال سے ضرور کہا ہوگا میں نے عرض کیا تین چار دن ہوئے جشن نوروزی تھا

خاکسار نے اس روز قصیدہ خوشی جشن عید نوروز میں یکجا لکھا ہے۔
سن کر آپ نے یہ حکایت مناسب معنی کے بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ
شمس دبیر نے خدمت حضرت شیخ الاسلام کی شان میں قصیدہ
لکھا اور آپ کی نذر گذران کر آپ سے اس کے پڑھنے کی اجازت چاہی
کی حضرت شیخ الاسلام نے غایت مرحمت سے عطا فرمائی۔ شمس دبیر
کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کیا۔ جب تمام پڑھ چکے حضرت شیخ الاسلا
نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور دوبارہ پڑھو۔ وہ پڑھتے جاتے تھے اور
حضرت شیخ الاسلام کسی موقع پر استحسان فرماتے اور کسی موقع پر
مناسب موقع اصلاح دیتے تھے۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد
اتمام حکایت بیان فرمایا کہ مشایخ خود اپنی تعریف کے اشعار بہت کم
سنتے ہیں یہ آپ کا کمال تھا کہ خود اپنی مدح سنی اور استحسان فرمایا۔
الغرض قصیدہ پورا سن لینے کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے شمس دبیر
سے فرمایا کہ تم کو کیا مطلوب ہے انہوں نے کھڑے ہو کر دست
بستہ عرض کیا کہ میں بالکل غریب مفلس نادار و لاچار ہوں گذر نہیں ہوتی
اور میرے ساتھ میری والدہ ہے اس کی بھوک اور پیاس کی تکلیف مجھ
سے دیکھی نہیں جاتی آپ نے یہ استماع فرما کر ارشاد فرمایا کہ شکرانہ لاؤ اور
حضرت شیخ الاسلام کی رسم تھی کہ جب آپ خوش ہوتے اور کسی کی استدعا
منظور فرماتے ان کو ان کلمات " شکرانہ لاؤ" سے اظہار فرماتے اور آپ
کی برکت انفاس نفیسہ سے وہ کام پورا ہو جاتا۔ الغرض شمس دبیر اپنی

جاۓ سکونت کو گۓ اور چند جیتل دیۓ شاید پچاس یا کم بیش جیتل
تھے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ بانٹ دیۓ جائیں یہ فرما کر آپ
نے (حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے) ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی چار جیتل
ملے تھے۔ فی الجملہ شیخ الاسلام نے شمس دبیر کے حق میں دعاۓ
وسعت مال ومنال کی اور وہ ان ہی ایام میں سلطان غیاث الدین
کے لڑکے کے دبیر ہو گۓ اور تنگی ان کی فراخی سے بدل گئی لیکن شمس
دبیر نے حضرت شیخ الاسلام کی اولاد کے ساتھ کچھ سلوک نہ کیا خدا جانے
شمس دبیر کے سامنے کسی نے اولاد و اہلبیت شیخ کا کچھ تذکرہ کیا تھا یا
نہیں۔ اس کے بعد اس کی حسن طبع اور خلق کے بارے میں تذکرہ ہوا۔
بندہ نے عرض کیا مجھے ان کے ساتھ نسبت خویشی بھی ہے۔ خواجہ
ذکراللہ بالخیر نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم کو ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق
ہوا یا نہیں میں نے عرض کیا کہ ہاں جب سلطان غیاث الدین لکھنوتی
گۓ تھے بندہ بھی ہمراہ لشکر گیا تھا وہ بھی اس سفر میں ہم سفر تھے
رات دن اٹھنا بیٹھنا رہتا تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ معونت منصوفہ
بھی باہم تھی۔ میں نے ایجاب کیا اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شمس
دبیر نے لوائح حمیدالدین ناگوری میرے ساتھ شیخ کبیر سے پڑھی
تھی اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں شمس دبیر اور
شیخ جمال الدین ہانسوی ایک مرتبہ اکٹھے پاک پٹن سے روانہ ہوۓ
اور کئی روز تک ساتھ ساتھ ہمسفر تھے جب وہ مقام پہنچا جہاں سے

ہر ایک کو جدا جدا ہونا تھا شمس دبیر یہ مصرعہ پڑھکر مرخص ہو۔
مصرعہ - اے یار قدیم راستی میبروی ٭ اس مصرعہ کے سنتے ہی ہم
پر خاص اثر بار احت ہوا۔

گیارھویں مجلس

تاریخ ۲۹ ر ماہ ذوالحجہ ۱۲ھ روز شنبہ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی مجھے اس روز کسی قدر تردد تھا کہ
شخص نے میری نسبت بدکلمہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا
دولت مکالمت وہمنشینی میسر ہوئی آپ نے پہلے یہی بیان فرمایا
کوئی شخص دوسرے شخص سے کسی شخص کی بدی بیان کرے آخر اس سننے والے
کو بھی خدا نے عقل اور تمیز دی ہے وہ استماع کلام سے جان
ہے کہ یہ سخن سچ ہے یا جھوٹ ہے یا اس میں کوئی غرض ہے میں آ
کی زبان فیض ترجمان سے یہ بات سن کر نہایت خوش ہوا اور عرض
کہ ہم خدمت گذاروں کا تکیہ اسی امر پر ہے کہ باطن مخدوم حاکم ہے
اس کے بعد گفتگو کشف وکرامت کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد
فرمایا کہ ایک بزرگ شیخ سعدالدین حمویؒ نامی تھے۔ والی شہر ان سے
عقیدہ نیک نہ رکھتا تھا ایک روز وہ بادشاہ آپ کے دروازے سا
سے گذرا اسپنے۔ حاجب کو اندر بھیجا کہ اس صوفی بچہ کو باہر بلاؤ حاجب
نے مکان میں داخل ہوکر آپ کی خدمت میں بادشاہ کا پیغام پہنچایا آ

کچھ التفات نفرمایا اور نماز میں مشغول ہوئے حاجب نے مکان سے
باہر آکر صورت واقعہ بادشاہ سے کہی بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور سواری
سے اتر کر آپ کے پاس مکان میں آیا آپ دیکھتے ہی اٹھ کھڑے
ہوئے اور خوشی سے بغلگیر ہوئے اور پاس پاس بیٹھ گئے اس نشست
کے متصل باغ تھا شیخ سعدالدین حمویؒ نے اشارہ کیا کہ تازے سیب
توڑ کر لائے جائیں۔ خادموں نے تعمیل حکم کی آپ سیب پارہ فرماتے
تھے اور خود کھاتے اور بادشاہ کو دیتے تھے ان سیبوں میں ایک
سیب بہت بڑا تھا بادشاہ کے دل میں اس کو دیکھ کر یہ خیال گزرا
کہ اگر شیخ کو صفائے قلب اور کرامت حاصل ہے ہر آئینہ یہ سیب
اٹھا کر مجھے مرحمت کریں گے اس اندیشہ کے گذرتے ہی شیخ سعدالدین حمویؒ
نے ہاتھ بڑھا کر اس سیب کو اٹھایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر
یہ حکایت بیان کی کہ میرا گذر ہنگام سفر ایک شہر میں ہوا بازار میں
گیا دیکھتا ہوں کہ ایک جم غفیر اکٹھا ہو رہا ہے اور ایک نقال نے یک
گدھے کی کپڑے سے آنکھیں باندھی ہیں اور اپنے ہاتھ میں جو انگوٹھی
پہنے ہوئے تھا وہ اتار کر یک تماشہ دیکھنے والے کو دی ہے اور اس
مجمع عام کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ دیکھو یہ گدھا ہے چشم
بستہ لیکن جس شخص کے پاس میری انگوٹھی ہے اس کا نشان مجھے
تبلا دیگا یہ کہکر گدھے کو چھوڑ دیا گدھا اسی طرح آنکھوں میں پٹی بندھی
ہوئی مجمع میں ہر شخص کو سونگھتا پھرتا تھا اینکہ اس شخص کے پاس پہنچا

جس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی اس کو سونگھ کر کھڑا ہو گیا تھا ان سے انگر انگوٹھی اس مرد سے لے لی یہ فرما کر شیخ سعد الدین حمویؒ نے بادشاہ کی طرف دوبارہ نظر کی اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص خود اظہار کشف وکرامات کرے خود کو اس گدھے سے نسبت دیگا اور اگر ظاہر نہ کرے تیرے دل میں یہ خیال آئے گا کہ اس شخص کو صفائی قلب وجلائے باطنی نہیں ہے۔ یہ فرما کر سیب کلاں بادشاہ کو دیدیا۔ اس کے بعد آپ نے حال وفات شیخ سعد الدین حمویؒ بیان فرمایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کو شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی ملاقات کا حکم ہوا ہے جب بیدار ہوئے تہیہ سفر کیا اور اپنے مکان مسکونہ سے روانہ ہوئے جہاں شیخ سیف الدین باخرزیؒ رہتے تھے آپ کے مکان سے اس جگہ کا فاصلہ تین ماہ کے پیہم سفر کا تھا اور اسی شب شیخ سیف الدین باخرزیؒ نے بھی خواب دیکھا کہ کہنے والا ان سے کہتا ہے کہ شیخ سعد الدین حمویؒ تمہاری ملاقات کو آتے ہیں قصہ مختصر جب درمیان ہر دو بزرگوار کے تین روز کی مسافت کا فاصلہ باقی رہا شیخ سعد الدین حمویؒ کسی گاؤں میں فروکش ہوئے اور کہلا بھیجا کہ میں آپ کے دیکھنے کو تین ماہ کا راستہ طے کر کے یہاں آیا ہوں آپ کو لازم ہے کہ تین منزل پیشوائی کیجئے جب یہ پیام شیخ سیف الدین باخرزیؒ نے سنا ارشاد فرمایا کہ وہ مرد فضول ہے مجھے نہیں دیکھ سکتا الغرض شیخ سعد الدین حمویؒ کا اس جگہ انتقال ہوا اور شیخ سیف الدین کی ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

اس کے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید کی زبانی سنا تھا کہ ایک روز شیخ بہاؤالدین زکریا مجلس میں متمکن تھے ناگاہ رنگ چہرۂ انور متغیر ہوا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ مقربین نے حال دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت برادرم شیخ سعد الدین حموئیؒ کا انتقال ہوا۔ کئی روز بعد خبر آئی کہ جس وقت شیخ نے یہ کلمہ کہا تھا اسی وقت ان کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ شیخ سعد الدین کے انتقال کے تین برس بعد شیخ سیف الدین باخرزیؒ اور ان سے تین برس بعد شیخ بہاؤالدین زکریاؒ اور ان سے تین برس بعد حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہٗ کا انتقال ہوا۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

بارھویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۱ محرم ۱۵۷ھ ہجری کو

دولت قدمبوسی میسّر ہوئی گفتگو دربارہ دنیا ہو رہی تھی کہ دنیا کیا ہے اور کونسی چیز دنیا سے ہے اور کونسی دنیا سے نہیں ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک امر صورتاً و معناً دنیا ہے اور ایک امر صورتاً و معناً دنیا نہیں ہے اور معناً دنیا ہے اور ایک امر صورتاً دنیا ہے اور معناً دنیا نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کی تشریح بیان فرمائی کہ جو امر صورتاً و معناً دنیا ہے وہ مال و اشیاء زائد از کفاف ہیں اور وہ جو امر صورتاً و معناً دنیا

نہیں ہے وہ طاعت با اخلاص ہے اور وہ امر جو صورتاً دنیا ہے اور معناً دنیا نہیں وہ ادائے حق حرم یعنی زوجہ خود ہے کہ اس سے صحبت بہ نیت ادائے حق اس کے کی جائے۔ یہ امر اگرچہ صورتاً دنیا ہے۔ مگر معناً دنیا نہیں ہے۔

تیرھویں مجلس

روز شنبہ پنجم ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۶۱۵ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اوراد و ادعیہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے از راہ شفقت بندہ سے دریافت فرمایا کہ کون کون سے ورد پڑھتے ہو میں نے عرض کیا کہ جو اوراد حضور نے ارشاد فرمائے ہیں۔ پڑھا کرتا ہوں پانچویں وقت بعد فراغ از نماز وہ صورتیں جو ان کے پڑھنے کے بعد پڑھنی آئی ہیں پڑھتا ہوں اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یتساءلون پانچ مرتبہ اور دو وقت مسبعات عشر اور سو مرتبہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ پڑھتا ہوں آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ دس تسبیحیں اور بھی ہیں اور ہر ایک کو دس دس مرتبہ پڑھنے سے سو بار ہوتے ہیں اور سو سو بار پڑھنے سے ایک ہزار مناسب ہے کہ ہر ایک تسبیح سو سو مرتبہ پڑھی جائے اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو دس دس مرتبہ ہر ایک تسبیح کو ضرور ہی پڑھے الغرض آپ نے وہ دسوں تسبیحیں بیان فرمائیں مجھے یہ آٹھ تسابیح یاد رہیں

اور دو ذہن سے جاتی رہیں۔ اول لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک
لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ذو الجلال
والاکرام بیدک الخیر وھو علی کل شئ قدیر دوم سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوت الا باللہ العلی
العظیم۔ سوم سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر
اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ چہارم سبحان الملک القدوس
سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح پنجم استغفر اللہ الذی
لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واسالہ التوبۃ واتوب الیہ۔ ششم اللھم
لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع
ذا الجد منک الجد ہفتم۔ اللھم اغفرلی ولوالدی ولجمیع المؤمنین و
المسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات ہشتم اللھم صل علی
محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم اللھم صلی علی محمد عبدک ونبیک
ورسولک النبی الامی وعلی الہٖ وبارک وسلم لا الٰہ الا اللہ الملک
الحق المبین بندہ غلام احمد مترجم عفی اللہ عنہ خطبیانہ لکھتا ہے کہ یہ آٹھ تسابیح
جو اصل کتاب فوائد الفواد میں ہیں حوالہ قلم ہوئیں لیکن وہ باقی تسابیح منجملہ
دس تسابیح کے خاکسار واسطے افادہ حضرات اہل شوق و محبت کے کتاب
مرقعہ شریف تصنیف لطیف حضرت خواجہ فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ
کلیم اللہ شاہجہاں ابادی سے نقل کرتا ہے وہو ہذا نہم اعوذ باللہ
السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اعوذ بک من ھمزات الشیاطین واعوذ بک

سبحان الذین یحضرون دہم بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت شیخ الاسلام فریدالحق والدین نور اللہ مرقدہٗ نے مجھے یہ تسبیح تبلائی تھیں اور اجازت دی تھی اس وقت آپ بہت خوش تھے بعد اجازت مجھ سے فرمایا تھا کہ میں نے تجھے کنوز و گنج اسرار الٰہی بخش دیئے ان تسابیح کی مواظبت سے سعادت عظیم حاصل ہوتی ہے والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

چودھویں مجلس

روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۷۱۵ھ
کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو عقل اور عشق کے بارے میں ہو رہی تھی کہ یہ دونوں آپس میں متضاد ہیں۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق عقل علماء کے عشق پر غالب ہے اور عشق درویشوں کی عقل پر غالب ہے اور انبیا علیہم السلام عشق اور عقل دونوں پر غالب ہیں ۔
اس کے بعد صفت غلبۂ عشق میں یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی
بیت عقل ز با عشق گوشے نیست زودش پنبہ نہ ؎ تا چہ خواہی کرد آں اشتر دل جولاہ را ۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ علی کھوکھری نام ایک کامل درویش ملتان میں رہتے تھے ۔ صاحب ورد و ذوق و شوق و صاحب حال معتقد درویشاں تھے ۔ لیکن جس شخص کو درد عشق نہ ہوتا تھا۔

اس پر اعتقاد نہ لاتے تھے تو وہ شخص بڑا زاہد و متعبد ہی ہو فرماتے تھے
کہ فلاں شخص کچھ بھی نہیں ہے اشک نہیں رکھتا بوجہ دیہاتی یا اہل محبت
ہونے کے عشق کا تلفظ ان کی زبان سے صحیح ادا نہیں ہوتا تھا، عشق کو
اشک فرماتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت یحییٰ معاذ رازی کا
فرمودہ ہے کہ ایک ذرہ محبت کا عبادت جن و انس سے افضل و
بلند مرتبہ ہے اس کے بعد مناسب اسی معنی کے یہ بات بیان فرمائی
کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنجشکرؒ اکثر ہر شخص کو دعا
دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے درد محبت بخشے وہ شخص حیران ہوتا
کہ یہ کیسی دعا ہے اس وقت معلوم ہوا کہ یہ دعا از بس بابرکت ہے
اس کے بعد یہ حکایت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کی ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ وہ بدایوں میں اپنے مکان کی دہلیز
میں بیٹھے تھے ایک دہی بیچنے والا دہی کا مٹکا سر پر رکھے ہوئے۔
آپ کے سامنے سے گذرا یہ شخص قوم کا اہیر کٹہر کا رہنے والا ڈاکوؤں
کے گروہ سے تھا الغرض نظر اس کی جمال مبارک شیخ جلال الدین تبریزیؒ
پر پڑی پہلے ہی دیکھنے میں دل اس کا پکڑا گیا اور پھر نظر غور سے دیکھا
کہنے لگا اللہ اللہ دین محمد علیہ السلام میں ایسے مرد بھی ہیں فوراً ایمان
لایا آپ نے اس کا نام علی رکھا تھا وہ مکان کو گیا اور تھوڑی دیر میں
ایک لاکھ جیتل (نام ایک سکہ کا ہے) لیکر آیا اور نذر گذرانی آپ نے ارشاد
فرمایا کہ ان کو تم ہی حفاظت سے رکھو جس مصرف میں کہوں خرچ کرنا

فی الجملہ آپ ان تمام جتیلوں کو خیرات فرماتے تھے اور کسی کو سو درم اور کسی کو پچاس یا کم و بیش عطا فرماتے۔ لیکن اقل بخشش آپ کی پانچ درم تھی تھوڑے عرصہ میں وہ روپیہ خرچ ہوگیا صرف ایک جتیل باقی تھا علی کہتے تھے کہ جب ایک درم باقی رہا میرے دل میں خیال گذرا کہ اقل بخشش آپ کی پانچ درم ہے اگر کسی شخص کو عطا فرمائیں گے اور پانچ درم دینے کا حکم دیں گے کہاں سے لاؤں گا اسی خیال میں تھا کہ سائل آیا شیخ نے فرمایا کہ ایک جتیل اس کو دیدو اسکے بعد مناقب حضرت جلال الدینؒ میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ وہ جب بدایوں سے لکھنوتی جانے لگے یہ علی بھی آپ کے ہمراہ ہوئے آپ نے منع فرمایا انہوں نے روکر عرض کی کہ میرا سوائے آپ کے اور کون ہے اور میں کس کے پاس جاؤں یہ کہکر بہ تعمیل حکم تھوڑی دور چلے گئے اور پھر واپس آئے آپ نے پھر لوٹ جانے کو فرمایا علی نے جواب دیا کہ میرے پیر اور مخدوم آپ ہیں میرا بغیر آپ کے اس جگہ کیا کام ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شہر بدایوں تمہاری حفاظت میں ہے تم کو نہیں رہنا ہوگا۔ اس کے بعد گفتگو متعبدوں کے بارے میں ہوئی کہ طاعت بے شمار کرتے ہیں لیکن شغل درونی ان کو چنداں نہیں ہوتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ خلق چار نوع پر منقسم ہے بعضے ایسے ہیں کہ ظاہر ان کا آراستہ ہے اور باطن خراب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہیں کہ باطن ان کا آراستہ اور ظاہر ان کا خراب ہوتا ہے۔ اور بعضوں کے ظاہر و باطن دونوں آراستہ

ہوتے ہیں یہ فرماکر آپ نے اس امر کی تشریح فرمائی کہ وہ لوگ جن کے ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہیں وہ متعبد ہیں زہد و ریاضت کرتے ہیں لیکن مقصود ان کا دنیا ہے اور وہ طائفہ جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہے وہ طائفہ مجانین ہے کہ دل اُن کا حق کے ساتھ مشغول ہے اور ظاہر بے سرو سامان ہیں اور وہ طائفہ جن کا ظاہر و باطن آراستہ ہے وہ مشایخ طبقات ہیں۔

پندرھویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۲۲ ماہ ربیع الاول ۷۱۵ھ

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ راہ حق میں جب لباس سے ممکن ہو آنا چاہیئے کہ عاقبتہ الامر کام بن ہی جاتا ہے اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش کی نگاہ بادشاہ کی لڑکی سے لڑی اور لڑکی نے بھی درویش کو دیکھا دونوں آپس میں ایک دوسرے کے عاشق ہو گئے بادشاہ کی لڑکی نے درویش کو کہلا بھیجا کہ تو مرد فقیر بے سرو سامان ہے میری تیری مناسبت کہاں اس وجہ سے وصل ازبس ناممکن ہے مگر میں تجھکو ایک ترکیب تبلاتی ہوں کہ تو پہاڑی پر جاکر مصروف بیاد الٰہی ہو اور ریاضت و مجاہدہ اختیار کر کہ آوازہ تیرے کمال کا پھیلے اور خلق اللہ کی تیری خدمت میں رجوع ہو میں باپ سے اجازت لیکر تیری زیارت کو آؤں گی اس وقت ہم تم دونوں حسرت دید اپنی نکال

ہیں گے۔ درویش یہ پیام سنتے ہی خوش ہوا اور فوراً جنگل چلا گیا اور جیسا لڑکی نے بتلایا تھا کرنے لگا چند روز میں اس کی بزرگی کا شہرہ ہوا اور خلق زیارت کو جانے لگی بادشاہ کی لڑکی بھی شاہ سے اجازت لیکر درویش کے پاس گئی اور اس کے حجرہ میں آراستہ و پیراستہ ہو کر داخل ہوئی لیکن درویش نے آنکھ اُٹھاکر بھی نہ دیکھا کہ ذوق طاعت الٰہی اس کو حاصل اور محبت حق اس کے دل پر مستولی ہو گئی تھی ہر چند دختر نے کہا کہ میں دختر بادشاہ ہوں اور تجھے یہ حیلہ میں نے ہی بتلایا تھا میرا وہی حسن و جمال ہے جس پر تو عاشق ہوا تھا مگر درویش نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا میں تجھ کو جانتا بھی نہیں۔ اور بدستور یادِ حق میں مشغول رہا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے جس کو لذت محبت الٰہی حاصل ہوئی وہ پھر غیر پر نگاہ نہیں ڈالتا اور دوسری الفت میں گرفتار نہیں رہ سکتا اس کے بعد یہ حکایت عبداللہ مبارک کی بیان فرمائی کہ وہ ایام جوانی میں ایک زن جمیلہ کے عاشق تھے ایک شب اس عورت کے مکان کے نیچے سے گذرے دریچہ کھلا ہوا تھا دیکھ کر کھڑے ہو گئے اس عورت نے سر اپنا دریچہ سے باہر نکالا اور آپ کو دیکھ باتیں کرنے لگی۔ یہ قصہ کلام اس قدر دراز ہوا۔ کہ صبح ہو گئی اور موذن نے اذان نماز صبح دی حضرت عبداللہ مبارک نے اذان سنکر یہ خیال کیا کہ یہ عشاء کی اذان ہے۔ اسی وقت ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عبداللہ ایک عورت کے عشق میں اول شب سے آخر شب تک بیدار رہا اور یہ بھی نہ معلوم کیا صبح ہو گئی

کبھی تو خدا کے واسطے ایک رات بھی جاگا ہوتا حضرت عبداللہ مبارک یہ سن کر متنبہ ہوئے اور اس عشق بازی سے توبہ کی اور بکلی مشغول حق ہو کر مقامات اعلیٰ کو پہنچے اور سبب ان کی توبہ کا یہی تھا اسی اثنا میں کھانا سامنے لایا گیا آپ نے کھانا کھانا شروع کیا اس وقت ایک شخص آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا آپ نے یہ حکایت اس موقع کی مناسب بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی کہ پیر سلطان ابو سعید ابوالخیرؒ کے ہیں مع اپنے مریدوں کے کھانا کھا رہے تھے۔ کہ امام الحرمین تشریف لائے اور سلام کیا شیخ ابوالقاسم اور ان کے یاروں نے کچھ التفات نہ کیا اور نہ جواب سلام دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سلام کیا اور آپ نے جواب نہ دیا اس کا سبب بیان فرمائیے شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھاتا ہو۔ اس کو سلام نہ کرنا چاہیئے کہ وہ مصروف اطاعت الٰہی ہے۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو سلام کرنا چاہیئے۔ امام الحرمینؒ نے سوال کیا کہ یہ بات از روئے اجتہاد ہے یا از روئے نقل شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ از روئے عقل ہے کہ کھانا برائے حصول قوت طاعت کھایا جاتا ہے پس وہ بھی عین طاعت ہے۔ اس صورت میں جواب دینا لازم نہیں ہے۔ مثلاً جو شخص نماز میں مصروف ہو اس کو سلام نہیں کرتے کہ وہ طاعت میں مصروف ہے اسی طرح کھانا کھاتے ہوئے کو سلام نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ یہ کرنا چاہیئے کہ اس وقت وہ آنے والا بیٹھ جائے اور جب وہ شخص کھانے سے فارغ ہو۔ اور ہاتھ دھو ڈالے یہ آنے والا کھڑے ہو کر سلام کرے اس وقت جواب دیا جائے گا اس وقت حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک ہندو

ہے وہ کلمہ پڑھتا ہے اور رسالت حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے لیکن جب اپنی برادری سے ملتا ہے انکار کرتا ہے اور مسلمانوں کو آتے ہوئے دیکھ کر چپ ہو جاتا ہے خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اس صورت میں معاملہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے چاہے تعذیب کرے چاہے بخشدے اور یہ بھی فرمایا کہ بعض ہندو جانتے ہیں کہ اسلام حق ہے لیکن مسلمان نہیں ہوتے اس کے بعد حکایت ابو طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ رنجور ہوئے آنحضرت ان کے پاس گئے اور ارشاد فرمایا کہ تم خواہ بصدق دل خواہ بزبان وحدانیت حق تعالیٰ اقرار کرو کہ بروز حشر تمہاری شفاعت کے واسطے مجھے حجت ہو جائے مگر آپ کا یہ ارشاد ان پر کچھ موثر نہ ہوا اور اسی حالت کفر میں ان کا انتقال ہو گیا اور حضرت علی نے ان کے مرنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ عمک الضال مات سے کی یعنی آپ کے چچا بحالت گمراہی مر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو غسل دو کفن پہناؤ قبر میں اوپر سے چھوڑ دو وضع نہ کرو یعنی ہاتھ سے نہ اتارو۔

سولھویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۹ ماہ جمادی الآخر ۱۵ھ

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو اس طائفہ کے بارے میں

جو خلق خدا سے خراج ۔ جزیہ اور لگان لینے میں زیادتی کرتے ہیں۔
ہورہی تھی آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک گاؤں میں ایک درویش
آس پاس کے دیہات سے غلہ مانگ کر گذر کرتا تھا وہاں کے عامل بھی
اس کو جانتے تھے اور کسی قسم کا جزیہ اس سے نہ لیتے تھے اتفاقاً شحنہ
اس گاؤں میں آیا اور درویش کو بلا کر کہا کہ تو اطراف کے دیہات کو
لوٹ کر کھاتا ہے اور کوئی حق سلطانی ادا نہیں کرتا ہے یا اتنے
سال کا معاملہ دیدے یا کرامت دکھا۔ درویش نے یہ سنکر بہت معذرت
کی کہ میں مرد فقیر ہوں درویشانہ گذر کرتا ہوں جو کچھ مانگ کر لاتا ہوں
وہ میری وجہہ معیشت ہے شحنہ نے اس کا سخن نہ سنا اور کرامت
دکھانے یا لگان دینے کے واسطے تنگ کیا درویش پریشان اور
مضطر ہوا اور بعد تامل کے شحنہ سے کہا کہ تم کونسی کرامت دیکھنا
چاہتے ہو اس گاؤں کے پاس ہی دریا تھا کوتوال نے کہا کہ آپ اس
پر ننگے پیر دوسرے کنارے پر چلے جائیں اور قدوم آپ کے تر نہ ہوں
درویش یہ سنتے ہی بروئے آب رواں ہو کر اس پار چلا گیا اور واپس
آنے کے لئے طالب کشتی ہوا وہاں جو لوگ تھے کہنے لگے کہ آپ کو کشتی
کی کیا ضرورت ہے ابھی آپ ننگے پیر بالائے تشریف لائے ہیں۔
اسی طرح اب بھی چلے جائیے آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے نقص ہوتا
ہوتا ہے سمجھنے لگے گا کہ میں بھی صاحب کرامت ہو گیا ہوں ۔ اس
کے بعد گفتگو کھانا کھلانے اور مہمانداری کی بابت ہوئی آپ نے ارشاد

فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے من زار حیاً ولم یذق منہ شیئاً
فکانما زار میتاً یعنی جس نے ملاقات کی زندہ آدمی سے اور نہ کھائی اُس
کے پاس سے کوئی چیز گویا وہ مردہ سے ملا تھا اس کے بعد آپ نے حضرت
بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ حکایت بیان فرمائی کہ ان کی
رسم تھی کہ جب کوئی شخص ان کے پاس آتا وہ اسے کھانا نہ دیتے تھے
کسی نے ان سے سوال کیا کہ من زار حیا ولم یذق منہ شیئاً فکانما زار میتا
حدیث شریف ہے ہر آنیوالے کو کچھ کھلانا چاہیئے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے لیکن اہل خلق اس حدیث کے معنی
نہیں جانتے خلق اللہ دو قسم پر منقسم ہے خاص و عام مجھے عام سے
تعلق نہیں اور خواص سے میں اللہ اور اس کے رسول کی باتیں کرتا ہوں
اور وہ اس سے مستفید ہوتے ہیں اور سیر ہو کر چلے جاتے ہیں اس کے بعد
حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے البتہ کچھ کھا کر واپس جاتے تھے
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بدرالدین غزنویؒ کی رسم تھی کہ آپ بھی ہر
آنے والے کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور اگر کھانا موجود نہ ہوتا تھا
خادموں کو پانی ہی سامنے لانے کے واسطے فرماتے تھے اس کے بعد
پھر ذکر حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہوا کہ ایک
شخص عبداللہ نام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ سماع سنا ہے

شیخ بہاؤالدین نے فرمایا کہ ہم کو بھی بہ تبعیت اپنے مرشد کے سماع سننا چاہیئے الغرض عبداللہ کو آپ نے رہنے کے واسطے کہا اور بوقت شب ہمراہ ایک خادم کے ایک حجرہ میں بھیجا جہاں سوائے ان دو کے اور تیسرا نہ تھا بعد عشا آپ خود تشریف لیگئے اور اپنے اوراد معمولہ بمقدار آدھے سیپارے کے پڑھے اور حجرہ کی زنجیر لگاکر عبداللہ سے ارشاد فرمایا کہ تم کوئی شئے گاؤ عبداللہ فرماتے تھے کہ میں نے راگ شروع کیا شیخ کو جنبش ہوئی اُٹھ کر چراغ گل کر دیا کہ حجرہ تاریک ہوگیا اور آپ اسی طرح وجد فرماتے تھے لیکن بوجہ تاریکی مجھے دکھلائی نہ دیتے تھے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا تھا کہ تواجد فرما رہے ہیں اور نہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کا وجد ضرب تھا یا بے ضرب الغرض بعد اختتام سماع آپ نے دروازہ کھولا اور ہم سب اپنے اپنے مقام کو گئے اس شب مجھ کو مطلق کھانا نہ کھلایا بلکہ پانی بھی نہ دیا۔ صبح کے وقت ایک خادم تھوڑا کپڑا اور بیس ٹنکہ لایا مجھے دیئے اور کہا کہ شیخ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ یہ حکایت تمام فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے اور وہیں یہ حکایت میں نے اُن کی زبانی سنی۔ اس کے بعد آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ یہی عبداللہ پاک پٹن سے ملتان جانا چاہتے تھے ان دنوں راستہ میں ڈاکوؤں کا زور تھا انہوں نے حضرت شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی

عزیمت ملتان کی اور سلامتی سے ملتان پہنچنے کے واسطے استمداد دعا چاہی
شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہاں سے فلاں موضع تک میرا تعلق ہے۔ اور
اس کے آگے تعلق شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے میری
حد تک تم انشاء اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت پہنچ جاؤ گے عبداللہ یہ سن کر روانہ
روانہ ہوگئے اور جہاں تک تعلق حضرت شیخ الاسلام کا تھا مطلق خطرہ ان کو نہ
ہوا۔ حوض پر پہنچکر ان کو کلام حضرت شیخ الاسلام کا یاد آیا وضو کر کے دو رکعت
نماز شکرانہ ادا کی اور جانب ملتان منہ کر کے کہا کہ یہاں تک عملداری شیخ
الاسلام فرید الدینؒ کی تھی میں آپ کا نفس ہمراہ ہونے سے بخیریت تمام
آپہنچا اے شیخ بہاؤالدین آگے تمہارا علاقہ ہے تم بھی مجھے بخیر و عافیت
ملتان پہنچاؤ۔ القصہ مع الخیر ملتان پہنچے اور خدمت بہاؤالدین زکریا ملتانی
میں پہنا ہوا جامہ پشمیں اوڑھے ہوئے گئے آپ دیکھتے ہی خفا ہوئے
اور ارشاد فرمایا کہ یہ کیا شیطان کی پوشش پہنے ہوئے ہو۔ اور اسی
طرح بہت کلمات سخت و درشت کہے میں نے عرض کیا کہ بعض بنی آدم
کے پاس بہت کچھ زر و مال ہے میں ان پر اعتراض نہیں کرتا اور میرے
پاس صرف ایک جامۂ پشمیں ہونے سے آپ اس قدر خفا ہوتے ہیں۔
شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے جب مجھے جواب دیتے ہوئے سنا مجھے
مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تم میرے سامنے کیا باتیں کر رہے ہو حوض کی التجا
یاد کرو میں نے تمہارے حق میں مطلق تقصیر نہیں کی اور معرض خطرے سے نگاہ
رکھکر ملتان پہنچایا ہے

سترھویں مجلس

روز چہار شنبہ ۱۶ ر ماہ جمادی الآخر ۱۵ ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو دربارہ خشم و شہوت ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح شہوت بغیر محل حرام ہے اسی طرح غصہ بھی بغیر محل حرام ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دو شخص ہوں ایک دوسرے پر غصہ کرتا ہو. وہ دوسرا صبر کرے ثواب تحمل کرنے والے کو حاصل ہوگا نہ غصہ کرنیوالے کو اس کے بعد گفتگو دربارہ نصیحت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی دوسرے شخص کو نصیحت کرو لازم ہے کہ تنہائی میں کرو علانیہ نصیحت کرنا اس کو ملامت کرنا ہے نصیحت ہمیشہ تنہائی میں کرنا چاہیئے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ قاضی امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ یاروں کو سبق حدیث کا پڑھا رہے تھے اور جو معانی آپ بیان فرماتے تھے شاگرد اس کو لکھتے جاتے تھے ہنگام تدریس آپ کے سر مبارک پر کلاہ سیاہ رنگ تھی سفید نہ تھی یہ ٹوپی لاطیہ تھی ناشرہ نہ تھی لاطیہ ٹوپی سر سے چپکی رہنے والی کو کہتے ہیں. اور ناشرہ اس ٹوپی کا نام ہے جو سر سے کسی قدر بلند ہو الغرض اس وقت ایک شخص آیا اور آپ سے مستفسر ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی اوڑھی ہے آپ نے جواب دیا ہاں اوڑھی ہے پھر اُن سے دریافت کیا کہ رسول مقبول نے سیاہ ٹوپی اوڑھی تھی یا سفید آپ نے

جواب دیا کہ سفید اوڑھی تھی یہ سنکر فقیر نے سوال کیا کہ وہ ٹوپی لا طیہ ہوتی تھی یا ناشرہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ لا طیہ ہوتی تھی یہ سن کر درویش کہنے لگا کہ ٹوپی اوڑھنے میں تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے خلاف عمل کیا ہے کہ کلاہ ناشرہ اور سیاہ رنگ کی اوڑھی ہے اور حدیث بیان کرتے ہو اور شاگردوں سے املا کراتے ہو یہ واقعہ تمہاری ذات سے بعید ہے۔ قاضی امام ابو یوسف یہ سنکر متفکر ہوئے اور تھوڑی دیر بعد سائل سے کہا کہ تیرا یہ نصیحت کرنا دو حال سے خالی نہیں ہے یا برائے حق ہے یا میری تکلیف دہی کے واسطے ہے اگر برائے حق کہا ہے علانیہ کہا ہے اس کا تجھے مطلق ثواب نہ ملے گا اگر میری تکلیف دہی کے واسطے کہا ہے الویل علیک ۔

اٹھارویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۷ ماہ رجب ۶۱۵ھ کو

دولت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو توبہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ تین قسم پر ہے۔ ماضی مستقبل و حال توبہ حال یہ ہے کہ اس زمانہ کردنی سے جو کیا ہے شرمندہ ہو اس گناہ سے پشیمان ہو اور توبہ ماضی یہ ہے کہ دشمنوں اور حق داروں کو خوش کرے اگر کسی شخص سے دس روپیے لئے ہیں اس کے روپیے دے دے زبانی توبہ کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اگر کسی شخص کو بُرا

کہا ہے لازم ہے کہ بعد توبہ اس کے پاس جائے معافی مانگے اور اس کو خوش کرے
اور اگر وہ شخص جس کو برا کہا تھا اس عالم فانی سے کوچ کر گیا ہو اس کو اس
قدر اچھا کہے جسقدر برا کہا تھا اور ہمیشہ بہ نکوئی یاد کرے اور اگر کسی شخص
کو جان سے مار ڈالا ہو اس کے وارث بھی نہ ہوں بعد توبہ اس کے مبادلہ
میں غلام آزاد کرے کیوں کہ تائب یا اور کوئی شخص مردہ کو زندہ کرنے
کی مقدرت نہیں رکھتا لیکن غلام کا آزاد کرنا بھی مردہ کا جلانا ہے
اور اگر کسی شخص کی منکوحہ بیوی سے زنا کیا ہو لازم ہے کہ اس شخص
کے پاس جائے جس کی منکوحہ یا مملوکہ سے زنا کیا تھا اور عذر تقصیرات کرے
اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت و معافی گناہ کی دعا مانگے اور اگر تائب شراب
پیتا تھا اس کو چاہیئے کہ بعد توبہ خلق اللہ کو شربتہائے لطیف اور ٹھنڈا
پانی پلائے الغرض بعد توبہ ہر معصیت کی تکفیر اس کی مناسبت سے
کرے یہ بیان توبہ ماضی کا تھا قسم سوم توبہ مستقبل یہ ہے کہ اپنے دل
میں مستحکم ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی گرد اس معصیت کے نہ پھٹکوں گا
اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت میں حضرت شیخ الاسلام
فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوا اور آپ
کے دوست حق پرست پر انابت لایا آپ اکثر فرماتے تھے کہ دشمنوں
اور حق داروں کو خوش کرنا چاہیئے اور ہر مجلس میں استرضائے صاحب
حقاں میں بہت غلو فرماتے تھے مجھے یاد آیا کہ یہ سب میری تعلیم
کے لئے ارشاد ہے کہ مجھے ایک بزاز کے بیس جیتل اور ایک شخص کی

کتاب جو عاریتاً لی تھی وہ یہی ہے مخدوم مکاشف عالم اسرار ہیں اس وقت میں نے ارادہ مستحکم کیا کہ اب کے دہلی میں ان ہر دو امور کا یہی فیصلہ کروں گا قصہ مختصر جب اجودھن سے دہلی آیا اس بزاز کا فکر کیا لیکن اتنا روپیہ میسر نہ آتا تھا جو اس کا قرض ادا کیا جائے کبھی پانچ کبھی چار جیتل ملتے تھے ایک مرتبہ دس جیتل میسر ہوئے میں ان کو لیکر اس بزاز کے مکان پر جس سے کپڑا لیا تھا آواز دی وہ آواز سن کر باہر آیا میں نے کہا کہ آپ کے بیس جیتل میرے ذمہ واجب الادا ہیں یک مشت بوجہ تنگی معاش نہیں دے سکتا ہوں یہ دس جیتل موجود ہیں لیجیے انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ دس جیتل بھی عنقریب پہنچ جائیں گے اس بزاز نے یہ سنتے ہی بے ساختہ کہا کہ تم اجودھن سے آتے ہو شیخ کی صحبت میں سے آئے ہو وہاں کا یہی اثر ہے یہ کہکر دس جیتل مجھ سے لے لئے اور باقی معاف کر دیئے اس کے بعد میں اس شخص کے پاس گیا جس کی کتاب عاریتاً لایا تھا اور وہ گم ہوگئی تھی اس سے کہا کہ اے خواجہ میں نے فلاں کتاب تم سے مستعار لی تھی وہ میرے پاس سے کھوئی گئی اب میں اس نسخہ کی تلاش میں ہوں بعد دستیابی انشاء اللہ تعالیٰ اس کی نقل کرا کے آپ کو دوں گا یہ سنتے ہی اس شخص نے بھی کہا کہ جس جگہ سے تم آئے ہو وہاں کا یہی ثمرہ ہے یہ کہکر وہ کتاب بخشدی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ گناہ کرتے وقت گناہ کرنے والے کا منہ بجانب معصیت ہوتا ہے اور پیٹھ بجانب حق ہوتی ہے اور جب توبہ کرتا ہے

منہ بطرف حق تعالیٰ اور پیٹھ بجانب معصیت کرتا ہے اب لازم ہے کہ ہمیشہ منہ اللہ تعالیٰ کی جانب کئے رہے اس وقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ صدق دل سے تائب کو ذوق عبادت حاصل ہوتا ہے اور یہی نشانی صدق توبہ کی ہے لیکن توبہ شکن کو ذوق طاعت حاصل نہیں ہوتا کہ وہ معصیت کی جانب پھر الٹا پھر جاتا ہے اس کے بعد گفتگو نفقہ کرنے کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین وامام الاشجعین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اپنے رفیقوں میں ایک روپیہ خرچ کرنا دس روپیہ خیرات کرنے سے افضل ہے اور دس روپیہ کا خرچ کرنا فقیروں کو سو روپیہ دینے سے افضل ہے اور اپنے دوستوں میں دوسو روپیہ خرچ کرنے سے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

انیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ شعبان سنہ ۱۵ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو معاملہ حق کے بارے میں ہو رہی تھی کہ نیک اور بد کون کون ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے عہد میں اگر کسی شخص کی نسبت کہا جاوے کہ وہ بد نہیں ہے بس اسی قدر وہ نیک بھی ہے ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو جو کسی کے عیب کا متلاشی ہو اور کسی کو برا نہ کہے اس کو نیک کہنا چاہیئے بد نہ کہنا چاہیئے

اسی وقت یہ دو مصرے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔

گر باعیبی عیب نہ جوئی نیکی ... وربد باشی و بد نگوئی نیکی

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر شخص بد ہو اور وہ خلق خدا کو برا کہے اس کی بدی کا کیا ٹھکانا ہے یہ فرما کر مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ لشکر میں رہتے ہو میں نے ایجاب کیا آپ نے فرمایا کہ شہر میں اب راحت نہیں رہی اور پہلے بھی کچھ آرام نہ تھا اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ قبل ازیں میرے دل میں تھا کہ شہر سے چلا جاؤں ان ہی ایام میں ایک روز حوض قتلغان پر بیٹھا ہوا نکات علم قرارت یاد کر رہا تھا مجھے ایک درویش کا جھونپڑا دکھائی دیا میں ان کے پاس گیا اور سلام کے بعد دریافت کیا کہ آپ اسی شہر کے رہنے والے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ میں نے دوبارہ پوچھا کہ آپ اپنی مرضی سے اس جگہ رہتے ہیں اس نے کہا نہیں اور یہ حکایت بیان کی کہ ایک مرتبہ میں اس خندق پر جو دروازہ کمال کے باہر ہے ایک مرد عزیز سے ملاقی ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم کو سلامتی ایمان مطلوب ہے اس بستی سے چلے جاؤ میں نے اسی وقت اس شہر سے چلے جانے کی نیت کی لیکن کئی موانعات پیش آئے اس معاملہ کو چھبیس برس ہو گئے کہ عزیمت مصمم ہے مگر جاتا نہیں ہوتا ہے یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات اس درویش کی زبان سے سن کر میں نے بھی ارادہ کیا

کہ اس شہر سے چلا جاؤں کبھی دل چاہتا تھا کہ پٹیالی جاؤں ان ایام میں
ترک (مراد امیر خسروؒ سے ہے) وہیں تھا اور کبھی خیال آتا تھا کہ موضع
لبتا کہ میں جا رہوں الغرض میں لبتالہ کو گیا اور تین روز وہاں ایک دوست
کے گھر مقیم رہا کیوں کہ سکونت کیلئے مکان بکرایہ خواہ بطریق رہن و بیع
نہ ملا تھا بعد تین روز کے وہاں سے لوٹ آیا لیکن دل کو بدستور دہلی
سے چلے جانے کا خیال تھا اسی پریشان خاطری میں حوض رانی کو
گیا رانی کے حوض کے پاس ایک باغ حسرت نامی تھا میں نے وہاں
جاکر اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ الٰہی میرا دل اس شہر سے جانے
کے واسطے چاہتا ہے اور میں بہ اختیار خود کہیں نہیں جا سکتا ہوں
جہاں تیری مرضی ہو مجھے جانے کے واسطے حکم فرما اسی وقت آواز غیاث
پور کی آئی میں نے کبھی غیاث پور کا نام نہ سنا تھا دیکھنا درکنار اور نہ
میں یہ جانتا تھا کہ غیاث پور کدھر ہے خیر میں یہ آواز سن کر ایک دوست
کے گھر کو گیا جس کو نقیب نیشاپوری کہتے تھے اندر سے آواز آئی کہ وہ
غیاث پور گئے ہیں میں یہ سنتے ہی خوش ہوا کہ بارے غیاث پور
کا نشان تو ملا الغرض اس روز سے غیاث پور میں ہوں جس وقت
میں یہاں آیا تھا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جب نوبت سلطنت
دہلی کیقباد کو پہنچی اس نے کیلو کھڑی آباد کی پھر غیاث پور میں بھی
خلق کا انبوہ ہوا۔ امرا و ملوک کیلو کھڑی میں ساکن ہوئے میرے
پاس بھی آنے لگے میرا دل غیاث پور میں رہنے سے تنگ ہونے لگا

اور اپنے دل میں یہاں سے بھی چلے جانے کا عزم کیا کہ ان کی فاتحہ سوم کے بعد چلا جاؤں گا اسی روز بعد نماز عصر ایک جوان صاحب حسن جمال لیکن بنہایت نحیف وضعیف الجثہ میرے پاس آیا واللہ اعلم وہ مردان غیب میں تھا یا کوئی اور تھا اور آتے ہی اول انہوں نے یہ شعر پڑھا۔ بیت

آنروز کہ مہ شدی نمیدانستی ❊ کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

امروز کہ زلف دل خلقے بربود ❊ درگوشہ نشستنت نمیدارد سود

یہ فرماکر خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کے اس کلام کو کسی جگہ لکھ بھی لیا ہے القصہ بعد پڑھنے ان اشعار کے یہ بات کہی کہ مرد کو لازم ہے کہ اول مشہور نہ ہو اور جب مشہور ہو گیا مستور ہونے کی کوشش نہ کرے ورنہ کل بروز حشر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا ہوگا اور اسی وقت یہ بھی کہا کہ یہ کس قدر پست ہوصلگی ہے کہ خلق سے گوشہ پکڑ کر حق سے مشغول ہوں عالی ہمتی چاہیئے کہ خلق میں بھی رہیں اور خدا سے بھی مشغول ہوں بعد اتمام اس کلام کے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں نے ان کے سامنے کھانا رکھا مگر انہوں نے نہ کھایا میں نے اسی وقت ارادہ کیا کہ میں اب کہیں نہیں جاؤنگا یہیں رہوں گا میرے اس نیت کے ہوتے ہی انہوں نے کھانے میں ہاتھ ڈالا تھوڑا سا کھانا کھایا اور چلے گئے اس دن سے آج تک پھر میں نے ان کو نہ دیکھا۔

بیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ دسویں ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۵ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو فضیلت سورۂ اخلاص کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورۂ اخلاص قرآن شریف کا تیسرا حصہ ہے اور ختم قرآن شریف کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر تلاوت قرآن شریف میں کسی جگہ سقم ہوگیا ہو تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے وہ نقصان رفع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گفتگو اس امر میں ہوئی کہ قرآن شریف ختم کرتے ہی سورۂ الحمد اور چند آیت سورہ بقر پڑھنے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا من خیر الناس یعنی بہترین انسان کون شخص ہے آپ نے ارشاد فرمایا الحال المرتحل حال منزل میں آنے والے اور مرتحل روانہ ہونیوالے کو کہتے ہیں یہ اشارہ اس امر کا ہے کہ قرآن شریف ختم کرنیوالا منزل کو پہنچنے والا ہے اور جب پھر شروع کرتا ہے روانہ ہوتا ہے پس بہترین مرداں وہ شخص ہے جو قرآن شریف ختم کرتے ہی شروع کرے صفت الحال المرتحل اس کے لائق ہے۔ اس کے بعد گفتگو اس بارے میں ہوئی کہ بعض اشخاص نماز جنازہ بصورت عدم موجودگی جنازہ یعنی غائبانہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں آپ نے فرمایا درست ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی
تھی اور امام شافعی کے نزدیک بھی روا ہے اور میت کے کسی عضو کی بھی
نماز ہو سکتی ہے مگروہ نماز جنازہ ہے اور اسی وقت یہ حکایت دربارہ شیخ
جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرمائی کہ آپ کی شیخ الاسلام دہلی شیخ
نجم الدین صغری سے ناچاقی ہو گئی تھی شیخ الاسلام نے والی شہر کو ایسا
بر انگیختہ کیا کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کو دہلی چھوڑنا پڑا
اور بدایوں چلے گئے الغرض ایک روز بدایوں میں سوتھ کے کنارے بیٹھے
ہوئے تھے یکایک اُٹھ کھڑے ہوئے وضو کیا اور حاضرین مجلس سے فرمایا
کہ آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازے کی نماز پڑھیں اس وقت ان کا
انتقال ہوا ہے لہٰذا ادائے نماز فرمایا کہ شیخ نجم الدین صغریٰ نے مجھے دہلی سے
نکالا تھا میرے مرشد نے اسے اس جہان سے نکال دیا اس کے بعد
گفتگو متحیران بحر شہود کے بارے میں ہوئی کہ حق تعالیٰ کے ساتھ
اس قدر مشغول ہیں کہ ان کو کسی امر کی مطلق خبر نہیں حاضرین میں سے
کسی شخص نے عرض کیا کہ میں نے ایک جگہ سات آٹھ متحیر دیکھے تھے
ان کی آنکھیں کھلی ہوئی بجانب آسمان نگران تھیں شب روز عالم تحیر
میں کھڑے ہوئے تھے لیکن وقت نماز ان کو ہوش آتا تھا نماز ادا فرماتے
اور پھر عالم تحیر میں چلے جاتے یہ سنکر خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا
کہ بے شک انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ ہیں اگرچہ شب و روز متحیر
رہتے ہیں مگر وقت نماز ان کو ہوش آجاتا ہے نماز ان سے فوت نہیں

ہوتی اسی امر کے متضمن یہ حکایت حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ ان کو بھی وقت نقل چار روز تحیر رہا تھا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ خانقاہ شیخ علی سنجری میں سماع ہوا تھا آپ وہاں تشریف لیگئے قوالوں نے یہ غزل

؎ منزل عشقت مکانے دیگر است ٭ مرداں رہ را نشان دیگر است

شروع کی جب اس شعر پر پہنچے ؎ کشتگانِ خنجر تسلیم را ۔ ہر زمان از غیب جان دیگر است ٭ آپ کو رقت ہوئی وہاں سے جب مکان کو تشریف لائے متحیر و بیہوش تھے اور اسی بیت کے گانے کے واسطے فرماتے تھے ۔ قوال آپ کے ساتھ ساتھ آئے تھے وہ یہی بیت گاتے تھے تحیر آپ کا ہر لمحہ افزوں ہوتا جاتا تھا لیکن وقت نماز ہوش میں آتے تھے اور بعد ادائے صلوۃ پھر مدہوش ہو جاتے تھے چار شبانہ روز اسی حالت میں رہے پانچویں شب انتقال فرمایا شیخ بدر الدین غزنوی فرماتے تھے کہ میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا ۔ جب آپ کے انتقال کا وقت آیا وعدہ متصل ہوا مجھے غنودگی آگئی تھی اسی حالت میں خواب دیکھا کہ شیخ قطب الدین اپنے مقام سے آسمان کو جا رہے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے بدر الدین دیکھا اولیاء اللہ کی موت نہیں ہوتی وہ اس طرح ایک مقام سے دوسرے مقام کو چلے جاتے ہیں یہ خواب دیکھتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام کا انتقال ہو گیا ہے ۔ رضی اللہ عنہ ۔

اکیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۱۵ ماہ شوال ۶۵۱ہجری

دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو رغبت خلق بخدمت مشائخ کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پیشتر میں شہر میں تھا جمعہ کے روز برائے ادائے نماز جمعہ جب مکان سے باہر نکلتا راستہ میں خلق میری مزاحم ہوتی اور اسی طرح مسجد سے واپسی کے بعد بخت وقت پیش آتی ایک روز مسجد سے نکل کر آدمیوں سے چھپتا ہوا ایک کوچہ کی راہ سے اپنے مسکن کو آتا تھا گلی میں ایک شخص مجھ سے ملا بعد بغلگیر ہونے کے کہنے لگا کہ آپ لوگوں کی عقیدت سے تنگ آتے ہیں میں نے اس امر کو قبول کیا یہ سنکر وہ شخص کہنے لگا کہ میرا خسر شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کا مرید تھا جس وقت شیخ الاسلام دہلی میں رہتے تھے اور نماز جمعہ کے واسطے جاتے تھے ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہتا تھا اگرچہ شیخ الاسلام وقت سے بہت پیشتر جاتے تھے لیکن پھر بھی راستہ میں لوگ اس کثرت اظہار عبودیت کرتے تھے کہ آپ تنگ ہو جاتے۔ ایک روز میرے خسر نے آپ سے معانقہ کیا اور آثار تنگی آپ کے چہرہ سے ہویدا دیکھ کر کہا کہ یہ نعمت خدا ہے اس سے تنگ نہ ہونا چاہیئے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ بر وقت عزیمت سلطان ناصر الدین بجانب ملتان

واوچ اجودھن راستہ میں آئی حضرت شیخ شیوخ العالم ان دنوں میں اجودھن
چلے آئے تھے جملہ لشکر نے آپ کی زیارت کرنی چاہی شیخ اس انبوہ کثیر
سے حیران ہو گئے اور اپنے مریدوں سے ارشاد فرمایا کہ میرے
گرد حلقہ کر لو چنانچہ حلقہ قوی کیا گیا اس وقت ایک فراش سلطانی
آیا اور حلقہ کو چیرتا ہوا آپ کے قدموں پر جا پڑا اور پیر چوم لئے شیخ
الاسلام کو اس کی یہ حرکت بنہایت دشوار معلوم ہوئی اس نے آپ کا
چہرہ متغیر دیکھ کر کہا کہ اے فرید الدین کیوں تنگ ہوتے ہو اللہ تعالیٰ
کی نعمت کا شکر کرو کہ تم کو اس لائق کیا ہے۔ اسکی زبان سے یہ سنتے ہی آپ
نے ایک چیخ ماری رونے لگے اور اس فراش سے بہت معذرت کی
اس کے بعد آپ ایک جگہ کھڑے ہو گئے کہ خلق کو پاس آنے میں
دقت نہ پڑے دور سے سلام کریں اور آستین مبارک ہاتھ سے نکالکر
نیچے لٹکا دی تھی اہل لشکر جوق جوق آتے تھے سلام کر کے آستین مبارک
کو بوسہ دیتے اور چلے جاتے آخرالامر صبح سے وقت نماز مغرب آگیا
اور پیراہن آپ کا پارہ پارہ ہو گیا لیکن انبوہ خلایق کم نہ ہوا۔ اس کے
بعد گفتگو اس بارے میں ہوئی کہ خلق کے ساتھ نرم دل رہنا اور خلق
کے ساتھ خلق سے پیش آنا چاہیئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کی شان میں لفظ اسعف فرمایا ہے
اور اسعف کے معنی سریع البکا ہیں اور اسی وقت خلق خوش و تواضع کے
بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ عمرو عاص ایام جاہلیت میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال معلوم کر کے بدرگاہ جناب باری التجا کی کہ الٰہی میں شاعر نہیں ہوں جو بدرجہ اشعار اس کی ہجو کروں تو میری طرف سے اس کا بدلہ دے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عاص کو جزائے ہجو بالفاظ مکاری حیلہ گری دی کہ وہ عوام میں مکار و حیلہ گر مشہور ہو گئے اگرچہ بعدہٗ ایمان لے آئے مگر یہ واقعہ ان کے لئے قیامت تک یاد رہے گا۔ اللھم ارزقنا حسن الخلق ولسان الصدق آمین۔

بائیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذیقعدہ ۱۵ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اس روز ایک شخص کسی امیر کا معذرت نامہ لیکر آیا تھا سبب اس کا یہ تھا کہ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے کسی شخص کی سفارش کی تھی اور اس نے تعمیل ارشاد عالی میں توقف روا رکھا تھا الغرض آنے والے شخص نے عریضہ پیش کیا، ورزبانی معذرت کی آپ نے ازراہ کرم معاف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگرچہ مجھے کوفتگی پیدا ہوئی تھی اور معاملہ بھی اسی لائق تھا لیکن میں معاف کرتا ہوں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کا مرید ہوتا ہے اور ارادت لاتا ہے اس کو تحکیم کہتے ہیں یعنی پیر کو اپنا حاکم قرار دیتا ہے پس اگر پیر کچھ حکم دے اور مرید اسے نہ بجا لائے یہ تحکیم نہ ہوگی

اس وقت میں نے عرض کیا کہ اگر پیر اپنے مرید کی خطا معاف فرمائے لیکن حضرت عزت اس امر کو روا نہ رکھے گا اور کیونکر معاف فرمائے گا کہ خلاف احکام فعل کیا ہے اور سخت بے ادبی کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عفوِ پیر ہمیشہ باذن حق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیتا ہے یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ مرید کو پیر کا ہر ایک حکم بجالانا چاہیئے اس کے بعد تذکرہ اس امر کا ہوا کہ اگر پیر کوئی امر نامشروع مرید کو ارشاد کرے وہ بھی بجالانا چاہیئے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اول فرالفض شیخی میں یہ امر ہے کہ پیر واقف جملہ شریعت و احکام طریقت و حقیقت ہو جبکہ وہ خود عالم ہوگا کسی طرح نامشروع حکم نہ دیگا یا وہ حکم مسئلہ مختلف فیہ کا ہوگا یعنی ارشاد نزدیک بعضے ائمہ مجتہدین جائز ہوگا اور بعضوں کے نزدیک ناجائز ہوگا ایسے مسئلہ میں جو فرمان مرشد ہو اس کو بجالانا چاہیئے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص سے کوئی بات کہے یا سفارش کرے اور وہ شخص اس کو قبول نہ کرے یا اس کے بجالانے میں تساہل کرے اس امر کو وقت کے نہ ہونے یا اس شخص کے نہ سمجھنے پر محمل کرنا چاہیئے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ اجودھن میں ایک عامل تھا جسے والی اجودھن بہت تکلیف دیتا تھا اس عامل نے حضرت خواجہ فرید الدین رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا اور سفارش چاہی آپ نے کسی شخص کی معرفت والی اجودھن سے عامل کی سفارش کی لیکن والی اجودھن نے مطلق خیال

نہ کیا عامل نے دوبارہ حاضر ہوکر التماس کیا آپ نے ارشاد کیا کہ میری سفارش کی تھی شاید موقع نہ ہو یا کسی دوسرے شخص کی اس سے پہلے بھی سفارش ہو چکی ہو اور تم کو اس کا حال معلوم ہوا ہو اسی روز والی اجودھن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عذر تقصیر و تساہلی بہت کیا آپ نے معاف فرمایا اور والی عامل کو آرام و نفع پہنچانے کا وعدہ کرکے چلا گیا اس کے بعد عفو جرائم کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ کا نواسا محمد نام عرف ممن کسی گاؤں میں رہتا تھا چند آدمیوں نے خدمت حضرت شیخ الاسلام میں حاضر ہوکر بیان کیا کہ ممن مذکور نے شراب پینا شروع کیا ہے القصہ جس وقت ممن آپ کی زیارت کو آئے حضرت شیخ الاسلام نے ان سے دریافت کیا کہ میں نے سنا ہے کہ تم شراب پیتے ہو وہ سنتے ہی چونک اٹھے اور کہنے لگے حاشا و کلا میں اس تہمت سے بالکل بری ہوں کسی نے آپ کی جناب میں یہ غلط بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام یہ سنکر خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ مجھے شاید غلط کہا ہوگا۔

الغرض آپ ممن سے بہت خوش ہوکر ملے اور دیر تک باتیں کرتے رہے اسکے بعد فرماں برداری احکام پیر کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ خانقاہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ میں ایک بڑھیا ہر روز صبح بلاناغہ جھاڑو دیتی تھی آپ نے اس کی یہ خدمت دیکھکر پوچھا کہ تیرا کیا مقصود ہے جو تجھ کو دیا جائے بڑھیا نے کہا مجھے ایک آرزو

ہے جب وقت آئے گا عرض کروں گی القصہ وہ ہمیشہ خدمت خانقاہ
کیا کرتی تھی ایک نوجوان بنہایت حسین آپ کی خدمت میں آکر مرید ہوا بڑھیا
جوان کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ
آپ نے میری مراد پوری کرنے کا وعدہ کیا ہے اس نوجوان کو حکم دیجئے کہ مجھ سے
نکاح کرے شیخ متامل ہوئے اور سوچا کہ یہ بڑھیا نہایت بدصورت کریہہ المنظر
ہے اور وہ نوجوان صاحب جمال ہے یہ پیوند درست نہیں۔ آپ تین شبانہ
روز اسی فکر میں رہے بڑھیا اصرار کرتی تھی قصہ مختصر آپ نے بعد تین روز کے جوان
کو بلایا اور ارشاد کیا کہ اس بڑھیا سے نکاح کرلو اس نے آپ کا
حکم سنتے ہی قبول کیا بڑھیا نے عرض کی کہ میری تمنا ہے کہ جس
طرح نوجوان باکرہ لڑکیوں کا بیاہ ہوتا ہے اسی طرح میرا بھی کیا
جائے یہ جوان جلوہ بھی کرے اور مجھے زمین سے اٹھا کر خود ڈولی
میں بٹھائے اور آپ مجھ کو جہیز بھی دیں شیخ نے سب باتیں قبول کیں
اور رسم سے دوگنا جہیز دیا جوان نے خود ڈولی میں بٹھایا اس وقت
بڑھیا نے عرض کی کہ آپ اس سے فرمادیں کہ جس طرح اس نے مجھے زمین
سے اٹھا کر ڈولی میں بٹھایا ہے اسی طرح چارپائی سے خاک میں ڈالے
یعنی مجھے دفنا دے اور بعد موت قبر میں رکھے آپ نے اس نوجوان سے
فرمایا اس نے یہ رغبت تمام آپ کے جملہ ارشادات قبول کئے یہ فرماکر
آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حکایت دربارہ بجا آوری فرمان پیر تھی مریدوں
کو اس جوان کا سا تابع فرمان پیر رہنا چاہیئے اس کے بعد یہ حکایت

شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کمالات کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تقریباً بارہ برس کا ہوں گا ۔ کتب لغت پڑھتا تھا ان ایام میں ایک شخص جس کا نام ابوبکر قوال تھا میرے استاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے سفر کا حال بیان کرنے لگا۔ کہ میں ملتان سے آیا ہوں اور شیخ بہاؤ الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں راگ گایا تھا اور دو قول گائے تھے قد لسعت حیۃ الہوی کبدی ؛ مثلاً طبیب لہا ولا راقی اور دو مصرعہ شاید یہ بھی گائے تھے جو اس طرح یاد ہیں ۔ کل صبح وکل اشراقی ؛ وبحبک عینی بدمع مشتاقی اور دو مصرعے ... اور بھی تھے ۔ وہ مجھے یاد نہیں آتے میں نے (خواجہ ذکر اللہ بالخیر اپنی ذات سے مراد لیتے ہیں) اس کو یاد دلائے کہ آگے کا یہ شعر ہے ۔ الا الحبیب الذی شغفت بہ ؛ فانہ رقیتی وتریاقی ۔ ترجمہ اس کا یہ ہے نظم ازمارِ غمش گزیدہ دارم جگرے ؛ کورا نہ کند ہیچ فسونے اثرے ؛ جز دوست کہ من شیفتہ عشق ویم ؛ افسوس علاج من چہ داند جگرے ۔

اس کے بعد ابوبکر قوال نے مناقب حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا بیان کئے کہ وہاں خانقاہ کے رہنے والے بڑے مجاہدے اور ریاضات کرتے ہیں حتیٰ کہ آٹا گوندھنے والی لونڈیاں بھی ذکر و فکر سے خالی نہیں اسی طرح کی بہت سی باتیں کیں مگر میرے دل پر ان کا اثر نہ ہوا ۔ اس کے بعد ابوبکر مذکور نے کہا کہ میں ملتان سے روانہ ہو کر اجودھن آیا وہاں ایک

درویش کامل شیخ فرید الدین کو دیکھا کہ دنیا ان کی نگاہ میں موافق پرِ کاہ
شتر بھی نہ تھی عجب شان اور عجب احوال رکھتے ہیں مجھے نام حضرت کا۔
ہی ایک خاص محبت سی ہو گئی چنانچہ بعد ہر نماز کے جب تک دس بار
شیخ فرید الدین اور یا مولانا فرید الدین نہ کہہ لیتا مجھے کل نہ پڑتی تھی ا
یہ محبت اس درجہ بڑھی کہ یہ راز طشت از بام ہو گیا کہ مجھے جب میر
احباب سوگند دلانا چاہتے کہتے کہ سوگند شیخ فرید الدین کہا ۔ القصہ بعد چ
روز کے میرا ارادہ دہلی جانے کا ہوا ۔ اس سفر میں ایک بوڑھا شخص عوض تا
میرے ساتھ تھا راستہ میں جس جگہ درندہ جانوروں یا ڈاکوؤں کا خو
ہوتا وہ کہتا کہ ”اے پیر حاضر باش“ ”اے پیر در پناہ توایم“ میں نے اس
سے دریافت کیا کہ تمہارے پیر کا کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ میرے مر
کا نام شیخ فرید الدین قدس سرہ العزیز ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرماتے تھ
کہ یہ امر ”سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا“ کہ عشق حضرت کا وہ چند ہو گ
اور اسی سفر میں ایک اور شخص مولانا حسین خدا ان نام ہمراہ تھے وہ بھی
نہایت نیک و صالح تھے الغرض دہلی پہنچے اور حسن اتفاق سے شیخ
نجیب الدین متوکل کے مکان کے پاس ٹھہرے اور وہاں حضرت
شیخ الاسلام کے حالات اور زیادہ معلوم ہوئے مقصود اس حکایت
سے یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے ایسے ہی اسباب
کھڑے کر دیتا ہے ۔ اس کے بعد یہ حکایت شیخ فرید الدین قدس سرہ العز
کی کہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو سماع میں بہت ذوق حاصل ہوتا

ایک مرتبہ آپ نے سماع سنا چاہا قوال موجود نہ تھے آپ نے مولانا بدرالدین اسحاق سے فرمایا کہ خیرہ مکتوب ہی نکالو جسے قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے ناگور سے بھیجا ہے مولانا بدرالدین اسحاق تشریف لیگئے۔ اور وہ تھیلہ جس میں خطوط رکھے جاتے تھے نکال لائے اگرچہ اس خط کو آئے بہت عرصہ ہو گیا تھا اور اس کے بعد اور بہت سے عرائض وصول ہوئی تھیں اور وہ سب اس تھیلی میں ڈالی گئی تھیں لیکن حضرت شیخ الاسلام کی کرامت سے سب سے پہلے وہی قاضی صاحب والا خط ہاتھ میں آیا مولانا بدرالدین اسحاق خط لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے کھڑے ہو کر پڑھنے کے واسطے ارشاد فرمایا مولانا نے تعمیل حکم کی اس خط میں لکھا تھا کہ "فقیر وحقیر ضعیف و نحیف محمد عطا کہ بندۂ درویشاں است از سرتا قدم خاک قدم ایشاں" حضرت شیخ الاسلام کو یہ سنتے ہی ایک حال ہوا اور ذوق تمام میسر ہوا۔ اس خط میں یہ رباعی بھی تحریر تھی (رباعی) آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد ؛ واں روح کجا کہ در جمال تو رسد ؛ گیرم کہ تو پردہ بر گرفتی زجمال ؛ آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد ؛ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ایک خط میں کسی قدر نظم تعریف حضرت شیخ الاسلام میں تحریر کی تھی بہت سے اشعار تھے لیکن مجھے دو چار یاد رہ گئے اور وہ یہ ہیں ؎ فرید وین ملت یا مہتر کہ یا دش در

کرامت زندگانی ؏ درینا خاطرم گر جمع بودی ؏ بمدحش کرد مے شکر فشانے

اس کے بعد یہ حکایت ملاقات حضرت خواجہ قطب الدین و جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے جس وقت حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ العزیز کا مہمان ہونا چاہا آپ کو کہلا بھیجا حضرت خواجہ قطب الدین نے منظور فرمایا اور اپنے مکان سے باہر استقبال کو نکلے اور کوچہ میں شیخ جلال الدین تبریزی سے ملاقی ہوئے اور ایک مرتبہ مسجد ملک اعز الدین بختیار میں یہ دونوں بزرگ ملاقی ہوئے تھے۔

تیئیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذوالحجہ ۶۵۵ھ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی یہ روز منجملہ ایام تشریق تھا بندگی مخدوم عالم و عالمیان کی اور زیارت نصیب ہوئی آپ نے در بارۂ نماز عید فرمایا کہ کل کے روز بارش بکثرت تھی اور اولے بھی پڑے تھے بہت سی خلق نماز سے رہ گئی ہیں بھی عید گاہ نہ جا سکا۔ میں نے یہ سنکر عرض کیا کہ فی الواقع بکثرت بارش و ژالہ باری کیوجہ سے بندہ بھی عید گاہ نہ جا سکا اور سننے میں آیا ہے کہ عید گاہ میں متعدد آدمی تھے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ جہاں میں نے نماز پڑھی وہاں بھی پانی نے نہ چھوڑا ایک رکعت باآسانی تمام ہوئی

دوسری رکعت میں تھا کہ پانی برسنا شروع ہوا۔ امام نے نماز مختصر کرکے تمام کی اور خطیب نے بغیر خطبہ صرف دعا مانگی اور خلق بھیگتی ہوئی اپنے گھر گئی میں نے سوال کیا کہ اگر کسی وجہ سے روز اول نماز عید نہ پڑھ سکے تو دوسرے روز ادا کرنے میں حرج کچھ ہے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا بالکل نہیں بلکہ اس عید کی نماز تین روز تک ہو سکتی ہے اور عید فطر کی نماز صرف دوسرے روز ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قبل از نماز کل میرے دل میں خیال آیا تھا کہ اگر کافی تعداد دوستوں کی جمع ہو پس دوسرے روز نماز ادا کی جائے لیکن خلق کثرت سے آگئی تھی اس لیے اسی وقت پڑھی گئی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ نماز استخارہ ہر روز اس روز کی خیریت کے واسطے اور ہر ماہ اس مہینہ کی خیریت سے گذر جانے کی جہت سے ہر سال وہ سال امن سے گذرنے کیلئے پڑھی جاتی ہے میں نے عرض کیا کہ نماز استخارہ سالانہ روز عید الفطر یا عید الضحٰے میں پڑھنا چاہیئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں کوئی تخصیص نہیں جس عید کو میسر ہو سکے پڑھے واللہ اعلم بالصواب۔

چوبیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۲ / ماہ محرم الحرام ۱۲ سنہ ہجری

دولت قدمبوسی میسر ہوئی بندہ اس روز اپنے ساتھ ایک چھوٹے

لڑکے کو جس کی اسی روز بسم اللہ ہونیوالی تھی لے گیا تھا حضرت خواجہ
ذکراللہ بالخیر کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اس کو مکتب قرآن خوانی
میں بٹھانا چاہتا ہوں اس لیئے اول آپ کی خدمت میں لایا ہوں کہ برکت
نظر آن مخدوم اور نفس مبارک سے اللہ تعالیٰ اس کو قرآن شریف اور
علم مرحمت فرمائے آپ نے ازراہِ شفقت اپنے پاس اس چھوٹے
لڑکے کو بلایا اور دعائے خیر کی اور اس کے بعد ایک سفید کاغذ پر
اپنے قلم مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رب یسر ولاتعسر اور حروف
ا ب ت ث ج لکھے اور خود اپنی زبان مبارک سے تلقین فرمائے
اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ ایک گروہ کو زنجیروں سے کھینچتے ہوئے بہشت میں لیجائیں گے اور
اس گروہ کے بارے میں تین قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ فرقہ اطفال
کا ہوگا کہ ان کو بجبر معلم کے پاس لیجاتے ہیں اگرچہ یہ امر لڑکوں کو
بہت برا معلوم ہوتا ہے مگر ان کے ساتھ زبردستی کی جاتی ہے
اور وہ مسجد میں بتدریج حرف پہچاننے لگتے اور بعدہٗ ایک عرصہ کے
بعد ان کو معانی الفاظ پر عبور ہو جاتا ہے اور پھر مغز معانی کو پانے لگتے
ہیں اور اسی طرح ان کا علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اور دوسرا قول ہے
کہ یہ گروہ غلاموں کا ہوگا کہ ان کو دارحرب سے بزنجیر کشاں کشاں
اسلام میں لاتے ہیں اس کے بعد آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد
فرمایا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ کل بروز قیامت آمنا و صدقنا

طائفہ مہمان کو بہشت بریں میں جانے کا حکم ہوگا وہ عذر کریں گے کہ ہمنے تیری بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے عبادت نہیں کی ہے صرف تیری محبت کی وجہ سے تیری عبادت کی ہے ہم کو دوزخ یا بہشت سے علاقہ نہیں دوبارہ حکم ہوگا کہ بہشت میں جاؤ کہ وعدہ دیدار وصال اسی جگہ مقرر کیا گیا ہے اور یہ وعدہ وہیں ایفا کیا جائے گا وہ پھر بھی نہیں جائیں گے آخر الامر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کی گردنوں میں نور کی زنجیر پ ڈال کر کھینچو اور کشاں کشاں بہشت میں لیجاؤ۔

پچیسویں مجلس

روز سہ شنبہ سیوم ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۶۱۷ھ

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو قناعت اہلِ دنیا کے طالب ہونے کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا حافظ الدین بہت بڑے درویش و عارف گذرے ہیں کتاب کافی اور شافی آپ کی تصنیفات سے مشہور ہیں اُنہوں نے کتاب شافی میں تحریر فرمایا ہے کہ کتے کو شکار کرنا سکھلاتے ہیں اور جب وہ پیہم شکار کرتا ہے اس کی تعریف کرتے ہیں کہ یہ کتا بڑا شکاری ہے اور چیتے کو شکار کے واسطے پالتے ہیں۔ لیکن اس کو شکار کی رو آمد میں بٹھاتے ہیں جب شکار موقع کی زد میں آتا

ہے چیتیا او چک کر اس کو پکڑ لیتا ہے برخلاف اس کے کہ کتے کو
حصول شکار کے لیے بہت زیادہ دوڑنا اور سخت تکلیف اٹھانی
پڑتی ہے۔ القصہ نتیجہ مولانا حافظ الدین نے اس حکایت کا یہ نکالا
کہ بنی آدم کو چاہیئے کہ چند خصائل چیتے سے سیکھے اول رزق کے پیچھے
کتے کی طرح مارا مارا نہ پھرے اگر کوئی شے اسکے سامنے بمثال چیتے کے
آجائے اس پر قبضہ کرے اور اگر نہ آئے صبر سے بیٹھا رہے بمقدار
کفاف طلب دنیا کرے زیادہ کی ہوس نہ بڑھائے اور ایک نصیحت
کتے سے حاصل کرے کہ جب کتا کاہلی کرنے لگتا ہے دوسرے کتے کو لاتے
ہیں اور اس شکاری کتے کے سامنے اس کو مارتے ہیں کہ شکاری
کتا کانپ اٹھے اور جان لے کہ یہ کاہلی کی سزا ہے۔ اسی طرح انسان
کو بھی چاہیئے کہ دوسرے شخص کے حال سے متنبہ ہو کر اپنا فکر کرے
اور ناکردنیہا سے تائب ہو۔

چھبیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۷۱۶ھ

کو دولت دست بوسی حاصل ہوئی اس روز جماعت خانہ
میں ایک مدعی عنید کو جو بہ نیت ضرر رسانی چھری لیکر آیا تھا پکڑا
تھا اور خدمتگار چاہتے تھے کہ اس نامعقول کو کسی جگہ تنہائی میں
لیجا کر خوب زدو کوب کریں۔ خدمت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کو یہ

معلوم ہوا آپ نے اپنے روبرو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس خیال بیہودہ سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد واثق کرکہ آئندہ کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچاوں گا اس نے یہ عہد کیا آپ نے اس کو خلاص فرمایا اور خرچ بھی عطا فرمایا جس وقت بندہ حاضر ہوا آپ نے یہ قصہ بیان فرمایا۔
اور اسی خیال کے موافق یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہٗ العزیز نماز صبح کے بعد موافق معمول سر زمین پر رکھے ہوئے مشغول بیاد الٰہی تھے یہ موسم سرما تھا نہایت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میں نے سردیکا خیال کرکے ایک پوستین لاکر حضرت کے جسم اطہر پر ڈالدیا اس وقت آپ کی خدمت میں سوائے میرے اور دوسرا خادم موجود نہ تھا اس وقت ایک شخص آیا اور باآواز بلند سلام کیا کہ شیخ کی مشغولی میں فرق آیا لیکن آپ اسی طرح سر زمین پر رکھے ہوئے تھے اس آنے والے شخص نے پوچھا کہ اس جگہ اور کون کون ہیں خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں نے کہا صرف میں ہی خادم موجود ہوں۔
اس وقت حضرت شیخ الاسلام نے مجھے بلاکر ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ شخص ترک ہے اوسط قد زرد رنگ میں نے اس شخص کو دیکھا آپ کے فرمانے کے موافق تھا میں نے یہ حال شیخ الاسلام سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس کی کمر میں زنجیر ہے میں نے دیکھا تو فی الواقع اس کی کمر میں زنجیر ہے پھر سہ بارہ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس کے کانوں میں کوئی چیز ہے میں نے دیکھکر عرض کیا کہ اس کے کانوں میں مرکیاں ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام بغیر دیکھے اس کا لباس ہیئت وغیرہ بیان فرماتے اور میں دیکھکر تصدیق کرتا تھا اور اس آنے والا کا رنگ رو متغیر ہوتا جاتا تھا آخرالامر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ چلا جائے۔ ورنہ فضیحت ہو گا اور راز اس کا فاش ہو جائے گا میں منہ پھیر کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص خود بخود چلا گیا ہے اس کے بعد اس مجلس میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ غزنین میں شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے خواجہ اجل شیرازی کے مرید مولانا حسام الدین نامی رہتے تھے۔ ایک روز وہ مع ایک اور شخص کے خدمت خواجہ اجل شیرازی میں حاضر تھے دفعتاً خواجہ اجل شیرازی نے آسمان کو دیکھا اور پھر ان دونوں شخصوں پر نگاہ ڈالی اور پھر آسمان کی جانب نگاہ کی اور ان دونوں شخصوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک شخص کو دولت شہادت میسر ہوگی۔ بعد برخاستگی مجلس مولانا حسام الدین اس شخص سے کہنے لگے کہ دیکھئے یہ سعادت تمہارے نصیب میں ہے یا میرے حصہ میں ہے الغرض ایک عرصہ کے بعد مولانا حسام الدین نے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کہا اور یہ طریقہ ان کا معمول تھا کہ آپ جمعہ کو وعظ فرماتے تھے۔ قصہ مختصر اس روز بھی وعظ فرما کر منبر سے نیچے اترے خلق خدا نے دست بوسی اور پا بوسی شروع کی ان ہی آدمیوں میں سے ایک شخص نے آپ کے سینے میں بغلگیر ہوتے ہوئے خنجر مارا زخم کاری لگا لوگ چارپائی میں ڈالکر مکان مسکونہ میں لائے۔ اس وقت

تھوڑی ہی جان باقی تھی آپ نے اس دوست کو جو آپ کے ساتھ استماع اس بشارت کے وقت مجلس خواجہ اجل شیرازیؒ میں حاضر تھا کہلا بھیجا کہ یہ خلعت شہادت مجھے مرحمت ہوا۔

ستائیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ صفر المظفر ۶۱۷ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو برکت قرآن اور اس کے حفظ کرنے کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدایوں میں ایک شخص نہایت صاحب صلاحیت و صاحب کرامت رہتے تھے۔ ان کو قرآن شریف ساتوں قرارت کے ساتھ یاد تھا نام ان کا شادی مقری تھا ایک کرامت ان کی مشہور تھی کہ جو شخص ان کے پاس ایک تختی بھی پڑھ لیتا تھا اللہ تعالیٰ تمام قرآن شریف اس کو مرحمت فرماتا تھا۔ میں نے بھی شادی مقری سے ایک سیپارہ پڑھا تھا یہ شادی مقری خواجگی مقری کے شاگرد تھے اور خواجگی مقری لاہور میں رہتے تھے بڑے بزرگ تھے القصہ کسی وقت ایک شخص لاہور سے بدایوں میں آیا شادی مقری نے اس سے اپنے استاد کی خیریت پوچھی اگرچہ خواجگی مقری کا انتقال ہو گیا تھا لیکن مسئول عنہ نے کہا کہ وہ بہ خیریت ہیں شادی مقری نے لاہور کا حال دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ وہاں بارش بہت زیادہ ہوئی سیکڑوں مکانوں

اور جانوروں کا نقصان ہوا۔ یہ حال سنتے ہی شادی مقری رونے لگے۔ اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے استاد کا اس واقعہ سے قبل انتقال ہوگیا ہوگا اس وقت آنے والے نے کہا کہ بیشک ان کا وصال اس واقعہ سے پیشتر ہوگیا تھا۔

اٹھائیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ربیع الآخر ۷۱۶ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو در بارہ طائفہ جن کا اعتقاد سست ہوتا ہے ہو رہی تھی۔ اور ان لوگوں کا تذکرہ تھا جو حج کرکے واپس آتے ہیں اور پھر کاربائے دنیوی میں مشغول و مالوف ہو جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو آپ کی بیعت سے سرفراز ہوتے ہیں ادھر اُدھر تلاش دنیا میں پھرتے ہیں۔ جس وقت میں نے یہ عرض کیا شیخ میر آزاد کہ وہ رفیق حاضر تھا مجھے اس کا کہنا یاد آیا اور میں نے اس سلسلۂ سخن میں اس کو بھی عرض کیا کہ میں نے ملیح سے ایک سخن سنا ہے اور وہ میرے دل پر کارگر ہوا ہے۔ کہ حج کرنے وہ شخص جائے جو کسی کا مرید نہ ہو خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ اور یہ مصرعہ زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا مصرعہ آں رہ بسوئے کعبہ واین رہ بسوئے دوست؛

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بعد انتقال فرما جانے حضرت شیخ فریدالدینؒ کے مجھ کو اشتیاق ادائے حج بہت زیادہ ہوا میں نے اپنے دل میں ارادہ

گیا کہ اجودھن سے واپس آکر حج کو جاؤں گا الغرض اجودھن حضرت شیخ الاسلام کے مزار کی زیارت کو گیا وہاں میرا مقصود مجھے معہ شئے زاید حاصل ہو گیا اور اس واقعہ کے بعد ایک مرتبہ پھر بیت خانہ کعبہ کی زیارت کی ہوئی تھی اس مرتبہ بھی میں اجودھن روضۂ مبارک حضرت شیخ الاسلام کی زیارت کو گیا اور غرض مذکور مجھے حاصل ہوئی الحمدللہ علی ذلک۔

انتیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذوالحجہ ۷۱۶ سنہ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک کچا کنواں دیکھا ڈول رسی کنوئیں پر موجود تھی آپ نے ڈول پانی میں ڈالا اور کئی ڈول کھینچے اس کے بعد ابوبکر صدیق تشریف لائے اور دو تین ڈول کھینچے زیادہ بسبب پیری وضعف نہ کھینچ سکے۔ بعد ان کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے اور دس بارہ ڈول کھینچے آپ کے زمانہ میں ڈول بہت بڑھ گیا کہ اس میں پانی بہت زیادہ آتا تھا۔ الغرض حضرت عمر نے بہت زیادہ پانی کھینچا کہ اس سے ایک قطعہ زمین سیراب ہوا اس کے بعد خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مقصود اس حکایت سے یہ ہے کہ غرض کنوئیں سے خواہ اسے پختہ بنائیں خواہ خام رکھیں پانی ہے یعنی ہر کام میں مقصود

نتیجہ ہوتا ہے اسی وقت کسی شخص نے آپ کے مرید شیخ محمد گوالیری کا سلام عرض کیا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بجواب سلام ارشاد فرمایا کہ ہاں میں ان سے واقف ہوں نیک اور صالح شخص ہیں ایک مرتبہ مجھ سے دوبارہ تجرد و تاہل سوال کیا تھا جس کے جواب میں کہا گیا کہ عزیمت تجرید ہے اور رخصت تاہل کے واسطے ہے یعنی اگر کوئی شخص یادِ حق میں اس طرح مصروف ہو کہ اس کو اس معاملہ کا کبھی خیال بھی نہ آئے اور اس کی زبان آنکھ ہاتھ پیر اور دیگر اعضا بھی محفوظ رہیں اس کو مجرد رہنا مناسب ہے اور جس شخص کے دل میں وساوس شیطانی گذریں اور رجحان طبع بطرف کتخدائی ہو۔ اس کو نکاح کر لینا چاہیئے الغرض اصل اس کام میں دل کا تعلق ہے جس شخص کی نیت خالصتہً للہ ہو جاتی ہے اس کے اعضا بھی موافقت کرنے لگتے ہیں ورنہ معاملہ برعکس ہوتا ہے۔

اس کے بعد سلطان شمس الدین التمش کی تاریخ وسنہ وفات کا ذکر ہوا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ بیت

بسال ششش صد وسی سہ از ہجرت ٭ نماز شاہجہاں شمس الدین عالمگیر

اس کے بعد گفتگو دربارہ آداب مریداں ہوئی کہ جب سفر کے واسطے اپنے مرشد کی خدمت سے مرخص ہو جائیں ان کو دوبارہ قبل از سفر حاضر نہ ہونا چاہیئے اسی وقت آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ شیخ علی ملکی حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود کے مرید تھے۔ ان کو سفر در پیش آیا خدمت حضرت شیخ الاسلام میں حاضر ہو کر رخصت طلب کی

آپ نے مرخص فرمایا۔ شیخ علی پاک پٹن سے روانہ ہوئے لیکن اتفاق سے
متصل اجودھن کسی گاؤں میں قیام ہوا۔ وہ دوسرے روز وہاں سے
پھر زیارت شیخ الاسلام کے واسطے آئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج
کیسے آنا ہوا۔ کل ہی سفر کو گئے تھے انہوں نے جواب دیا کہ میرے
ہمراہیوں نے فلاں موضع میں جو یہاں سے بہت قریب ہے قیام
کیا تھا میرے دل نے نہ چاہا کہ اتنا قریب ہو کر آپ کی زیارت سے
مشرف نہ ہوں حضرت شیخ الاسلام نے ان کے اس حسن عقیدت
و محبت کی آفرین کی الغرض وہ پھر رخصت ہوئے اور دوسرے روز
اتفاق سے اسی گاؤں میں رہکر پھر حاضر ہوئے تیسرے روز پھر
یہی واقعہ ہوا۔ اس روز شیخ الاسلام نے کسی خادم کو فرمایا کہ دو
روٹیاں لاکر ان کو دو قصہ مختصر خادم نے دو روٹیاں لاکر شیخ علی
کو دیں۔ آپ نے ان کو بار چہارم مرخص کیا اور اس رخصت کے بعد
پھر کبھی حضوری خانقاہ شیخ الاسلام ان کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس
کے بعد حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر نے یہ دوسری حکایت شیخ علی کی
بیان فرمائی کہ شیخ علی بڑے بزرگ اور با برکت تھے اکثر گڑگڑا کر
دعا مانگتے کہ الہی مجھے ایسی جگہ موت آئے جہاں میرا تیرے سوا کوئی
واقف حال نہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اپنے مکان بداؤں کو جاتے
تھے راستہ میں بیمار ہو گئے قصبہ بھلانہ میں زحمت ان کی صعب تر ہوگئی
وہ اسی طرح رواں تھے کہ کسی غیر معروف جگہ انتقال فرمایا اور وہیں۔

مدفون ہوئے اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت جو آپ نے شیخ علی مکی کی زبانی سنی تھی بیان فرمائی کہ شیخ علی فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ ملک کرمان کی سیر کر رہا تھا کرمان میں ایک قاضی تھا اس نے مجلس سماع مرتب کی تھی اور کرمان کے ائمہ و مشایخ جمع کئے تھے اس مجلس کا حال سنکر ایک خستہ حال مگر صاحب کمال درویش بھی بے بلائے مجلس میں داخل ہوا۔ سماع شروع ہونے پر اس درویش کو جنبش ہوئی رقص کرنا چاہا یہ امر قاضی صاحب کو برا معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ چاہتے کہ اول کسی صاحب صدر یا معروف بزرگ اہل شہر کو وجد ہو انہوں نے زور سے چلا کر کہا کہ اے بے ادب درویش بیٹھ جا درویش اپنی جگہ بیٹھ گئے اور قاضی کے منع کر دینے سے ان کی حاضرین مجلس میں نہایت سبکی ہوئی تھوڑی دیر بعد قاضی جی کو حالت ہوئی۔ درویش نے زور سے "قاضی کو بیٹھ جاؤ" کہا۔ یہ کلام ان کا ایسا با اثر تھا کہ قاضی صاحب مخوف ہوکر بیٹھ گئے۔ القصہ بعد اختتام مجلس ہر شخص اپنی اپنی جائے رہائش کو چلا گیا۔ یہ صاحب کمال بھی چلے گئے مگر قاضی صاحب بدستور اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تھے ہر چند اٹھنا چاہتے تھے مگر ہلنا دشوار تھا۔ سات سال تک اس جگہ بیٹھے رہے بعد سات سال کے یہ درویش پھر آئے قاضی صاحب کو دیکھا کہ زار نزار ہو گئے ہیں اور بصورت تختہ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے سامنے آکر قاضی سے کہا اٹھیے۔ قاضی نے اغماض کیا۔ الغرض دوسری

اور تیسری بار بھی اُٹھنے کے واسطے کہا مگر قاضی نہ اٹھا بالآخر مجبور ہو کر کہا کہ خیر یہیں بیٹھو اور اسی حالت میں مرو یہ فرما کر باہر چلے گئے اور ناپید ہوئے آپ کے جانے کے بعد قاضی نے اٹھنا چاہا مگر ہل بھی نہ سکا لاچار تلاش میں آدمی نہ دوڑے مگر ان کا نشان تک نہ ملا اور قاضی اسی حال میں فوت ہوا۔

تیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۲۸ ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۶ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ نے از راہ کرم بندہ سے دریافت فرمایا کہ نماز جمعہ کہاں پڑھا کرتے ہو میں نے عرض کیا۔ کہ مسجد جامع کیلوکھڑی میں پڑھتا ہوں حضور کی خدمت میں اس وجہ سے کہ اس روز غوغا عام ہوتا ہے۔ مزاحمت نہیں کرتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہت اچھا کرتے ہو بلکہ میں نے کہہ رکھا ہے۔ کہ خاص احباب جو میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں ان کو انبوہ کثیر میں مزاحم ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ مولانا برہان الدین نسفی بڑے بزرگ اور صاحب جمال تھے جب کوئی شخص ان کا شاگرد ہونا چاہتا۔ آپ اس سے تین شرطیں فرماتے۔ اگر وہ قبول کرتا آپ اس کو زمرہ شاگرداں میں داخل فرماتے ورنہ نہیں اور وہ تین شرطیں یہ ہیں۔ اول۔ اس

امر کا اقرار لینے کہ ایک وقت کھانا ہوگا مگر اس وقت کہ جو کھانا
مرغوب طبع ہو کھاؤ دوسرے ناغہ نہ کرو روزانہ پڑھو اگر ایک روز
بھی ناغہ ہوگا آئندہ سبق نہ دیا جائے گا تیسرے جب راستہ میں
مجھے ملو میری تعظیم مطلق نہ کرو صرف سلام سنت الاسلام کافی ہے ۔
پیروں میں گرنے اور ہاتھ وغیرہ چومنے کی ضرورت نہیں یہ حکایت
ختم فرماکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے آدمی میرے پاس آتے
ہیں اور تعظیم کرتے ہیں زمین پر سر رکھتے ہیں جو کہ یہ امر حضرت شیخ
الاسلام شیخ شیوخ العالم اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ
اللہ علیہما کے سامنے بھی ہوتا تھا اور آپ اس کو روا رکھتے تھے ۔ پس
میں بھی کچھ نہیں کہتا اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ جو شخص آپ کی
خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور غایت تعظیم سے سر زمین پر رکھتا
ہے ۔ اس میں اسکو مزید حاصل ہوتا ہے ۔ کہ نفس اس کا ٹوٹتا ہے ۔ کیونکہ
مخدوم کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف اور عزت دی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ
کی عظمت و جلال بلند ہے اور حق بجا آوری احسانات و شکر گزاری ادا
نہیں ہو سکتی اسی طرح آپ کی تعظیم بھی کامل نہیں ہو سکتی اس کے بعد خواجہ
ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ کئی روز ہوئے
ایک بزرگ زادے روم و شام کی سیاحت کیے ہوئے آئے تھے ۔ یہ
ان کے بیٹھے ہوئے پیر و حید الدین قریشی آئے اور موافق رسم تعظیم بجا لائے
اور زمین ادب چومی انہوں نے برا مانا اور زور سے کہ سجدہ ہوا ایسا نہ

کرنا چاہیئے اور بھی بہت برا بھلا کہا میں جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن جب ان کی درشتی و برہمی مزاج حد سے گذر گئی میں نے ان سے مخاطب ہوکر کہا کہ سنئے صاحب جو امر فرض ہوتا ہے اس کی فرضیت جاتی رہنے کے بعد اس کا استحباب باقی رہتا ہے جیسے روزہائے ایام بیض اور ایام عاشورہ کہ امم متقدمہ پر فرض تھے اور عہد رسول علیہ السلام میں جب روزہ ہائے ایام ماہ رمضان فرض ہوئے فرضیت ان کی جاتی رہی صرف استحباب باقی رہگیا اسی طرح سجدہ بھی امم ماضیہ میں مستحب تھا کہ رعیت بادشاہ کو اور شاگرد استاد کو اور اُمت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی عہد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سجدہ کا استحباب اُٹھ گیا لیکن اباحت اس کی باقی ہے یہ سجدہ اگرچہ مستحب نہیں لیکن مباح ہے اور اسکی اباحت کی نفی کہیں کسی جگہ نہیں آئی اگر تم کو معلوم ہو مجھے بتلاؤ ورنہ محض انکار سے کیا ہوتا ہے انکار محض بیکار ہے میرے یہ کہتے ہی وہ بزرگ زادے خاموش ہوگئے مطلق نہ جواب دے سکے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد اتمام اس حکایت کے فرمایا کہ گو میں نے ان کو یہ جواب دیدیا لیکن میرا دل پیچھے بہت پشیمان ہوا کہ میں نے بیفائدہ اُن کی دل آزاری کی لیکن سوائے جواب ہی کے اور چارہ بھی نہ تھا۔ خواہ کچھ بھی ہوتا مگر مجھے یہ نہ کہنا چاہیئے تھا۔ میں اس واقعہ میں دو امر سے پشیمان تھا ایک یہی دل آزاری دوسرے وہ مسافر تھے مجھے کوئی شے ان کی نذر کرنی چاہیئے تھی۔ روپیہ یا کپڑا تحفہ دینا چاہیئے تھا۔ اس

بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص میرے پاس آئے مجھے اس کی تعظیم کے ساتھ اسکو کچھ دنیا بھی چاہیئے اور اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرد ضعیف نے جس کے ساتھ ایک جوان مرد ہمراہ تھا حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوکر بیان کیا کہ میں نے آپ کو مجلس مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین طاب اللہ ثراہ میں دیکھا تھا آپ نے اس کو نہ پہچانا۔ لیکن جب اس نے حالات اس مجلس کے بیان کئے آپ نے شناخت فرمایا اور اس سے باتیں کرنے لگے باتوں میں اس بوڑھے کا لڑکا زور سے بول اٹھا اور بے ادب وار شیخ الاسلام سے بحث شروع کی حضرت شیخ الاسلام بلند آواز سے گفتگو فرماتے تھے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں اور حضرت شیخ الاسلام کا صاحبزادہ شیخ شہاب الدین دروازہ میں بیٹھے تھے یہ شور سنکر اندر آگئے بوڑھے کا لڑکا اسی طرح تڑاکر بات چیت کرتا تھا شیخ شہاب الدین کو غصہ آیا انہوں نے اس لڑکے کو مچھی جو اُن کے ہاتھ میں تھی ماری۔ وہ زیادہ خشمگیں ہوا اور چاہتا تھا کہ بیوقوفی سے مولنا شہاب الدین پر ہاتھ پائی کرے۔ میں پاس ہی تھا میں نے اس جوان لڑکے کے ہاتھ پکڑ لئے اُسی وقت شیخ کبیر نے فرمایا کہ صفا کرو مولانا شہاب الدین آپ کا فرمان سنتے ہی کہیں گئے اور تھوڑا کپڑا اور چند روپے لائے اور ان دونوں کو دیئے وہ خوش ہوکر چلے گئے حضرت شیخ الاسلام کی رسم تھی کہ جو

شب بعد افطار مجھے اور مولانا رکن الدین کو بلاتے تھے اور کبھی مولانا شہاب الدین بھی ساتھ چلے جاتے تھے مگر میں روز حاضر ہوتا۔ آپ مجھ سے اس روز کا ماجرائے گذشتہ دریافت فرماتے تھے۔ الغرض اس روز بھی بعد افطار مجھے اور مولانا رکن الدین کو بلایا اور حال پوچھنا شروع کیا۔ میں نے حال ایک بڈھے کے آنیکا اور اسکے جوان لڑکے کی بحث اور تند کلامی و ادب مولانا شہاب الدین کا بیان کیا۔ شیخ کبیر اس قصہ کو سنکر ہنسنے لگے اور جب آپنے یہ سنا کہ اس بوڑھے کے بیٹے نے شہاب الدین سے ہاتھا پائی کرنا چاہی اور میں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا آپ ہنس پڑے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین یہ تم نے اچھا کام کیا۔

اکتیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۱۴ ماہ مبارک رجب ۶۱۷ھ

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی پچھلے دنوں بندہ کے پیر کا انگوٹھا پک گیا تھا سخت درد کرتا تھا اس وجہ سے حاضر خدمت نہ ہو سکا اب حاضر ہوا اور حال اس زحمت کا عرض کیا آپ نے دریافت فرمایا۔ نارو تھا۔ یا اور کسی قسم کا پھوڑا تھا میں نے عرض کیا کہ نارو نہ تھا یکایک انگوٹھا ورم کر آیا اور پک گیا خدا جانے کیا تھا آپ نے دوبارہ ازراہ کرم دریافت فرمایا کہ تم کو کبھی نارو نکلا ہے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ پانچ سال سے پہلے بہت نارو نکلا کرتے تھے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ دفع دنبل کے واسطے نماز سنت وقت عصر میں سورہ بروج پڑھنا از بس مفید ہے چونکہ نارو بھی اسی قسم سے ہے انشاء اللہ اس کو بھی

فائدہ ہوگا میں اس روز سے برابر سورۂ بروج پڑھتا ہوں پانچ سال ہوگئے ناروہ نہیں نکلا بعد اس کے عرض کیا کہ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ چار رکعت سنت عصر میں اذا زلزلت اور اس کے پاس کی تین سورتیں پڑھنا چاہئیں ہیں ان سورتوں کو پڑھتا ہوں لیکن رکعت اول میں پہلے سورۂ بروج پڑھتا ہوں اور اس کے بعد اذا زلزلت الارض پڑھتا ہوں۔

حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر استحسان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سنت نماز دیگر میں دس بار سورہ والعصر بھی پڑھنا مروی ہوا ہے کہ رکعت اول میں چار مرتبہ رکعت دوم میں تین مرتبہ رکعت سوم میں دو مرتبہ اور رکعت چہارم میں ایک مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ نماز با جماعت پڑھتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں ایک امام صالح نیک حضرت کا مرید ملگیا ہے اس کی اقتدا میں پنجوقتہ با جماعت پڑھتا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ محلوق ہے یا نہیں میں نے عرض کیا ہاں سر منڈاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں سر منڈا بہت اچھا ہے کہ غسل جنابت میں جس شخص کے سر پہ بال ہوتے ہیں اس کو سخت دقت ہوتی اگر ایک بال کی جڑ بھی تر ہونے سے رہجائے تو غسل جنابت ادا نہیں ہوتا اور محلوق اس تکلیف سے بری ہے وہ بلا دغدغہ غسل جنابت کرتا ہے اور اس کو مطلق شبہ نہیں رہتا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سر منڈانے میں اور بھی کئی فائدے ہیں اور ایک ضرب المثل ہے کہ تین امر خود کرنا چاہیئے اور دوسرے کو نہ تبلانا چاہیئے۔ اول یہی سر منڈانا دوسرے کھانے سے پیشتر شوربا پینا

تیسرے پاؤں میں تیل ملنا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ بات بیجا ہے کہ جس امر سے خود فائدہ اٹھائے وہ دوسرے کو نہ بتلائے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک اعرابی پیوستہ کلمات اللھم ارحمنی ومحمدا ولا ترحم معنا احدا دعا مانگتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا وقد تحجرت واسعاً اس کے بعد خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس امر کی شرح بیان فرمائی ملک عرب میں صحرائی آدمی جنگل میں پتھروں کے گھروندے بناتے ہیں اور اس میں رہتے ہیں اور بدانست خود جانتے ہیں کہ تمام زمین ہم نے روک لی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بذریعہ اس تمثیل کے آگاہ کیا کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی نہایت واسع ہے ایسا نہ کہو ایسا کہنے سے وہی تحجر ہوتا ہے تمام عالم کے لئے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحم کرے۔

بتیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ مبارک رمضان ۷۱۶ھ

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے عائشہ مقابل آفتاب نہ بیٹھو کہ اس سے طراوت چہرہ کی جاتی رہتی ہے اس کے بعد ذکر شمس دبیر کا ہوا مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے شمس دبیر کو دیکھا ہے بندہ نے عرض کیا کہ ہاں بلکہ مجھ سے اور ان سے قرابت بھی ہے یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ میں نے اور انہوں نے لوائح قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ الاسلام

سے ایک ساتھ پڑھی تھی شمس دبیر بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر افطار کے بعد مشغول ہوتے تھے اور یہ مشغولی آپ کی بڑی دیر تک رہتی تھی کہ وقتِ نمازِ عشا ہو جاتا تھا اور وقت افطار سے وقت نمازِ خفتن تک جبقدر مسافت ہے وہ ظاہر ہے القصہ شمس دبیر اس عرصہ میں کھانا پکاتے اور دو تین دوستوں کو بلاتے اور کھانا کھلاتے کہ وقت افطار حضرت شیخ الاسلام ہوتا میں بھی کبھی کبھی مدعو ہوتا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ابتدائے حال میں وہ غریب تھے جب روزگار ان کا بن گیا ان کو یہ بات حاصل نہیں رہی تھی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دنیا کے حاصل ہونے سے بڑی خرابی ہوتی ہے محبت الٰہی کو دنیا تباہ کر دیتی ہے۔ اس کے بعد نماز تراویح کے بارے میں گفتگو ہوئی آپ نے اس نیازمند سے دریافت فرمایا کہ تم نماز تراویح مکان میں پڑھتے ہو یا مسجد میں میں نے عرض کیا کہ میں نماز تراویح مکان میں پڑھا کرتا ہوں ایک صالح حافظِ قرآن امام میسر آگیا ہے اس کے بعد فرمایا کہ بروز جمعہ بوقت شب مسجد جامع میں ختم قرآن شریف تھا اس وقت ایک خاکسار نے عرض کیا کہ مولانا شرف الدین صاحب امام تراویح میں ایک روز ایک سیپارہ پڑھتے ہیں خواجہ ذکرالله بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ہاں بہت اچھی طرح باترتیل پڑھتے ہیں مخارج حروف خوب ادا کرتے ہیں میں نے بھی ایک شب ان کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ قصبہ سنام میں مولانا دولت یار نامی ایک درویش تھے وہ بھی بہت اچھا پڑھتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ

میں نے شیخ کبیر سے چھ سیپارہ قرآن اور تین کتابیں پڑھی ہیں۔ ایک کتاب کا سامع تھا اور دو خود پڑھی تھیں اور قرآن شریف پڑھنے کے واسطے میں نے عرض کیا تھا کہ میرا ارادہ قرآن شریف پڑھنے کا ہے اور آپ سے پڑھنا چاہتا ہوں آپ نے قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بوقت فرصت پڑھ لیا کرو۔ پس میں ہر جمعہ کو بعد جمعہ درمیان عصر پڑھا کرتا تھا الغرض چھ سیپارے آپ سے پڑھے جب قرآن شریف شروع کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ پڑھو۔ میں نے شروع کی جب والضالین پر پہنچا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ضاد اس طرح ادا کرو جیسا میں کرتا ہوں میں نے ہر چند چاہا کہ آپ کی تقلید کروں مگر مجھ سے نہ ہو سکا حضرت شیخ الاسلام نہایت فصیح و بلیغ تھے ضاد کو ایسا ادا فرماتے تھے کہ طاقت زبانِ انسان سے باہر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ضاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس وجہ سے آپ کو رسول الضاد کہتے ہیں اور یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ رسول الضاد ای ارسل علیہ الضاد۔ واللہ اعلم۔

تینتیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۵ ماہ مبارک رمضان ۱۱۶ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو نماز تراویح کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تراویح سنت ہے اور تراویح میں ایک ختم قرآن شریف سنت ہے۔ خواہ یہ ختم ایک شب میں کیا جائے خواہ تیس رات یعنی پورے مہینہ ادا ہو بہرحال تراویح میں ایک ختم قرآن ہونا چاہیئے اسکے بعد دوبارہ ارشاد فرمایا کہ نماز تراویح سنت ہے

اور جماعت سنت ہے اور ایک ختم قرآن تراویح میں سنت ہے عرض کیا کہ یہ سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا سنت صحابہ ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنت صحابہ ہے ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین شب اور کبھی ایک شب تراویح پڑھی ہے لیکن حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت عمر خطابؓ نے اس سنت کی مداومت فرمائی اُس وقت حاضرین میں سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ سنت صحابہ بھی سنت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مذہب امام اعظمؒ میں سنت صحابہ بھی سنت ہے لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سنت وہی ہے جو سنت رسول علیہ السلام ہے اس کے بعد یہ حکایت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ماہِ رمضان اکسٹھ قرآن شریف ختم فرماتے تیس تیس دنوں میں اور تیس راتوں میں اور ایک تراویح میں پڑھتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ امام اعظمؒ نے چالیس سال عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھی تھی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں ھو سراج اُمتی فرمایا ہے آپ کے مقامات نہایت عالی ہیں دانشمندوں و علماء میں کوئی اس رتبہ کو نہیں پہنچا۔ یہ آپ کے کمال علم مجاہدہ اور حسن معاملہ کا سبب ہے کہ اتنی مدت سے آپ کا نام روشن ہے اور قیامت تک رہے گا اور اس کو حیاتِ معنوی کہتے ہیں اور یہ آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جنیدؒ اور شبلیؒ کو لوگ ان کے حالات سنکر سمجھتے ہیں کہ وہ دیو ہوں گے۔ یہ غلط ہے۔ ان کا نام ان کے حسن معاملہ کے سبب سے روشن ہے

چونتیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۹ ماہ شوال ۱۶ ہجری

کو دولت قدم بوسی میسر ہوئی آپ نے اس خاکسار سے فرمایا کہ تم میرے کلمات کو کس طرح سے لکھتے ہو عرض کیا کہ میں آپ کے ارشادات کو حسب فہم خویش تحریر کرتا ہوں اور جو الفاظ مبارک و انفاس نفیسہ یاد رہتے ہیں بعینہ لکھتا ہوں اور جو یاد نہیں رہتا یا مشکل ہوتا ہے بجائے اس کے خالی جگہ چھوڑ دیتا ہوں کہ مجلس آئندہ میں استفادہ حاصل کر کے یا آپ سے دریافت کر کے لکھدیا جاوے چنانچہ مجلس گزشتہ میں حضور نے تذکرہ فرمایا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم سورج کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھو اس سے طراوت منہ کی جاتی رہتی ہے۔ میں نے اس کو نہیں لکھا اس کی جگہ سادی چھوڑ دی ہے کہ تصحیح کر کے لکھوں گا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ حدیث کسی کتاب میں لکھی ہوئی دیکھی نہیں لیکن اپنے استاد مولانا علاؤالدین اصولی سے بدایوں میں سنا تھا وہ بہت بڑے بزرگ صاحب ذوق وشوق و صاحب کمال تھے لیکن کسی کے مرید نہ ہوئے تھے صرف یہی کسر تھی ورنہ صاحب حال ہوتے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا علاؤالدین اصولی بحالت طفلی لڑکوں میں کھیل رہے تھے اور مولانا جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکان کی دہلیز میں تشریف فرما تھے۔ جب نظر مولانا کی علاؤالدین پر پڑی آپ کو بلایا اور

اور اپنے کپڑے پہنے۔ یہ بیان فرما کر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ کرامت اور بزرگی جو مولانا علاء الدین اصولی کو حاصل تھی اسی جامہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے حاصل تھی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا علاء الدین نے ایک لونڈی خریدی تھی وہ بڑھیا تھی ایک روز رونے لگی آپ نے دریافت فرمایا۔ کہنے لگی کہ میں تم سے اہیر کیتھر والی ہوں میرا ایک لڑکا ہے مجھے اس کی بہت یاد آتی ہے اور یہی سبب رونے کا ہے یہ سن کر آپ کا دل بھر آیا اور اس لونڈی سے کہا کہ یہاں سے کوس بھر پر ایک تالاب ہے وہاں سے کیتھر کو رستہ جاتا ہے اگر میں تجھے وہاں پہنچا دوں تو تو اپنے مکان کو جا سکتی ہے یا نہیں اس نے کہا اگر آپ مجھ پر ایسا رحم فرمائیں گے میں اپنے گھر چلی جاؤں گی الغرض آپ نے اس کو حوض پر پہنچا دیا اور وہ اپنے گھر چلی گئی یہ حکایت بیان فرما کر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا یہ بات علماء ظواہر سے صادر ہونی تعجبات سے ہے اس کے بعد یہ حکایت مولانا علاؤ الدین اصولی کی دانشمندی اور انصاف پسندی کے بارے میں بیان آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ بہت صلاحیت رکھتے تھے جب کسی سے مباحثہ فرماتے اور وہ مغلوب ہوتا اس سے فرماتے کہ یہ میری رائے تھی تم اور بھی کہیں تحقیق کر لو کہ شبہ تمہارا رفع ہو جاوے اس کے بعد آپ نے اور ایک حکایت بیان فرمائی کہ مولانا علاؤ الدین میرے ساتھ ایک کتاب کا مقابلہ کر رہے تھے اصل ان کے ہاتھ میں اور نقل میرے ہاتھ میں تھی۔ کبھی وہ پڑھتے تھے اور کبھی میں پڑھتا تھا اور باہم مقابلہ کرتے جاتے تھے الغرض ایک مصرعہ

ناموزوں معلوم ہوا۔ اور معنی بھی اس کے درست نہ تھے بہت غور اس کے صحیح کرنے کے واسطے کیا گیا مگر وہ حل نہ ہوا۔ اسی وقت ایک شخص مولانا ملک یار نامی آئے مولانا علاؤ الدین نے ان سے مشکل بیان کی انہوں نے فوراً اس مصرعہ کو درست کیا کہ معانی بھی اس کے سمجھ میں آگئے اسی وقت مولانا علاؤالدین نے مجھ سے کہا کہ مولانا ملک یار صاحب ذوق ہیں اور یہ معنے انہوں نے سر ذوق سے کہا ہے میں نے ذوق کے معنی اسی روز سمجھے ورنہ اس سے پیشتر میں ذوق کو ذوق حسی سمجھتا تھا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا ملک یار محض امی تھے بالکل پڑھے لکھے نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو علم باطنی کرامت فرما رکھا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا ملک یار جامع مسجد بدایوں کے امام مقرر کئے گئے لوگوں نے ان کی بابت تکرار کی کہ وہ اس لائق نہیں ہیں جس وقت یہ خبر مولانا علاؤ الدین اصولی کو پہنچی آپ نے مجمع عام میں فرمایا کہ اگر امامت مسجد بغداد و مکہ معظمہ مولانا ملک یار کے سپرد کی جائے وہ بھی ان کی اہلیت کے مقابلہ میں کم ہے واللہ اعلم بالصواب۔

پینتیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ شوال ۷۱۱ھ ہجری

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو صدقہ کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ مروت اور وقایہ ہے صدقہ یہ ہے کہ کسی محتاج شخص کو کوئی چیز دی جائے اور مروت ایک دوست کا دوسرے دوست کو

اور تحفۃً کوئی شے دینا ہے کہ وہ بھی اس کے مبادلہ میں کوئی چیز دے۔ اور رفقاء بد زبانکی زبان بد سے بچنے اور مفسد کے فسادات سے پناہ میں رہنے کے واسطے اس کو کوئی چیز دینے کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین باتیں فرمائی ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف قلوب کے لئے اول حال میں ہدیہ دیا ہے لیکن بعد تقویت اسلام آپ نے یہ رسم بند کر دی تھی ان دنوں شہرت لشکر کشی کی ہو رہی تھی بندہ نے عرض کیا کہ مصحف کو لشکر میں اپنے ساتھ لیجانے کے واسطے کیا حکم ہے کیونکہ اس کی محافظت وہاں نہایت دشوار ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ لیجانا چاہیئے۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ ابتدائے اسلام میں بعہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن شریف کو لشکر میں اس خیال سے کہ مبادا شکست ہو جائے۔ اور یہ کلام پاک کفار کے ہاتھ میں جا پڑے نہیں لیجاتے تھے مگر جب اسلام نے قوت پکڑی اور لشکر کا انبوہ ہوا برابر لیجانے لگے بندہ نے عرض کیا کہ خیمہ میں مصحف کو کس جگہ رکھنا چاہیئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرہانے کی جانب رکھنا اولیٰ ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت سلطان محمود غزنوی کے بارے میں فرمائی کہ بعد وفات اُن کو خواب میں دیکھا پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُنہوں نے جواب دیا کہ مجھے بخشدیا اور سبب میری بخشش کا یہ ہوا کہ ایک شب مجھے ایک مکان میں رہنے کا اتفاق ہوا وہاں طاق میں قرآن شریف رکھے ہوئے تھا جس وقت نیند کا غلبہ ہوا میرے دل نے چاہا کہ لیٹ جاؤں لیکن طاق میں قرآن شریف رکھا

ہونے سے میں نے یہ امر خلاف ادب جانا اور یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ اپنے آرام
کے واسطے تبدیل جائے مصحف کروں الغرض اس شب تمام وقت بیٹھا رہا۔
اور جاگ کر صبح کی اللہ تعالیٰ نے ادب کی وجہ سے مجھے بخشدیا اس کے بعد میں
نے عرض کیا کہ اکثر مجھے اور بہت سے آدمیوں کو لشکر میں یہ خیال ہوتا ہے
کہ اگر کسی جگہ واقعہ ہو جائے اسی جگہ دفن کئے جائیں اور اس کی وصیت خدمت
گذاروں کو بھی کر دیتے ہیں۔ کیونکہ مردہ کو دور دراز فاصلہ سے شہر میں لانا مناسب
معلوم نہیں ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جائے موت پر دفن کیا جانا بہت اچھی
بات ہے لیکن یہ امر بالکل نامستحسن ہے کہ جسم زمین کو امانت سپرد کریں۔
اور پھر لاش اٹھا کر لیجائیں کیونکہ جملہ زمین اللہ تعالیٰ کی ملک ہے۔ ملک دیگر
میں ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن کل زمین اللہ تعالیٰ کی ملک ہے ایسا کرنا اچھا نہیں
ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص شہر سے لشکر کے ساتھ جائے۔
اور کسی جگہ مارا جائے اور وہاں دفن ہو پس جس قدر زمین اس کے گھر کے درمیان
ہوگی اللہ تعالیٰ اس کو بہشت بریں میں اسی قدر آراضی مرحمت فرمائے
گا۔ اس کے بعد گفتگو امرا، صالح اور ملوک خوش اعتقاد کے بارے میں ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ زادہ صاحب صلاحیت بزرگ اور صاحب
کشف تھا ایک روز باغ میں تخت پر مع اپنے حرم کے بیٹھا تھا۔ ناگاہ منہ
آسمان کی جانب اٹھا کر دیکھا اور پھر اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر تخت پر نگاہ
ڈالی اور اس کے بعد رو پڑا۔ اس کی بیوی یہ حال دیکھ کر حیران ہوگئی اور دریافت
حال بالحاح کیا بادشاہزادہ نے تامل کیا لیکن جب اس کا اصرار و الحاح حد

سے زیادہ بڑھ گیا اُس نے بیان کیا کہ اسوقت جو میں نے نگاہ آسمان کی جانب
کی نگاہ میری لوح محفوظ پر جا پڑی اس میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عمر میری تمام
ہوگئی اس تخت کا مالک حبشی غلام ہو گا اور تو اس کے نکاح میں چلی جائے گی
یہ سنکر حرم نے کہا کہ آپ کا رونا بے فائدہ ہے یہ امور آپ کے اختیار میں نہیں
ہیں اس میں فکر کرنا بیجا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے وہی ہوگا۔ الغرض
بادشاہ زادے نے اسی وقت حبشی غلام کو بلایا اور خزانہ میں سے خلعت
نکلواکر دیا اور اپنا ولی عہد مقرر کرکے امراء سے نذریں دلوائیں اور ایک
فوج کا امیر مقرر کرکے معہ دیگر امراء کے کسی مہم پر بھیج دیا غلام نے جاکر وہ
مہم سر کرلی اور اس ملک پر قبضہ کرکے بفتح و فیروزی دارالسلطنت میں آیا۔
اس کے آنے کے دوسرے دن بادشاہ زادے کا انتقال ہوا چونکہ بادشا
نے اس غلام کو ولیعہد کر دیا تھا اس نے بھی لشکر کے ساتھ اچھا معاملہ اور بہت
دلجوئی کی تھی۔ لوگوں نے اسی کو بادشاہ مقرر کیا اور وہ عورت بھی اس کے نکاح میں گئی
اس کے بعد حکایت حکماء کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ فاریابی نام ایک حکیم
تھا ایک روز وہ خلیفہ کی مجلس میں ترک بچہ کا سا لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں چنگ
لئے ہوئے آیا اور بیان کیا کہ اس کے بجانے میں تین وصف ہیں یک اس کے
بجانے سے ہنسی بہت آتی ہے دوسرے رونا بہت آتا ہے۔ تیسرے منوم ہے۔
حاضرین دربار یہ کلام سنکر حیران ہوئے کہ تین چیزوں کا ایک باجے میں جمع ہونا مشکل
ہے۔ حکیم نے فرمایش کی اس نے اول مرتبہ اس طرح چنگ بجایا کہ جملہ حاضرین
قہقہہ مار کر ہنسنے لگے اور دوسری مرتبہ اس طرح بجایا کہ ہر ایک زار زار روتا تھا

اور تیسری مرتبہ اس طرح بجایا کہ سب سو گئے اور حکیم یہ تحریر کر کے چلا گیا۔ فاراب قد حضر تھا و غاب۔ جب اہل مجلس ہوش میں آئے اور یہ تحریر دیکھی اس وقت معلوم ہوا کہ یہ حکیم ظہیر فاریابی تھے اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حکیم ظہیر فاریابی عقیدہ اچھا نہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ کے پاس گئے اور ان کو بھی بد عقیدہ کرنا چاہا اور بیان کیا کہ حرکت فلک ارادی ہے اور یہ مذہب اہل سنت وجماعت کا نہیں ہے ہمارے مذہب میں حرکت فلک قسری ہے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ ان کے معاصر تھے جس وقت شیخ کو معلوم ہوا کہ حکیم بادشاہ کو دین سے پھیرنے گیا ہے آپ بھی تشریف لے گئے اور یہ حال ان اوراق میں پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے الغرض شیخ نے بیان کیا کہ حرکت فلک قسری ہے اور ایک فرشتہ اس کو حرکت دیتا ہے اور آپ نے وہ فرشتہ بحکم خدا بادشاہ اور حکیم کو دکھلایا۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرما رہے تھے کہ اس وقت ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آج شب کو میرے مکان میں لڑکا پیدا ہوا ہے آپ نام رکھدیں حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نام عمر رکھو اور لقب شہاب الدین ہو کیونکہ میں اس وقت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا ذکر کر رہا تھا لیکن اس نام کو کبھی ساتھ تصغیر و تحقیر کے نہ لینا اور اسی وقت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا احمد تھا۔ شیخ نجیب الدین اگر ان پر خفا ہوتے فرماتے کہ اے خواجہ محمد تم نے ایسا کیا اور اے خواجہ احمد یہ کام تمہارے لائق نہ تھا

تو آپ کو کیسا ہی سخت غصہ ہوتا لیکن ہر حال میں آپ نام کا ادب مرعی رکھتے
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار آدمیوں کے نام
تبدیل فرمائے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر
ہو کر اپنا نام عاصی بیان کیا آپ نے اس کا نام مطیع رکھا اور ایک مرتبہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے اس کا نام پوچھا اس نے مضطجع بتلایا اور مضطجع
کے معنی زمین پر پہلو رکھنے والے کے آپ نے اس کا نام بدلکر منبعث رکھدیا جس
کے معنی زمین سے اٹھنے والے کے ہیں اور اسی طرح ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک عورت سے اس کا نام پوچھا جس نے اپنا نام شعب الضالہ
بتلایا آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نام شعب الھدیٰ رکھدیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص کا نام جمل یعنی اونٹ رکھدیا تھا۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہوا
تھا کہ یہ شخص توانا تھا آپ سفر میں تھے لوگ آکر اپنا اسباب اس شخص کے سپرد
اٹھا کر لیجانے کے واسطے کرتے تھے۔ اور وہ قبول کرتا تھا تا اینکہ ایک انبار ہوگیا
آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تو جمل ہے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسنؓ کی پیدائش کا حال سنکر حضرت علیؓ
کے مکان کو مبارکباد دینے تشریف لیگئے اور حضرت علیؓ سے مولود کا نام پوچھا
انہوں نے جواب دیا کہ اس کا نام حرب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ نام خوب نہیں
اس مولود کا نام حسنؓ ہے اسی طرح بروقت ولادت امام حسینؓ بھی آپ مبارکباد
دینے کیلئے گئے تھے اور حضرت علیؓ سے مولود کا نام پوچھا فرمایا کہ اس کا نام حرب
ہے آپ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام حسین ہے اس کے بعد حکایت

اس بارے میں ہوئی کہ بہت سے آدمی مُرید ہوتے ہیں لیکن مرید ہو کر چلے جانے کے بعد غیبت مرشد میں ان کا حال تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ زادہ کا فرمودہ ہے کہ اکثر شخص میرے پاس آتے ہیں۔ جب تک میں سامنے رہتا ہوں وہ مراسم عبودیت بجالاتے ہیں اور میرے غائب ہوتے ہی اپنے اصلی حال پر رجوع کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ اگر مجھے اس امر میں مخیر کیا جائے کہ تم اپنی جان اپنے مکان میں نکلواؤ گے یہاں تم کو دولت ایمان ملے گی۔ اور فلاں جگہ دروازے کے باہر نکلوانے میں شہادت نصیب ہوگی۔ میں مکان میں جان نکلوانا قبول کروں گا کیوں کہ مجھے اُمید نہیں کہ اس جگہ تک پہنچتے پہنچتے میرے اعتقاد کا کیا حال ہو میں کس اعتقاد سے مروں۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے زمانہ قدیم میں بھی یہی حال تھا چنانچہ مروی ہے کہ بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزارہا مسلمان مرتد ہو گئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اگر زکوٰۃ معاف فرمائیں ہر آئینہ ہم مذہب اسلام میں رہیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور ان سے اس امر میں مشورہ کیا بعض کی رائے ہوئی کہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے آپ یہ سنتے ہی تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ حق خدا ہے اگر بمقدار عقال شتر کسی کے ذمہ ہوگا لیا جائے گا۔ ورنہ اس تیغ سے اس کی لڑائی و فیصلہ کیا جائے گا جب یہ خبر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوئی آپ نے نہایت استحسان فرمایا اور ارشاد

کیا کہ انھوں نے بہت اچھا حکم دیا اس وقت زکوٰۃ کا معاملہ تھا دوسرے خلیفہ سے نماز کے معاف کرانے کے واسطے کہتے اور یہ دین اسلام یونہی معافی میں جاتا رہتا اس کے بعد حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنیؒ اکثر فرماتے تھے کہ میرے مرید بہت صاحب اعتقاد ہیں تاہم بعد کسی قدر عرصہ کے ان کے مزاج میں بہت فرق آگیا ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ میرے پاس سے دور چلے گئے ہیں اور دیر تک مزاج ان کا درست رہا ہے مگر پھر کسی قدر منحرف ہوگیا ہے ایک مرتبہ میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ یہ شخص ایک عرصہ سے میری بیعت میں داخل ہے لیکن اپنے پہلے مزاج پر قائم ہے اور ذرہ کے برابر بھی اس کی عبودیت وحسن اعتقاد میں فرق نہیں آیا ہے حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر یہ بیان فرماتے ہوئے رو پڑے اور اسی حالت گریہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھے آجتک شیخ الاسلام کی محبت باقی ہے بلکہ روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے والحمدلله رب العلمین ۔

چھتیسویں مجلس

بعدہ شنبہ تاریخ ۲ ماہ ذیقعد سنہ ۶۱۴ ہجری کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حکایت حضرت خواجہ شاہی موئے تاب رحمتہ الله علیہ کی ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ الله علیہ ان کو شاہی روشن ضمیر کہتے تھے جس روز ان کو خرقہ دیا کسی شخص کی معرفت

حضرت خواجہ محمود مخنہ دوز کو کہلا بھیجا کہ میں نے آج خواجہ شاہی کو خرقہ دیا ہے آیا مجھ کو اس کے دلانے میں یہ امر پسندیدہ ہوا ہے یا نہیں۔ خواجہ محمود نے جواباً کہلا بھیجا کہ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا بہت درست فرمایا۔ اسکے بعد خواجہ شاہی موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی خواجہ ابوبکر موئے تاب کی حکایت ہوئی مولانا سراج الدین حافظ بدایونی نے فرمایا کہ خواجہ ابوبکر موئے تاب بڑے بزرگ تھے جس شب انتقال فرمائینگے قبل از وفات اٹھکر وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور جان جاں آفرین کے سپرد کی خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ آرے اولیاء اللہ کما تعیشون وکما تموتون اس کے بعد ذکر احمد نہروانی کا ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ احمد نہروانی بہت بڑے بزرگ تھے خواجہ بہاؤ الدین زکریاؒ درویشوں کی عبادت کو کم پسند کرتے تھے لیکن شیخ احمد کی نسبت فرماتے تھے کہ اگر دس صوفیوں کی عبادت ایک پلڑے میں رکھیں اور دوسرے میں تنہا شیخ احمد کی عبادت رکھی جائے شیخ احمد والا پلڑا بھاری ہوگا اور ارشاد فرمایا کہ شیخ احمد کی عادت تھی کہ آپ جب مسجد کو جاتے یا راہ چلتے ایک انبوہ آپ کے گرد ہوتا تھا ایک بزرگ علی شوریدہ نامی آپ کو اس امر سے بہت منع کرتے تھے کہ تم اس قدر جم غفیر اپنے ہمراہ نہ رکھا کرو ایک روز شیخ احمد مسجد جارہے تھے راستہ میں دیکھا کہ علی شوریدہ کو لوگوں نے پکڑ لیا ہے اور لات گھونسے مار رہے ہیں آپ نے پہنچتے ہی چھڑا لیا اور اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے علی میں اپنے ساتھ اس وجہ سے بہت سے آدمی رکھتا ہوں کہ تمہارے موافق کہیں لات گھونسے نہ کھاؤں اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر سے کسی نے دریافت کیا کہ شیخ احمد نہروانی کس کے مرید تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ

معلوم نہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایسا کہا گیا ہے کہ آپ نے نعمت فقیر مادھو سے
پائی تھی اور فقیر مادھو جامع مسجد اجمیر کے امام تھے شیخ احمد نہر ولانی کا گلا بہت
اچھا تھا اور ہندی کلام اچھا گاتے تھے کہ لوگ عش عش کرتے تھے فقیر مادھو
نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنی آواز کو اس طرح خرچ نہ کرو قرآن شریف یاد کرلو آپ
نے قرآن شریف یاد کرنا شروع کیا۔ اہلیت رکھتے تھے چند روز میں حافظ کلام ربانی
ہو گئے۔ یہ حکایت تمام فرما کر خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ شیخ احمد
نہروانی واقعہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی میں موجود تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا
کہ ایک بزرگ عزیز لبشیر نامی تھے اور وہ بدایوں سے دہلی حضرت مولانا ناصح الدین
پسر قاضی حمید الدین ناگوریؒ کی خدمت میں اس غرض سے آئے تھے کہ خرقہ خلافت
حاصل کریں اور اس غرض کے حصول کے لئے حوضِ سلطان کے کنارے ایک
مجلس مرتب کی تھی اس مجلس میں بہت سے اصفیا دہلی بھی حاضر ہوئے تھے
اس وقت اسی مجمع میں عزیز لبشیر نے ذکر کیا کہ بدایوں کا حوض ساغر اس حوض
شمسی سے بدرجہا بڑا ہے محمد کبیر اس مجلس میں حاضر تھے انہوں نے یہ
کلام سنتے ہی کھڑے ہو کر مولانا ناصح الدین سے کہا کہ یہ مرد فضول گو ہے
اس کو خرقہ دینا مناسب نہیں مولانا ناصح الدین نے ان کی رائے مان لی اور
عزیز لبشیر کو خرقہ خلافت نہ دیا۔ اسی وقت حکایت خواجہ شاہی موئے تاب
کی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدایوں میں اُن کو رونق حاصل ہو گئی۔ چھوٹے
بڑے پیر و جوان حاضر ہو کر آپ کے قدم چومتے تھے اور جب طرف آپ کا
گذر ہوتا ایک جم غفیر زیارت کرنے والوں کا ہوجاتا۔ حضرت خواجہ شاہی موئے تاب

سیاہ رنگ۔ بدایوں میں ایک اور بزرگ محمود نجاشی نامی رہتے تھے کسی وقت
غلباتِ شوق میں خواجہ شاہی موے تاب کو دیکھ کر یہ کلمات ان کی زبان
سے نکل گئے کہ "اے سیہ گربایہ نیک گرم کردہ سوختہ خواہی شد" خواجہ
ذکراللہ بالخیر نے یہ کلمات بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہوا کہ ان کا انتقال
جوانی میں ہوگیا اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ بدایوں میں عزیز نامی
کوتوال شہر حضرت خواجہ ضیاء الدین کے مرید تھے آدمی صالح تھے اور درویشوں
سے نیک عقیدت رکھتے تھے کبھی کبھی دعوت بھی کرتے تھے اور صوفیوں کے
مکان پر جاتے اور دیر تک اُن سے مکالمہ کرتے افسوس کہ عالم جوانی میں بجوار
بدایوں شہید ہوئے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں بطرف لکھر انوجہاں
باغہائے درختان انبہ بکثرت ہیں گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عزیز کوتوال
شہر معہ چند دوستوں کے دستر خوان بچھائے ہوئے اور اس پر اطعمہ لذیذ
رکھے ہوئے بیٹھے ہیں مجھے دیکھتے ہی پکارنے لگے کہ یہاں آیئے۔ میں
ڈرا کہ مبادا ایذا پہنچائیں اور ڈرتے ڈرتے انکے پاس گیا آپ نے میری بہت تعظیم کی
اور ساتھ کھانا کھلایا اور دیر تک باتیں کرتے رہے اس وقت مولانا
سراج الدین حافظ بدایونی نے عرض کیا کہ یہ حدیث من لیس لہ شیخ فشیخہ
شیطان درست ہے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث
نہیں ہے۔ قول مشائخ ہے اور یہی آپ نے من لم یر مفلحاً لا یفلح ابداً کی
نسبت ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک درویش تھے۔
اگر کسی شخص کی نسبت آپ معلوم فرماتے کہ وہ کسی کا مرید نہیں ہے ارشاد فرماتے

کہ وہ کسی کے پلہ میں بیٹھا میں نے عرض کیا کہ اس کے معنی وزن نہ رکھنے کے
ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیر اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص
کسی کا مرید ہو جاتا ہے اس کے اعمال کو اس کے مرشد کے پلّے میں رکھتے ہیں
اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ فلاں کے پلّے میں بیٹھا ہے پلہ میں نہ بیٹھنا
بے مرشد ہونے سے مراد ہوتی ہے اس کے بعد آپ نے کرامت کے اظہار
نہ کرنے کے بارے میں غلو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو اس کی خواہش
بھی نہ کرنی چاہیے۔ اور اسی وقت یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ خواجہ ابوالحسن نوری
ایک روز دجلہ کے کنارے گئے وہاں ماہی گیر کو دریا میں مچھلی پکڑتے دیکھا
آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تم دریا میں جال ڈالو اگر میں صاحب کرامت
ہوں گا جال میں پورے ڈھائی من کی آئے گی الغرض اس ماہی گیر نے جال
ڈال کر کھینچا بڑی مچھلی پھنسی تھی جب وزن کیا پوری ڈھائی من کی نکلی جس
وقت یہ خبر خواجہ جنید بغدادیؒ کو پہنچی آپ نے ارشاد فرمایا کاش اس جال
میں سانپ پھنستا اور ابوالحسن کو ڈستا کہ ان کا خاتمہ اچھا ہو جاتا۔ اب نہ معلوم
ان کا خاتمہ کس حال میں ہو گا اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی
کہ ایک درویش تھے جب کوئی درد شکم کا مریض آپ کے پاس آتا آپ
اس کو شکنبہ کھانے کو کہتے اور درد سر والے کو سری بریان کھانے کو ارشاد
فرماتے الغرض جو زبان سے فرما دیتے اس کے کھانے سے ذرا اچھا ہو جاتا۔
علی شوریدہ نے ان کو منع کیا کہ ایسا نہ کیجیے ورنہ کسی بلا میں مبتلا ہو جائیں گے
عاقبت الامر ایسا ہی ہوا وہ ایک بلا میں مبتلا ہوئے اور علی شوریدہ سے

استمداد دعا چاہی لیکن انہوں نے دعا خیر نہ کی اور وہ درویش اسی حال میں مر گئے۔

سینتیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۱۔ ماہ ذوالحجہ سنہ ۷۱۶ ہجری

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی یہ دن منجملہ ایام تشریق تھا۔ خلق جوق در جوق زیارت کے واسطے آتی تھی اور شیرینی وطعام وغیرہ نذر گزرانتی تھی آپ نے اس وقت بر سبیل مطایبہ فرمایا کہ ایک درویش سے پوچھا گیا کہ تم کو کلام اللہ میں کونسی آیت زیادہ پسند ہے انہوں نے کہا کہ کلوا واشربوا و اکلھا دائم۔ پھر فرماکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چار کلمہ ہیں اکل واکلا واکلہ واکلہ ہے اس کے بعد بیان ان چار کلموں کا فرمایا کہ اکل مصدر ہے اور اکل کے معنیٰ ہیں۔ جو کھائیں اور اکلہ یکبار یا مَرّۃ واحدۃ کھانے کی معنے رکھتا ہے اور اکلہ کے معنے ایک لقمہ کے ہیں اس وقت ایک شخص حاضر ہوا جس کے ہمراہ ایک چھوٹا سا لڑکا تھا اور عرض کیا کہ آج اس کی بسم اللہ ہے یہ تختی حاضر ہے آپ اس کو پڑھنا شروع کرائیں کہ آپ کے نفس کی برکت سے علم اس کو نصیب ہو۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس سے تختی لیکر اپنے قلم مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ا ب ت ث ج لکھا اور اس لڑکے کو تلقین فرمایا اور اسی وقت یہ فائدہ بیان فرمایا کہ اگر کسی حاجت کے بر آنے کیلئے کوئی اسم وغیرہ لکھیں۔ اگر وہ نوشتہ جلد لکھا جائے۔ ہر آئینہ وہ کام جلد پورا ہوگا۔ اور اگر قلم میں روانی

نہو اور دشواری سے چلے ہر آئینہ اس کام میں تاخیر و رنگی پیدا ہو گی یہ فرماکر
ارشاد فرمایا کہ یہ تجربے عقل کے ہیں شرع کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔
اور ان کا بیان کرنا روا ہے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک
بزرگ بیان کرتے تھے کہ میرا گذر ملک گجرات میں ہوا وہاں ایک دیوانہ سے میرا
سابقہ ہوا دیوانہ واصل الی اللہ اور صاحب کشف تھا میں اور وہ دونوں ساتھ
رہتے تھے ایک روز میں حوض معروف کو گیا اس حوض پر پہرا متعین تھا۔ کہ
کسی کو وہاں جانے اور پانی میں پیر ڈالنے نہ دیتے تھے میری اس حوض کے
[illegible] سے ملاقات ہو گئی تھی انہوں نے مجھے جانے دیا قصہ مختصر میں بر
سر حوض وضو کر رہا تھا۔ کہ ایک عورت مع سبوچہ گلی آئی اور مجھ سے پانی بھر دینے
کے واسطے کہا میں نے پانی بھر دیا اس طرح اور دو چار خورد سال عورتیں آئیں اور
میں نے ان کے سبوچہ ہائے گلی بھر دیئے اور بعد از فراغت وضو اپنے حجرہ
کو آیا دیوانہ اس وقت سو رہا تھا میں نے تکبیر نماز زور سے کہی کہ دیوانہ کی
آنکھ کھل گئی اور مجھ سے کہنے لگے کہ یہ کیا شور و شغب مچا رکھا ہے۔ اصل
کام وہی تھا جو تو نے بر سر حوض کیا اور پانی بھر بھر دیا

اڑتیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۲ ار شعبان سنہ ۷۱۷ ہجری

دولت قدمبوسی میسر ہوئی اس مرتبہ بندہ آٹھ مہینہ کے بعد حاضر
ہوا تھا اور وجہ یہ تھی کہ خادم ہمراہ لشکر دیوگڈھ چلا گیا تھا وہاں سے آتے

ہی ماضر ہوا آپ نے شفقت و مرحمت بے اندازہ فرمائی اور سفر کی تکالیف کا تذکرہ فرماتے رہے ملیح میرا آزاد کردہ غلام بھی میرے ساتھ تھا مگر کسی قدر بیمار تھا میں نے عرض کی کہ اس کے بیمار ہو جانے سے گونہ دیر ہوئی ۔ آپ نے ملیح کی بیماری کا حال پوچھا میں نے مفصل عرض کیا اور یہی تعویق کا سبب بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا جو شخص اپنا دوست اور ہم سفر ہو اور اس کو سفر میں زحمت ہو جائے لازم ہے کہ اس کی رفاقت کرے اور اس کے ساتھ رہے اور اس وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ بہت مسافرت کرتے تھے کسی شہر میں چالیس روز کامل نہ رہتے تھے انکی تمام عمر اسی طرح صرف ہوئی ایک جوان نے ان کی صحبت میں رہنے کی خواہش کی ۔ آپ نے فرمایا کہ میں خانہ بدوش ہوں چالیس روز کامل کسی جگہ نہیں ٹھہرتا ۔ تمہارا اور میرا ساتھ کس طرح نبھ سکتا ہے اس جوان نے کہا کہ جب میں آپ کی مصاحبت میں رہوں گا ۔ پھر مجھے ٹھہرنے سے کیا علاقہ ہے جہاں آپ تشریف لیجائیں گے میں بھی آپ کے ہمراہ چلوں گا ۔ القصہ آپ نے اسکا اصرار بسیار اور جد و جہد تمام دیکھ کر اجازت ساتھ رہنے کی دی ابراہیم خواص اور وہ دونوں شہر بشہر قریہ بقریہ مسافر تھے اتفاقاً کسی جگہ وہ جوان بیمار ہو گیا اور آپ کو اس کی وجہ سے تین ماہ کامل اس جگہ ٹھہرنا پڑا ۔ دوران بیماری میں ایک روز اس نوجوان کو آرزو کباب ماہی اور نان کھانے کی ہوئی ابراہیم خواص کے پاس ایک گدھا تھا کہ ہنگام سفر آپ اس پر زادراہ رکھتے اور بصورت تکان خود بھی بیٹھ جاتے تھے۔ آپ نے اس کو فروخت کر کے اس جوان کی خواہش پوری کی ۔ چند روز بعد

یہ شخص اچھا ہوگیا اور آپ نے سفر کا ارادہ کیا بیمار کہنے لگا کہ مجھے گدھا حوالہ کیجئے
کہ میں اس پر چڑھ کر آپ کے ساتھ چلوں آپ نے صورت واقعہ عرض کی اور
اس کو تین روز تک اپنی گردن پر بٹھا کر سفر کیا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد اتمام
حکایت ہٰذا بیان فرمایا کہ مقصود اس حکایت سے حسن معشیت درباب ہم صحبتاں
تھا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی بیماری کی حکایت بیان فرمائی میں نے عرض کیا
کہ میں نے یہ خبر ناخوش لشکر میں سنی تھی مشہور تھا کہ کسی شخص نے جادو کیا ہے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں دو مہینے سخت بیمار رہا اور بڑی تکلیف اٹھائی
اس وقت ایک شخص جو جادو کے اتارنے اور جس جگہ جادو گڑا ہو اس کے
نکالنے میں مہارت کامل رکھتا تھا لایا گیا القصہ وہ شخص دروازے کے
سامنے بیٹھا اور اٹھ کر مکان کے چاروں طرف پھرا لیکن کسی کسی جگہ مٹی اٹھا
کر سونگھتا جاتا تھا۔ بالآخر کہا اس جگہ کو کھودو کہ یہاں جادو گڑا ہوا ہے۔ چنانچہ
وہ جگہ کھودی گئی اور وہاں سے اسباب سحر برآمد ہوا اور مرض میں اندک
تخفیف ہوئی اس وقت اس شخص نے کہا کہ مجھے اس قدر مہارت ہے کہ اگر
آپ فرمائیں تو جس نے جادو کرایا ہے اس کا نام بھی بتلادوں۔ مجھے جب یہ
معلوم ہوا۔ میں نے کہا کہ اس کو منع کردو کہ کسی کا راز فاش نہ کرے جس نے
جادو مجھ پر کیا اور کرایا میں نے ان دونوں کو معاف کردیا۔ اس وقت میں
نے عرض کیا کہ لوگوں نے شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز پر بھی جادو
کرایا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ان پر بھی کسی نے جادو کرایا تھا اور وہ طائفہ جس
نے یہ حرکت نامعقول کی تھی پکڑا گیا۔ حاکم اجودھن چاہتا تھا کہ ان نالائقوں کو

کو ان کے کردار کو پہنچائے لیکن باوا صاحب نے منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے
اُن کو معاف کر دیا ہے اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر بھی جادو کرایا گیا تھا کہ سورہ معوذتین اسی بارے میں نازل ہوئیں ان کے وردسے
وہ شر لغاثات جاتا رہا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ اگر آپ
حکم دیویں تو ان عورتوں کی جنہوں نے آپ کی ذات پر جادو کیا ہے گردن مار دی
جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت
عطا فرمائی میں نے بھی اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد یہ حکایت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کی بیان فرمائی۔ کہ ایک روز جمعہ کے دن اثنائے خطبہ میں بیان
فرمایا کہ اب میرے ایام زندگی چند باقی ہیں اور میں یہ سخن کرامت سے نہیں کہتا ہوں
بلکہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے سر میں دومرتبہ چونچیں ماری
ہیں اور مرغ کا دیکھنا ملک الموت علیہ السلام کا دیکھنا ہے یہ دلیل میری جلد تر
وفات پانے کی ہے چنانچہ دوسرے ہفتہ میں آپ نے انتقال فرمایا
مغیرہ کے ملازم ابن لولو نے آپ کو شہید کیا عین محراب مسجد میں تلوار ماری تھی
حضرت عمرؓ ضرب لگتے ہی گر پڑے غلام اس مجمع میں سے باہر نکل آیا تھا
اور وہاں بھی آٹھ نو آدمیوں کو شہید کیا اور آخر وہ مردود ازلی خود بھی اپنے ہاتھ
سے آپ کو تلوار مار کر مر گیا جس وقت یہ فی النار ہوا جسم مبارک میں کسی قدر جان
باقی تھی۔ لوگوں نے یہ خبر آپ کو پہنچائی آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ یہ خوب
ہوا کہ میرے بدلہ کوئی شخص نہ مارا گیا۔ اس کے بعد حکایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی بیان فرمائی کہ آپ کسی جگہ جاتے تھے۔ ابن ملجم عبدالرحمن نامی مردود ہتھیار لگائے

ہوئے آپ کے دنبال میں روانہ ہوا آپ بالکل خالی ہاتھ تھے دریا کے کنارے پہنچے اور پار اترنا چاہا۔ وہاں ایک قبرستان بھی تھا حضرت علی نے کسی شخص کا نام لیکر آوازدی اس قبرستان میں سے ستر آدمیوں نے جواب دیا آپ نے نام مع باپ کا لیکر پکارا اب بھی سات شخصوں نے جواب دیا آپ نے اس نام کے ساتھ سات پشت کے اسماء ملائے اس وقت ایک شخص نے جواب دیا حضرت نے پایاب جگہ پوچھی اس قبر میں سے فلاں جگہ یعنی نشان کی آواز آئی آپ اسی پتہ سے روانہ ہوکر دریا پار اتر گئے عبدالرحمٰن نے کل معاملہ دیکھا تھا۔ سوال کیا کہ جب آپ کو اہل قبر کا نام اور ان کے باپ دادا کے اسمار معلوم ہوگئے تھے تو پھر آپ کو جگہ کا معلوم کرلینا کیا دشوار تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک مجھے پایاب جگہ معلوم تھی لیکن میں نہ چاہتا تھا کہ میرا پردہ فاش ہو۔ القصہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے مقام پر پہنچکر بوقت نماز نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم ملعون نے آکر عقب سے تلوار ماری حضرت کو زخم کاری لگا اس وقت آپ نے فرمایا فزت ورب الکعبۃ اور آخرین سخن حضرت علیؓ کا یہی تھا اس حکایت کے تمام ہونے پر بندہ نے عرض کیا کہ کیا ابن ملجم مسلمان تھا مگر معاویہؓ کی طرف ہوگیا تھا اسوقت بندہ نے دوبارہ عرض کیا کہ درباب امیرالمومنین معاویہؓ کیسا عقیدہ رکھنا چاہیئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مسلمان تھے اور مکرم اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں آنحضرت کے خسر پورہ ہیں امیر معاویہؓ کی بہن جن کا نام ام المومنین ام حبیبہ تھا آنحضرت صلعم کی شرف زوجیت سے مشرف تھیں لہذا تمام اس حکایت کے میں نے اپنا

ہشت ماہہ غیبت کا حال عرض کیا اس روز لشکر سے بیشمار احباب حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کی زیارت کے واسطے آئے تھے اور آتے جاتے تھے۔ ذکر فراق و اشتیاق ملازمت ہنگام گفتگو درمیان میں لاتے تھے۔ اسکے مناسب حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہٗ کو ایک عریضہ ادب لکھا تھا۔ اور اس میں ایک رباعی تحریر تھی۔ زانروز کہ بندۂ تو دانند مرا ؛ برمردمک دیدہ نشانند مرا ؛ لطف عامت عنایت فرمودہ است ؛ ورنہ کیم وازچہ خوانند مرا۔ اس کے بعد فرمایا جب میں شرف زیارت حضرت شیخ شیوخ العالم سے مشرف ہوا آپ نے یہ رباعی ارشاد فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا خط دیکھ کر یاد کرلی تھی الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اُنتالیسویں مجلسؔ

روز دوشنبہ تاریخ ۲۳ ر ماہ مبارک شعبان سنہ ۱۷ء

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی دیوگرمھ میں ایک پیر بھائی نے تین جیتل شش گانی حضرت مخدوم کے نذر گذرانے کیواسطے دیئے تھے اور طلب دعائے خیر کے واسطے بھی کہا تھا میں ان کے حسب الارشاد وہ زر نقد لے گیا اور آپ کی خدمت میں پیش کش کرکے اُن کا معروضہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے وہ نذر قبول کی اور مناسب موقع یہ حکایت بیان کی کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی حج سے واپس بغداد تشریف لائے اہل شہر آپ کی زیارت کو آتے تھے اور حسب مقدور خود نذرانہ لاتے تھے کہ ایک

انبار زر و ذخیرۂ شیرینی جمع ہوگیا تھا اسی میں ایک بڑھیا تھی کہ وہ بھی زیارت کو آئی تھی اس نے اپنی پھٹی ہوئی چادر سے ایک درم کھول کر آپ کی نذر کیا حضرت شیخ شہاب الدین نے اس درم کو خود اٹھا لیا اور تمام ہدایا کے اوپر رکھکر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ ان اشیاء نادرہ سے جس شخص کو جو شے مطلوب ہو بلا تکلف اُٹھالیوے لوگ اُٹھتے تھے اور عمدہ عمدہ اشیاء چھانٹ کر لیجاتے تھے شیخ جلال الدین تبریزیؒ بھی اس جلسہ میں موجود تھے حضرت شیخ الاسلام نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کوئی چیز لے لو وہ اُٹھے اور اس درہم کو جس کو بڑھیا نے نذر کیا تھا اٹھا لیا یہ واقعہ دیکھکر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے سب اشیاء سے بہتر شے لی بندہ نے بعد استماع اس حکایت کے عرض کیا کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ شیخ الاسلام شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے مرید ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شیخ شہاب الدین کے مرید نہ تھے بلکہ شیخ ابوسعید تبریزیؒ کے مرید تھے۔ اپنے مرشد کے انتقال کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور شیخ الاسلام کی بہت خدمات ادا کرتے تھے کہ دوسرے مریدوں کو وہ شرف میسر نہ تھا منقول ہے کہ شیخ الاسلام شہاب الدین کی رسم تھی کہ ہر سال پاپیادہ حج کے واسطے بغداد سے روانہ ہوتے تھے بوجہ ضعیفی ٹھنڈا کھانا ان سے کھایا نہ جاتا تھا اس لئے ہر وقت گرم کھانا رکھنے کی ضرورت تھی شیخ جلال الدین تبریزیؒ ہمیشہ آپ کے ہمسفر ہوتے تھے اور اپنے سر پر چولہا جس میں آگ جلتی تھی اٹھا کر لے چلتے تھے ایک شے ایسی بنا رکھی تھی کہ چولھا اس پر رکھ لیا

جاتا تھا کہ سر کو گرمی اور آگ کا اثر نہ پہنچے الغرض ہر وقت گرم کھانا تیار رکھتے تھے۔ اس کے بعد شیخ ابو سعید تبریزی کی بزرگی کا ذکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت بڑے بزرگ اور تارک الدنیا تھے ان کی خانقاہ میں اکثر فاقہ رہتا تھا۔ کہ وہ نذر و ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین روز پیہم اہل خانقاہ کو فاقہ کھینچنا پڑا۔ غلہ موجود نہ تھا۔ روز خربوزہ یا تربوز کی پھانکوں سے افطار کیا جاتا تھا۔ یہ خبر اس شہر کے والی کو پہنچی جو کہ اس کو معلوم تھا کہ شیخ نذر قبول نہیں کرتے ہیں ان سے اپنے خادم کو کچھ زر نقد دے کر کہا کہ تو چپکے سے یہ روپیہ لنگری کو دے دے اور فہمایش کر دینا کہ درویشوں پر جس طرح مناسب سمجھے نفقہ کرے۔ خادم روپیہ لیکر لنگری کے پاس گیا اور اس کو دیکر والی کا کہنا سمجھا دیا اس نے اس روپے سے غلہ خریدا روٹی فقراء کو تقسیم کی اور شیخ کو بھی دی شیخ نے کھانا تناول فرمایا مگر بوقت شب مشغولی حق میں کیفیت نہ آئی صبح لنگری کو بلاکر دریافت حال کیا وہ چھپا نہ سکا اصل ماجرا عرض کر دیا آپ نے اسی وقت خادم کو مع زر غلہ کے خانقاہ سے نکلوا دیا اور دریافت فرمایا کہ وہ شخص جو روپیہ لایا تھا کس طرح آیا اور کہاں اس نے پاؤں رکھے۔ اہل خانقاہ نے کل نشان بتلایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس جگہ جہاں جہاں اسکے قدم پڑے ہیں مٹی کھود کر پھینکدو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نذر قبول فرماتے تھے اور آپ کے پاس بہت زیادہ فتوح آتی تھی اور آپ کل خرچ فرما دیتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا آپ کے لڑکے عماد نامی نے جس کی

عمر تیس برس کی تھی اور اس کا حال آپ کے حال سے بالکل موافقت نہ رکھتا تھا
خادم خانقاہ سے خزانہ کی کنجیاں مانگنی شروع کیں خادم نے دینے میں مضائقہ
کیا کیفیت ارتحال شیخ سے ایسی حالت میں دنیا مناسب نہیں آپ اس وقت حالت
نزع میں تھے آپ کے کان میں بھی آواز گئی آپ نے خادم کو بلا کر ارشاد
فرمایا کہ تالیاں دیدو اور حجت نہ کرو لڑکے نے تالیاں لیں اور خزانہ جاکر کھولا
وہاں صرف چھ دینار دستیاب ہوئے کہ وہ بھی تجہیز و تکفین حضرت شیخ الاسلام
میں خرچ ہوگئے

چالیسویں مجلس

روز پنجشنبہ ماہ مبارک رمضان ۷۰۱ھ ہجری

کو دولت قدم بوسی میسر ہوئی اس روز ایک طالب علم حاضر خدمت ہوا
آپ نے اس کا حال دریافت فرمایا اس نے عرض کیا کہ میں تحصیل علم سے
فارغ ہوگیا ہوں آجکل دربار سلطانی میں جاتا ہوں کہ مجھے روٹی اور عزت
حاصل ہو جس وقت یہ طالب علم چلا گیا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ
بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی بیت علم در وصف خویش سرہ الیست .
چوں بخواہش رسید مسخرہ الیست . اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شعر ایک لطیف
چیز ہے لیکن جب کسی کے بے معنی مدح میں صرف ہوتا ہے سخت بے ذوق
ہو جاتا ہے اور بہت برا معلوم ہوتا ہے علم بھی اپنے نفس میں اچھی شے
اور نہایت شریف ہے لیکن جب لوگ اس کو حاصل کرکے طلب دنیا میں لگے

مارے پھرتے ہیں اور اس کو وسیلہ حصول دنیا بنانا چاہتے ہیں اس کی
عزت کو کھو دیتے ہیں اس وقت ایک غلام جو آپ کا مرید تھا اپنے ہندو
بھائی کے حاضر ہوا اور اس کو سامنے کر کے عرض کیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر ہندو
ہے جب دونوں بیٹھ گئے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے مسلمان سے دریافت
فرمایا کہ تیرے بھائی کو اسلام سے رغبت ہے یا نہیں اس نے عرض کیا بالکل
نہیں میں آپ کی خدمت میں اس لیئے لایا ہوں کہ آپ کی نظر کی برکت
سے یہ شخص مسلمان ہو جائے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھر
لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ قوم نہایت سخت دل ہوتی ہے کہنا ان پر بہت
کم اثر کرتا ہے البتہ اگر صحبتِ نیک حاصل ہو جائے اس کا اثر ہوتا ہے اس
کے بعد یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں بادشاہ عراق گرفتار
ہو کر آیا۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر اسلام قبول کرو گے مملکت عراق تم کو
دی جائے گی ورنہ قتل کیئے جاؤ گے اسلام لانا یا قتل ہونا منظور کرو۔ بادشاہ
نے مسلمان ہونے سے انکار کیا حضرت عمرؓ نے اس کا یہ جواب پاکر جلاد کو بلایا
کہ اس کو قتل کرے یہ بادشاہ نہایت دانا تھا جب سوائے مارے جانے
کے چارہ نہ دیکھا حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ میں پیاسا ہوں اور
پانی منگوایئے۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ پانی لا کر پلاؤ خادم کانچ کے آبخورے
میں پانی لایا۔ بادشاہ نے اس آبخورے میں پانی پینے سے انکار کیا حضرت
عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بادشاہ ہے مزاج عالی رکھتا ہے اس کے واسطے
سونے یا چاندی کے آبخورے میں پانی لاؤ۔ لوگ سونے کے آبخورے میں

پانی لائے بادشاہ نے پینے سے انکار کیا اور کہا کہ میرے واسطے مٹی کے آبخورے میں پانی منگوا لیجئے قصہ مختصر مٹی کے آبخورے میں پانی لایا گیا بادشاہ نے ہاتھ میں لیا اور حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے جب تک یہ پانی نہ پی لوں قتل سے امان دیجئے حضرت عمر نے قبول کیا بادشاہ نے یہ سنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا کہ آبخورہ ٹوٹ گیا اور پانی زمین پر گر گیا اور کہا کہ آپ نے مجھے اس پانی کے پی لینے تک امان دی ہے جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں آپ مجھے نہ ماریں حضرت عمر اس کی اس دانشمندی سے بہت متعجب ہوئے آخر الامر ایک بہت بڑے متقی کو جو بدرجہ غایت متقی تھے بلایا اور بادشاہ کو ان کے سپرد کیا ان کی صحبت میں چند روز رہنے سے بادشاہ کا مزاج بدل گیا اور حضرت عمرؓ کو پیغام بھیجا کہ مجھے بلوا لیجئے میں ایمان لانا چاہتا ہوں آپ نے بلایا اور اسلام عرض کیا کہ وہ صدق دل سے مسلمان ہوا اس وقت حضرت عمر نے فرمایا کہ مملکت عراق موجود ہے آپ بادشاہی کیجئے بادشاہ نے انکار کیا اور عرض کیا کہ مجھے ایک اجاڑ قریہ مرحمت فرما دیجئے کہ میں اس کو آباد کر کے اپنی اوقات بسر کروں حضرت نے قبول فرمایا اور اپنے آدمی درجہ مطلوبہ کی تلاش میں روانہ کئے چند روز کے بعد انہوں نے آ کر عرض کیا کہ مملکت عراق سرسبز و شاداب اور آباد ہے اس میں خراب اور اجاڑ گاؤں کا نام و نشان تک نہیں بادشاہ عراق نے اس وقت دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مقصود میرا اس تلاش کرنے سے صرف یہ تھا کہ میں مملکت عراق سرسبز اور شاداب آپ کے سپرد کرتا ہوں بادشاہ کا فرض ہے کہ اپنی رعیت کو خوش اور آباد رکھے میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوا آپ جانیں اور مملکت عراق۔ اب روز

قیامت کی جوابدہی آپ کے ذمہ ہے مجھ سے کچھ واسطہ نہیں حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ حکایت بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور اس بادشاہ کی دانائی پر بہت استحسان فرمایا اور اس کے بعد صدق و دیانت اسلام و مسلمانان کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک یہودی حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے پڑوس میں رہتا تھا بعد انتقال حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ کے لوگوں نے اس سے کہا کہ تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا یہودی نے جواب دیا کہ اگر اسلام ایسا ہے جیسے حضرت بایزیدؒ تھے میرے امکان سے باہر ہے اور اگر مسلمانی یہ ہے جیسے تم مسلمان ہو مجھے اس مسلمانی سے خود شرم آتی ہے والحمدللہ رب العالمین۔

اکتالیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲ ماہ مبارک رمضان ۷۱۷ھ

دولت قدم بوسی میسر ہوئی شیخ میر آزاد کردہ خود خطاکار میرے ساتھ حاضر ہوا تھا۔ اس نے تھوڑی سی مصری نذر گذرانی کہ اسکی لڑکی کا نکاح ہوا تھا۔ شیخ کی چار لڑکیاں تھیں اور یہ حال حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر کو معلوم تھا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ مصری کیسی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اسکی لڑکی کا نکاح ہوا تھا چھوہارے اور مصری مجلس نکاح میں لٹائے گئے تھے۔ یہ اس کا بقیہ ہے۔ یہ سنکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے شیخ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہوتی ہے اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے اور تیری چار لڑکیاں ہیں پس چار حجاب ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ابو البنات مرزوق یعنی لڑکیوں کے باپ کو اللہ تعالیٰ زیادہ رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت

ارشاد فرمائی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو جو بوجوگی موسیٰ علیہ السلام کے مارا تھا اور موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام پر خفا ہوئے تھے کہ تم نے کیوں اس طفل معصوم کو مارڈالا حضرت خضر علیہ السلام کو اس لڑکے کی سوء خاتمت کا حال معلوم تھا آپ نے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا الغرض اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے مارے جانے کے بعد اس کے ماں باپ کو ایک لڑکی عنایت فرمائی کہ وہ لمبا بزرگ ہوئی اور اس کی اولاد میں سات لڑکے صاحب ولایت متولد ہوئے اس کے بعد از راہ کرم آپ نے بندہ سے دریافت فرمایا کہ تم نماز تراویح کہاں پڑھتے ہو میں نے عرض کیا کہ اپنے مکان میں پڑھتا ہوں امام میسر آگیا ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فاتحہ اور اخلاص آپ نے یہ سنکر نہایت تحسین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی نماز تراویح میں یہی سورتیں پڑھتے تھے کہ آپ ضعیف ہو گئے تھے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے تھے بیٹھے بیٹھے ادا فرماتے تھے صرف فرض کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ ایک لقمہ کم کھائے بہتر ہے کہ پیٹ بھر کر کھائے مست رہے اور عبادت نہ کرے کم کھانا افضل ہے اور قیام شب میں کم خوردنی کہ بیداری اور وطاعت ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر اکثر روزہ رکھتے تھے آپ کا افطار کسی عارضہ کے سبب سے ہوتا تھا کبھی فصد کھلواتے یا تپ آتی اس صورت میں روزہ نہ رکھتے تھے باقی ہمیشہ صائم رہتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی روزہ ہائے مفروضہ کے سوا۔

اور روزے بہت کم رکھتے تھے عمدہ کھانا کھاتے تھے لیکن عبادت بہت کرتے تھے اور اکثر ارشاد فرماتے تھے۔ کہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا یہ ارشاد فرماکر آپ نے بیان فرمایا کہ یہ آیت ان کے حق میں صادق تھی اور یہ مرتبہ ان کو حاصل تھا۔

بیالیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۴ شوال سنہ ۶۱۱ ہجری

کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو لڑکوں سے بچوں سے محبت کرنے کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ لڑکوں بچوں سے بہت محبت رکھتے تھے اور ان کے حال پر بڑی مہربانی فرماتے تھے اس کے بعد یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کو کھیلتے ہوئے دیکھا آپ اُن کے پاس گئے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور ایک سر پر رکھا اور منہ اوپر کر کے چوم لیا اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ سنا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کو خوش کرنے کو اونٹ کی سی آواز نکالی تھی اور آپ نے ارشاد فرمایا یہ امر سچ ہے اور یہ حکایت معروف ہے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ نعم الجمل جملکما۔ اس کے بعد یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت میں کسی شخص کو ایک ولایت کا والی مقرر کیا تھا۔ اور پروانہ ولایت دیکر روانہ کیا تھا اسی اثنا میں امیر المومنین عمرؓ ایک لڑکے کو لئے ہوئے باہر آئے کہ اس کا سر و پیشانی چومتے تھے اور اس پر نہایت

مہربانی فرماتے تھے اس شخص نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں مگر مجھے ان سے اس قدر زیادہ محبت نہیں حضرت عمر نے یہ سنکر ان سے مثال ولایت طلب کی اور لیکر پھاڑ ڈالی اور ارشاد فرمایا کہ جب تجھکو بچوں سے محبت او شفقت نہیں ہے تو بڑوں کے ساتھ کیا حسن معاملہ اور شفقت کریگا ۔

تینتالیسویں مجلس

روز چہارشنبہ بتاریخ ۵ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۱۷ ہجری کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی ۔ اس روز ایک نیا شخص آیا تھا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اپنے کرم عمیم سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو اس نے عرض کیا کہ دارالخلافہ اور لشکر سے آتا ہوں پہلے اس جگہ ایک گاؤں آباد تھا لیکن جیسے چھاونی پڑی اور بادشاہ نے سکونت اختیار کی اس کا نام دارالخلافہ ہوگیا ہے آپ نے اس کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ بغداد کا نام پہلے مدینہ منصور تھا کہ اس نے بغداد کو آباد کیا تھا کچھ عرصہ کے بعد بغداد کا نام مدینۃ الاسلام ہوگیا ۔ اسی وقت گفتگو اولیاءاللہ اور ان کی محبت اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل بروز قیامت حضرت معروف کرخیؒ کو میدان حشر میں لائیں گے اور وہ مئے محبت سے مست ہوں گے کہ خلق کو ان کی ربودگی دیکھکر حیرت ہوگی اور آپس میں دریافت کریں گے کہ یہ کون بزرگوار ہیں ناگاہ غیب سے آواز آئے گی کہ یہ معروف کرخی ہیں اور میری محبت سے مست ہو رہے ہیں اس وقت معروف کرخی کو حکم ہوگا کہ بہشت بریں کو جاؤ وہ انکار کریں گے کہ یا الٰہ العالمین میں نے تیری عبادت بہشت کے واسطے نہیں کی

اس وقت ملائکہ کو فرمان ہوگا کہ ان کی گردن میں نور کی زنجیریں ڈال کر کھینچو اور بہشت میں لیجاؤ۔ اس وقت کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضرت عزوجل و علا کی ذات نہایت صاحب عظمت اور غایت بزرگی میں لاثانی ہے انسان ضعیف البنیان کا کیا حوصلہ ہے کہ اس کی محبت اور قربت میں دم مارے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ اور ہی معاملہ ہے بحث طلب نہیں ہے بندہ نے عرض کیا کہ مجھے ایک نظم متضمن بدیں معنے یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔ عشق را بوحنیفہ درس نگفت۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اسی وقت یہ دوسرا مصرعہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ مصرعہ شافعی را درو روایت نیست ؛

چالیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الاول ۷۱۸ ہجری

کو دولت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو فضیلت علم کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ بڑے صاحب علم تھے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم کو یہ نعمت کہاں سے حاصل ہوئی ہے انھوں نے جواب دیا کہ مجھے یہ نعمت اپنے استاد عاصم صاحب قرارت سے ملی ہے وہ بہت بڑے صاحب علم تھے یہ قصہ ان کے ادنی علم کا ہے کہ ایک روز مجلس میں اس ہیئت سے کہ دامن پیرہن اپنی کمر سے لپیٹ کر زیر زانو رکھا اور بہ ہیئت قعود تشہد بیٹھے تھے شاگردوں کا ان کی چاروں طرف جمگھٹا تھا۔ شاگرد تھوڑی سی عبارت قرآن شریف کی پڑھتے تھے اور حضرت عاصم اس کے فوائد بیان فرماتے

تھے کہ ہم سب کو فائدہ حاصل ہوتا تھا اس وقت ایک شخص آیا اور آپ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ آپ کا لڑکا مارا گیا آپ نے دریافت فرمایا کس نے مارا جواب دیا کہ تمہارے چچا کے لڑکے سے لڑائی ہوئی تھی اس نے مار ڈالا حضرت عاصم نے یہ سنکر اس شخص سے فرمایا کہ اچھا اُن کی تجہیز و تکفین کرو. فلاں شخص نماز جنازہ پڑھاوے اور فلاں قبرستان میں دفن کردو یہ کلمات اس شخص سے تین مرتبہ کہے اور پھر شاگردوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہاں اور شروع کرو قرارت شروع کی گئی اور آپ بدستور فوائد بیان فرمانے لگے گویا کچھ خبر بد آپ کو نہیں پہنچی ہے اور نہ آپ کے مزاج پر تغیر ہوا حتیٰ کہ دامن جو کمر میں لپٹا تھا وہ بھی اسی طرح رہا اس کے بعد ایک اور حکایت آپ کے حلم کے بارے میں فرمائی کہ ایک روز امام عاصم جنگل میں آبادی سے دور نکل گئے تھے وہاں آپ کو ایک شخص ملا جو آپ کو اپنی بیوقوفی کی وجہ سے برا بھلا کہنے لگا آپ اس کی اس بیہودہ گوئی کا مطلق جواب نہ دیتے تھے یہاں تک کہ واپس ہوکر قریب شہر پہنچے وہ شخص بھی بکتا جھکتا آپ کے ہمراہ آیا۔ دروازہ شہر پر آپ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب تم چلے جاؤ شہر میں میرے بہت سے دوست ہیں مبادا وہ تمہیں مجھے بُرا بھلا کہتا سنکر تکلیف پہنچائیں اور تم بے آزار ہول اس کے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ درمیان اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابوبکر صدیقؓ صفت حلم سے بغایت موصوف تھے ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کو بُرے کلمات سے یاد کیا اور ناز یبا طعن کئے آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ مجھ میں بے شمار عیوب ہیں ان میں سے تجھے بہت تھوڑے معلوم ہیں ان فوائد کو بیان فرماتے ہوئے برخاستگی مجلس کا وقت قریب ہوا بندہ نے عرض کیا کہ مرید کو اگر حضوری

مجلس کم نصیب ہو لیکن اپنے پیر کی یاد میں ہمیشہ جس جگہ رہے مشغول ہو، میں سمجھتا ہوں کہ یہ
امر مستحسن ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ امر بنہایت خوب ہے غیبت میں اپنے مرشد کا
خیال رکھنا سامنے موجود رہنے سے اچھا ہے اور اس وقت یہ مصرعہ زبان مبارک
سے ارشاد فرمایا مصرعہ بیروں ندروں نہ کہ دروں فی بیروں۔ اس کے بعد یہ حکایت
بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز اپنے مرشد شیخ قطب الدین
قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بعد دو ہفتہ کے حاضر ہو کرتے تھے برخلاف اس کے شیخ
بدرالدین غزنوی اور عزیزان دیگر ہمیشہ حاضر رہتے تھے جب وقت وصال حضرت
شہید المحبت کا قریب ہوا اس صاحب کرامت نے جن کا مزار پاپان مرقد شیخ
قطب الدین رضی اللہ عنہ میں ہے ان کو تمنا کے سجادہ نشینی ہوئی۔ اور شیخ بدر الدین
غزنوی بھی یہی چاہتے تھے لیکن آپ نے بوقت نقل وصیت فرمائی کہ میرے انتقال
کے بعد میرا جامہ مصلا اور نعلین چوبیں شیخ فرید الدین کو دینا اس وقت خواجہ ذکر اللہ
بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کپڑے کو دیکھا تھا دوہی سوزنی تھی الغرض اس
شب کو جس میں حضرت خواجہ شہید المحبت نقل فرمائیں گے شیخ فرید الدین ہانسی میں تھے
آپ نے اپنے مرشد کو خواب میں دیکھا کہ دہلی بلاتے ہیں چنانچہ علی الصباح ہانسی سے
روانہ ہو کر چار روز میں دہلی پہنچے قاضی حمید الدین ناگوری اس وقت تک زندہ تھے
آپ نے جامہ عطا فرمودہ شیخ آپ کے حوالہ کیا۔ شیخ فرید الدین طاب اللہ ثراہ نے دو رکعت
نماز پڑھ کر وہ کپڑے پہنے اور تین روز یا سات روز سے زیادہ خانقاہ حضرت خواجہ
قطب الاقطاب میں نہ رہے اور سبب آپ کی واپسی کا یہ ہوا تھا کہ سرہنگا نامی ایک مجذوب
تھا وہ ہانسی سے آپ کے ہمراہ آیا تھا یہ سرہنگا آپ سے تعشق رکھتا تھا اور ہانسی میں

بلا مزاحمت اس کو آپ کا دیدار میسر ہوتا تھا دہلی میں کثرت سے ائمہ و صدور و مشائخ و علماء
صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کو باہر نکلنے کی مطلق فرصت نہ ہوتی
تھی اور بیچارے سرہنگا کو دربان پاگل سمجھ کر مجلس میں نہ جانے دیدیتے تھے آپ ایک
روز خانقاہ سے باہر تشریف لائے تھے سرہنگا زیر سایہ دیوار بیٹھا ہوا تھا آپ کو دیکھتے
ہی دوڑا اور قدموں میں گر پڑا رونے لگا کہتا تھا کہ جب آپ ہانسی میں تھے سب مجھے بلا
مزاحمت دیدار میسر ہوجاتا تھا۔ اب یہاں میں ہوں مجبوری اور محرومی ہے آپ نے اس
کی زبان سے یہ سنتے ہی عزم سفر کیا حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ شہید المحبت
نے آپ کو اپنی جگہ مقرر کیا ہے آپ کو یہ جگہ چھوڑ کر نہ جانا چاہیے حضرت شیخ الاسلام
نے جواب دیا کہ جو نعمت میرے پیر مرشد نے عطا فرمائی ہے وہ میرے ہمراہ
ہے خواہ یہاں رہوں یا ہانسی میں خواہ جنگل میں سب جگہ مجھے برابر ہے۔

پینتالیسویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۳ ماہ ربیع الاول سنہ ۶۱۸ھ ہجری

کو دولت دست بوسی میسر ہوئی گفتگو حسن عقیدہ مریدان اور رعایت کلام
پیران کے بارے میں ہورہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری
رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پوتے کا نام شرف الدین تھا وہ اپنے گھر سے بعزم حصول ارادت
از حضرت شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقدہ روانہ ہوئے شرف الدین کی ملک میں
ایک لونڈی تھی کہ قیمت اس کی سو ٹنکہ یا کم و بیش ہوگی اس نے بروقت روانگی حاضر ہوکر
عرض کیا کہ جب وقت آپ شرف زیارت حضرت خواجہ فریدالدین سے مشرف ہوں میرا سلام

عرض کریں اور میری جانب سے یہ چوسی کا تھان نذر گذرانیں القصہ جس وقت مولانا شرف الدین کو زیارت حضرت شیخ الاسلام نصیب ہوئی اور شرف ارادت سے مشرف ہو چکے آپ نے اس لونڈی کا پیام عرض کر کے وہ کپڑا نذر گذرانا۔ حضرت شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو آزادی نصیب فرمائے بعد برخاستگی مجلس مولانا شرف الدین اُٹھ کر اپنی جائے سکونت پر آئے فکر کیا کہ حضرت نے اس کو آزاد ہونے کے واسطے فرمایا ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ آزاد نہ ہو البتہ یہ لونڈی قیمتی ہے اور میری اس قدر حیثیت نہیں جو اس کو آزاد کروں جو شخص خریدیگا وہ آزاد بھی کر دیگا اس اندیشہ کے گذرتے ہی یہ خیال ہوا کہ لونڈی جب دوسرے کے ملک میں آزاد ہوئی اس کے آزاد کرنیکا ثواب خریدار کو ملیگا۔ تجھے اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا پس خود مجھے آزاد کرنا چاہیئے یہ سوچکر دوبارہ شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے حسب الارشاد اس جاریہ کو آزاد کیا ہے۔

چھیالیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الآخر ۱۸ ۷ سنہ ہجری

کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو محبت اور عداوت دنیا کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ خلق تین قسم پر منقسم ہے ایک وہ لوگ ہیں جو دنیا کو دوست رکھتے ہیں لیکن رات دن اس کی یاد اور اس کی طلب میں رہتے ہیں اور ایسے آدمی بے شمار ہیں دوسرا وہ گروہ ہے جو دنیا کو دشمن جانتا ہے اور ہمیشہ اس کا ملامت

اور عداوت کے ساتھ ذکر کرتا ہے اور اس کی عداوت میں مشغول رہتا ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ وہ لوگ دنیا کو دوست نہیں رکھتے اور نہ دشمن جانتے ہیں اور اس کا ذکر بعداوت اور نہ محبت سے کرتے ہیں اور یہ قسم دوسری قسم سے بہتر ہے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ذکر دنیا بڑی برائی کے ساتھ کرنے لگا حضرت رابعہ نے اس کا بیان سنکر ارشاد فرمایا کہ آئندہ تم میرے پاس نہ آنا کہ تم دنیا کے دوست ہو اور اس کا ذکر بہت کرتے ہو اس کے بعد گفتگو ترک دنیا کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ نواح کیتھل میں ایک بزرگ صوفی بدھنی نامی تارک عظیم رہتے تھے کپڑا بھی نہ پہنتے تھے میں نے عرض کیا کہ وہ کسی کے مرید بھی تھے آپ نے ارشاد فرمایا نہیں اگر کسی کے مرید ہوتے مرشد ضرور ان کو ستر عورت چھپانے کیلئے حکم کرتا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ نماز بہت پڑھتے تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ بہشت اچھی جگہ ہے لیکن افسوس ہے کہ اس میں نماز نہ ہوگی اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ اگر مرشد دنیا دار ہو وہ اپنے مریدوں کو دنیا سے باز رہنے کی نصیحت کر سکتا ہے یا نہیں خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ دو زبانیں ہیں لسان قال اور لسان حال پند اور نصیحت لسان حال کی زیادہ موثر ہوتی ہے لسان قال سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اگر ایسا مرشد اپنے مریدوں کو منع کریگا کچھ تاثیر اس کے منع کرنے سے نہ ہوگی اس کے بعد حکایت حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ہوئی کہ آپ کو آپ کے مرشد نے ایک مندیل عطا فرمایا تھا آپ اس کو اپنے پاس باحترام تمام رکھتے تھے کہ۔ اس میں سے

برکت حاصل ہوتی تھی ایک روز آپ سو گئے اور اتفاقاً مندیل جانب پائیں رکھا ہوا تھا
نیند میں آپ کے پیر مندیل کو لگ گئے جب بیدار ہوئے نہایت افسوس کرتے تھے اور بیحد
مضطر تھے فرماتے تھے کہ بروز حشر میں کیوں کر منہ اپنے مرشد کو دکھلاؤں گا۔
اور بہشت بریں میں بھی مجھے یہی افسوس و قلق رہیگا۔ اس کے بعد یہ حکایت ارشاد
فرمائی کہ مجھے حضرت شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہٗ نے ایک گلیم عطا فرمایا تھا
جو اب تک میرے پاس موجود ہے الغرض جب میں اجودھن سے دہلی واپس آتا تھا۔
میرے ہمراہ صرف ایک آدمی تھا اور راستہ میں ڈاکوؤں کا خوف تھا چنانچہ ایک روز
یہی خطرہ پیش آیا کہ جنگل میں بارش ہونے لگی ایک درخت کے تلے ٹھہر گئے ہندو آئے
جو ڈاکوؤں کے مشابہ تھے مجھے خیال ہوا کہ یہ لوگ کہیں مجھ سے کمبل نہ چھین لیں۔
لیکن پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ گلیم عطا فرمودہ شیخ ہے کون اس کو مجھ سے لے سکتا
ہے پھر خیال ہوا کہ اگر خدانخواستہ اگر ان لوگوں نے یہ گلیم مجھ سے لے لیا میں
غایت شرمندگی سے شہر کا رہنا چھوڑ دوں گا تھوڑی دیر میں پانی کھل گیا اور
وہ ہندو چلے گئے اور مجھ سے کسی نے کچھ تعرض نہ کیا اس کے بعد گفتگو جمع و خرچ اموال
دنیا کے بارے میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مال جمع کرنا اچھا نہیں ہے البتہ بقدر
ضرورت رکھے مضائقہ نہ ہوگا۔ مثلاً کسی قدر غلہ اور لباس رکھتے مگر کفاف سے زیادہ
رکھنا مستحسن نہیں جو دستیاب ہو خرچ کردینا چاہیے اور یہ بیت زبان مبارک سے
ارشاد فرمائی سعدا از بہر دادن بود اے پسر ؏ برائے نہادن چہ سنگ و چند
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خاقانی نے بھی اس مضمون کا یہ شعر خوب کہا ہے ؎
چوں خواجہ نہ خواہد از ہستی خود کامے ؏ آں گنج کہ او ولد و بپذیرد کہ من دارم ؏ اہی وقت

ایک شخص کو ہمیشہ مسواک کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور یہ حکایت مناسب اس مضمون کے ارشاد فرمائی کہ ایک دانشمند نور ترک نامی بغداد و کعبہ شریف چلا گیا وہاں مکان بنا کر رہ پڑا تھا اور دروازہ مکان پر یہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ جو شخص میرے مکان میں داخل ہونا چاہے اور اس کے پاس مسواک نہ ہو اس کو میرے گھر میں آنا حرام ہے۔ اس کے بعد گفتگو درباره مکارم اخلاق ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر اور حکیم ابو علی سینا کی آپس میں ملاقات تھی ابو علی سینا نے ایک شخص آپ کی خدمت میں اسلئے چھوڑ رکھا تھا کہ میری غیبت میں اگر آپ میری نسبت کچھ ارشاد فرمائیں وہ مجھے لکھ بھیجے حضرت ابو سعید کو کیا غرض تھی جو ابو علی سینا کا ذکر کرتے اس وجہ سے وہ مخبر ایک عرصہ تک تحریر سے معذور رہا آخر الامر حکیم ابو علی سینا نے اپنے حاضر باش کو تحریر کیا کہ اگر شیخ میرا ذکر خود نہیں کرتے تم میری نسبت دریافت کرو ابو علی سینا کیسا آدمی ہے اپنے مالک کے حکم کی تعمیل میں اس شخص نے ایک روز آپ سے دریافت کیا کہ ابو علی کیسے آدمی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک مرد ہے حکیم دانا عالم اور طبیب لیکن مکارم اخلاق نہیں رکھتا ہے صوفی نے یہ واقعہ ابو علی سینا کو لکھ بھیجا اس نے حضرت کو لکھا کہ میں علم اخلاق کا عالم ہوں اور میں نے بہت سی کتابیں علم اخلاق میں لکھی ہیں آپ مجھے کس وجہ سے بے خبر از علم اخلاق فرماتے ہیں آپ نے اس کے جواب میں لکھوا بھیجا کہ میں نے تم کو علم اخلاق سے جاہل نہیں کہا ہے بلکہ یہ کہا ہے ابو علی سینا کو مکارم اخلاق حاصل نہیں ہے اس کے بعد قاضی منہاج الدین کا ذکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دو شنبہ کو ان کے وعظ میں جاتا تھا ایک روز انہوں نے وعظ میں یہ رباعی پڑھی رباعی لب برلب دلبراں مہوش کردن ÷ و آہنگ سیر زلف مشوش کردن۔

امروز خوش است لیک فردا خوش نیست ✤ خود را چو خسی طعمہ آتش کردن ۔ میں
یہ رباعی سن کر بے خود ہو گیا اور ایک گھڑی بعد ہوش میں آیا اس کے بعد آپ
نے قاضی صاحب کا حال فرمانا شروع کیا کہ وہ مرد صاحب ذوق تھے ایک
روز شیخ بدر الدین غزنوی کے ہاں آپ کی دعوت تھی اتفاق سے یہ روز دوشنبہ
تھا آپ نے کہلا بھیجا کہ بعد تذکیر حاضر ہوں گا الغرض بعد تذکیر تشریف لیگئے۔
شیخ بدر الدین نے آپ کے واسطے مجلس سماع بھی مرتب کی تھی سماع میں آپ
پر ایک حالت طاری ہوئی کہ دوپٹہ اور پیرہن پھاڑ ڈالا اور یہ ایک شعر شیخ
بدر الدین کا جس کی ردیف آتش گرفت ہے پڑھا شعر نوحہ میکرد بر من نوحہ گر
در مجمعے ✤ آہ ازیں سوزم بر آمد نوحہ گر آتش گرفت ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی
منہاج الدین شیخ بدر الدین کو شیر سرخ فرمایا کرتے تھے اس کے بعد تذکیر شیخ
نظام الدین ابو المؤید کا ذکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اُن کا وعظ سنا ہے
مگر ان ایام میں بندہ لڑکا تھا اور معانی کا ادراک بہت کم تھا ایک روز میں
آپ کے وعظ میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مسجد میں جوتے اتار کر اور اُن کو اپنے
ہاتھ میں لیکر داخل ہوئے تحیۃ المسجد کی نماز پڑھی میں نے ایسی باراحت نماز
پڑھتے ہوئے بہت کم دیکھے ہیں غیر آپ بعد فراغت نماز منبر پر چڑھے ایک
شخص قاسم نامی قاری تھا اس سے قرآن شریف کی آیات بخوش لہجگی پڑھنے
کے واسطے ارشاد فرمایا جب وہ دو چار آیت پڑھ چکا آپ نے وعظ شروع
کیا کہ میں نے اپنے والد کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے ان الفاظ کے سننے سے
حاضرین کے دلوں پہ عجیب تاثیر ہوئی ۔ سب رونے لگے اس وقت آپ نے یہ

یہ دو مصرعے پڑھے بیت۔

در عشق تو بر تو نظر خواہم کرد جاں در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

اس شعر کی دو تین مرتبہ تکرار کی کہ مجلس زار زار رونے لگی۔ نعرہ ہائے بلند نکلتے تھے۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت صرف یہی دو مصرعے یاد آئے ہیں۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو دو مصرعے اور بھی ہیں وہ مجھے یاد نہیں آتے۔ یہ بات اس عجز کے انداز سے کہی۔ کہ جملہ حاضرین پر اس کا اثر خاص ہوا۔ قاری قاسم کو بقیہ دو مصرعے اس رباعی کے یاد تھے۔ انھوں نے بخوش الحانی سنائے۔ اور شیخ منبر سے نیچے اترے۔ اس کے بعد بزرگی شیخ نظام الدین ابوالمؤید میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ دہلی میں اس قدر امساک باراں ہوا کہ خلقت بلبلا اٹھی۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نزول باران کے واسطے دعا طلب کی۔ آپ مسجد میں گئے۔ منبر پر چڑھ کر وہ دعا جو نزول باراں کے واسطے مقرر ہے۔ پڑھی۔ اور منہ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا کہ الٰہی اگر تو نے آج پانی نہ برسایا تو میں آبادی میں رہنا چھوڑ دونگا یہ کہہ کر نیچے اترے اسی وقت پانی برسا۔ اور ایسا برسا کہ خلق اللہ کے دل سے تمام گرمی دُھل گئی۔ ایک روز سیّد قطب الدین نے آپ سے ہنگام ملاقات پوچھا کہ مجھے آپ کے حق میں کمال حسن اعتقاد ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کو بارگاہِ خداوندی میں نیاز حاصل ہے۔ لیکن آپ نے اس روز بر سر منبر یہ کیا فرمایا تھا کہ اگر آج پانی نہ برسایا

تو میں آبادی میں نہ رہوں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ پانی نہ برساتا۔ آپ کیا کرتے شیخ نظام الدین ابوالمویّد نے جواب دیا کہ میں خوب جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور پانی برسائے گا۔ سید قطب الدین نے دریافت کیا کہ یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا تھا کہ پانی ضرور برسے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ مجھ سے اور سید نورالدین مبارک سے سلطان شمس الدین التمش نوراللہ مرقدہٗ کے دربار میں زیردست۔ اور زبردست بیٹھنے کی بابت تکرار ہوگئی تھی۔ میں نے اس وقت ایسی بات کہی تھی جس سے خاطر سید نورالدین مبارک کی آزردہ ہوئی تھی جس روز مجھے برائے طلب دعا مسجد لے گئے تھے میں مسجد میں جانے سے پیشتر سید نورالدین مبارک کے مزار کو گیا تھا۔ اور وہاں باآواز بلند کہا کہ لوگ مجھے برائے دعا مسجد لے جاتے ہیں۔ اگر تم مجھ سے آشتی کروگے میں دعا مانگوں گا۔ روضہ سے آواز آئی کہ میں تم سے راضی ہوں۔ جاؤ دعا مانگو اللہ تعالیٰ باران رحمت نازل فرمائیگا۔

سینتالیسویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۵۔ ماہ جمادی الاول ۶۱۸ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ درباره نماز گفتگو ہو رہی تھی میں نے عرض کیا کہ نماز میں بعد ادائے فرض جو تبدیل جگہ کرتے ہیں۔ یہ کیسا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جگہ تبدیل کرنا بہت اچھی بات

ہے۔ اگر امام جگہ تبدیل نہ کرے یہ امر موجب کراہیت ہوگا لیکن مقتدی کے واسطے یہ حکم نہیں ہے وہ اپنی جگہ کھڑا رہکر نماز ادا کرے تو بھی کراہیت نماز میں نہ آئے گی مگر بہتر ہے کہ تبدیل جگہہ کیجائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب تبدیل جگہہ کریں بہتر ہے کہ جانب چپ تبدیل جگہہ کریں کہ منہ ہر حالت میں مقابل قبلہ رہے۔

اڑتالیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۳۔ ماہ مذکور سنہ مذکور کو

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اس بارہ میں ہو رہی تھی کہ خلق اللہ ازراہ حسن اعتقاد مشایخ کے ہاتھ چومتی ہے اور ان سے برکت طلب کرتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ درویش اپنے ہاتھ کا بوسہ اس نیت سے لینے دیتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ ایک مغفور شخص کا ہاتھ دوسرے شخص کے ہاتھ سے ملے۔ اس کے بعد یہ **حکایت** در بارہ نفس درویشاں بیان فرمائی کہ خواجہ اجل شیرازیؒ بہت بڑے بزرگ تھے ایک روز ان کے کسی مرید نے حاضر خدمت ہوکر شکایت کی کہ میرا مکان نیچا ہے اور میرے پڑوسی نے اپنے مکان پر بالاخانہ بنایا ہے۔ اس کے بالاخانہ پر چڑھنے سے میرے مردمان خانہ کی بے پردگی ہوتی ہے۔ ہر چند میں منع کرتا ہوں مگر وہ نہیں مانتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ واقف ہے کہ تو میرا مرید ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ ہاں بخوبی جانتا ہے کہ میں

یکے از حلقہ بگوشان آں مخدوم ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا
کہ پھر بڑی تعجب کی بات ہے کہ وہ نہیں گرتا اور اس کا مہرۂ گردن نہیں
ٹوٹتا۔ یہ ارشاد فرما کر آپ نے اس شخص سے کہا کہ اپنے گھر جا۔ شخص
شکایت کنندہ اپنے گھر چلا۔ راستہ میں خبر سنی کہ تیرا پڑوسی کھڑاؤں پہنے
تھا۔ یکایک پیر بہکا۔ گر پڑا۔ گرتے ہی مہرۂ گردن ٹوٹا اور وہ مر گیا۔
اس کے بعد حکایت مردان حق کی ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
عہد قدیم میں چار شخص برہان بلخی۔ برہان کاشانی۔ اور دو شخص جنکا
نام برہان تھا مگر ان کی کنیت مقامی یاد نہیں رہی۔ شمال کے ملک
سے آئے تھے اور بوجہ ہم سفری و ہمنامی ان کے درمیان اخلاص و
محبت اور سلوک بہت زیادہ تھا۔ ہمیشہ ایک جگہ رہتے تھے اور ایک
ہی جگہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے تھے۔ برہان کاشانی نے قاضی نصر
کاشانی سے جو قاضی شہر تھے پڑھنا شروع کیا۔ اور وہ برہان پر بوجہ
ہم وطنی بڑی عنایت فرماتے تھے۔ الغرض ایک روز قاضی نصر نے
ایک نکتہ بیان فرمایا۔ اور برہان کاشانی سے ارشاد فرمایا کہ اس کی
شرح بیان کرو۔ برہان کاشانی تھنگنے تھے۔ جس وقت انھوں نے
بیان شروع کیا۔ دیگر طلبا نے آپس میں کہا کہ یہ ریزہ کیا بیان
کرے گا۔ اسی روز سے آپ کا نام برہان ریزہ مشہور ہو گیا۔ الغرض
برہان ریزہ مرد عزیز صاحب تقویٰ و صلاحیت تھے۔ اور آخر عمر میں
یکے از ابدال ہو گئے تھے۔ میں نے ان کو دیکھا تھا۔ ہر روز علی الصباح

مکان سے پیدل باہر جاتے تھے۔ حالانکہ آپ کے پاس دس سے زیادہ عمدہ گھوڑے تھے اور تنہا روانہ ہوتے حالانکہ سو سے زیادہ غلام رکھتے تھے ایک روز ان کے لڑکے نے جس کا نام نورالدین محمد تھا۔ اپنے باپ سے کہا کہ آپ تنہا باہر نہ جایا کریں۔ ہمارے دشمن بہت ہیں مبادا اگزند پہنچائیں۔ اپنے ساتھ غلام لے جایا کریں کہ وہ آپ کی خدمت بھی کرے گا۔ مولنا برہان الدین نے جواب دیا کہ بابا محمد جس جگہ میں جاتا ہوں اگر دوسرے شخص کی وہاں گنجایش ہو۔ پہلے تجھے لیجاؤں کہ تو میرا فرزند ہے۔

انچاسویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۲۹ ماہ جمادی الآخر ۷۱۸ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ جو کہ ماہ رجب نزدیک آیا تھا اس سبب کاتب الحروف نے عرض کیا کہ نماز فرمودۂ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو تیسری چوتھی اور پانچویں رجب کو پڑھی جاتی ہے اور جو ادعیات مقررہ اس میں پڑھتے ہیں اس کی کیا اصل ہے۔ آیا یہ نماز اور ترتیب سُورۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ معاملات الہام سے بھی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ قبل ازیں میں دہلی سے بوقت روانگی بجانب اجودھن یہ

تین اسمار حسنیٰ یا حافظ یا ناصر یا معین پڑھکر چلتا تھا اور ان اسمار کا پڑھنا مجھے کسی نے تلقین نہ کیا تھا خود اپنے دل سے برائے طلب عون پڑھتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے یہ اسمار نصرت و یاوری ہیں بعد ایک مدت کے مجھے ایک عزیز نے یہ دعا لکھ کردی کہ یا ناصر یا معین یا مالک یوم الدین بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اس کے بعد احوال مشائخ کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے چند کلمات خواجہ بایزید بسطامیؒ کے سنے ہیں لیکن اس کے معانی سمجھ میں نہیں آتے اسوجہ سے طبیعت متفکر رہتی ہے اور دل کو قرار نہیں آتا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون سے کلمات ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ محمد ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ ان کا کلام نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ انھوں نے سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا لیکن آخر عمر میں اس سے توبہ کرلی تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میں اس سے پیشتر یہودی تھا۔ اب اپنا زنار توڑتا ہوں اور از سرنو مسلمان ہوتا ہوں اور اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ۔ کہتا ہوں۔ اس کے بعد احوال رسول علیہ السلام کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مشائخ اور مردان حق پر جو حال وارد ہوتا ہے وہ ایک شمہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال سے اور یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک باغ میں

وارد ہوئے اور کنویں کی منڈیر پہ پیر لٹکا کر بیٹھ گئے اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم دیا کہ کسی کو بلا اذن اندر نہ آنے دینا۔ جب ابو موسیٰ اشعری دروازہ پر آئے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حاضر ہوئے اور اندر جانا چاہا۔ آپ نے فرمودۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرض کیا اور اندر جاکر طالب اجازت ہوئے۔ پیغمبر خدا نے اجازت دی کہ بلالو اور بشارت دو کہ تم بخشے ہوئے ہو۔ القصہ حضرت ابوبکر رضؓ کنویں پر پہونچے اور آنحضرت کے داہنی جانب بیٹھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضؓ آئے اور اسی طرح بعد عرض و معروض آکر آپ کی بائیں جانب بیٹھے۔ اور پھر حضرت عثمانؓ آئے اور وہ بھی اجازت و بشارت پانے کے بعد آپ کے مقابل کنویں کے اس جانب بیٹھے۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح آج ہم یکجا ہیں اسی طرح ہمارا انتقال ہوگا اور اسی طرح زیر زمین بھی رہیں گے۔ بعد اتمام اس حکایت کے گفتگو دربارہ فقر ہوئی۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شب معراج خرقۂ فقر مرحمت ہوا تھا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں یہ خرقۂ فقر اس شخص کو دوں جو وہ جواب کہ مجھے بتلایا گیا ہے دے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا جواب فلاں شخص دے گا۔ یہ فرما کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر یہ خرقہ تم کو دیا جائے تم اس کا شکریہ کس طرح بجالاؤ گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ صدق اختیار کروں گا اور روز و شب عبادت کرتا رہوں گا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اگر تم کو یہ خرقہ دیا جائے تم کیا کرو گے؟
آپ نے فرمایا کہ میں عدل و انصاف کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ
سے پوچھا۔ آپ نے جواب دیا کہ انفاق اور سخاوت اختیار کروں گا۔ اسکے
بعد حضرت علیؓ سے دریافت فرمایا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں پردہ پوشی
کروں گا۔ اور بندگان خدا کا عیب چھپاؤں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنتے ہی خرقہ آپ کے حوالہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے یہی کہا گیا تھا۔
کہ جو شخص یہ جواب دے خرقہ اس کے حوالہ کرنا۔ اس کے بعد گفتگو لیاقت
امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں ہوئی اور آپ کے
انصاف و سخاوت کا حال بیان ہوا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد
فرمایا کہ آپ کی زرہ کھوئی گئی تھی۔ ایک روز وہ زرہ آپ نے ایک یہودی
کے پاس دیکھی۔ اس کو پکڑ لیا۔ اور زرہ کا دعویٰ کیا۔ یہودی کہنے لگا اگر یہ
زرہ آپ کی ہے۔ آپ ثابت فرمائیے اور لے لیجئے۔ ان ایام میں آپ
خلیفہ تھے آپ نے خیال کیا کہ میں خود خلیفہ ہوں اور خود ہی مدعی۔ مجھ سے
اس کا فیصلہ نہ ہوگا۔ قاضی سے فیصلہ کرانا چاہیئے۔ الغرض آپ اور وہ یہودی
قاضی شریح کے پاس گئے اور زرہ کا دعویٰ کیا۔ قاضی شریح نے آپ سے
کہا کہ اس وقت آپ میرے پاس فریادی آئے ہیں۔ سامنے کھڑے ہو کر
دعویٰ کیجئے اور اس کو ثابت کر دیجئے کہ زرہ آپ کو دلائی جائے۔ الغرض
آپ اور یہودی دارالقضا میں برابر کھڑے ہوئے اور اپنا دعویٰ پیش کیا۔
شریح نے گواہ طلب کئے۔ آپ نے امیرالمومنین حسن علیہ السلام اور قنبر اپنے

غلام کو پیش کیا۔ شریح نے کہا کہ ان میں ایک آپ کا صاحبزادہ اور دوسرا غلام ہے۔ ان کی گواہی آپ کے حق میں بیکار ہے۔ غیر شخص کو گواہی میں پیش کیجیے۔ آپ نے انکار کیا کہ میرے اور گواہ نہیں۔ شریح نے مقدمہ خارج کیا۔ اور یہودی سے کہا کہ اپنی زرہ اٹھا کر لے جا۔ جب یہ گواہ پیش کریں گے اس وقت دیکھا جائے گا۔ یہودی نے جب یہ معاملہ دیکھا حیرت اس کے باطن میں ظاہر ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ دین محمدی کس قدر بے لگاؤ اور صاف ہے۔ اسی وقت ایمان لایا اور زرہ حضرت علی کو سپرد کی کہ فی الواقع یہ آپ کی ہے۔ امیرالمومنین نے وہ زرہ اسی کو دے ڈالی اور مزید براں ایک گھوڑا بھی مرحمت فرمایا۔ اس وقت ایک شخص نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اس کا کیا نام رکھا۔ اس شخص نے کہا۔ خیر میں نے اب تک نام نہیں رکھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ نام تجویز فرمائیے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے اول لفظ خیر کہا۔ خیر ہی نام رہنے دو۔ اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ ایک روز شہر کے باہر تشریف لے گئے آپکو ایک شخص نے پکڑا اور کہنے لگا تم میرے غلام ہو۔ خواجہ خیر نساج نے اس کا کہنا قبول کیا اور ایک مدت تک اس جلاہے کے گھر رہے۔ اس شخص کا ایک باغ تھا۔ اس نے آپ کو باغبانی کی خدمت تفویض کی آپ باغبانی فرمانے لگے۔ ایک مدت کے بعد وہ جولاہا باغ میں آیا اور

آپ سے انار شیریں لانے کے واسطے کہا۔ آپ انار لائے۔ جب انار چکھا گیا کھٹا نکلا۔ مالک باغ نے کہا میں نے تم سے انار شیریں طلب کیے تھا تم کھٹا کیوں لائے۔ دوبارہ لائے وہ بھی کھٹا نکلا۔ سہ بارہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس وقت اس شخص نے کہا کہ تم کو اس قدر مدت باغبانی کرتے ہوئے گذری۔ اب تک انار شیریں و ترش کی تمیز نہیں ہوئی۔ خواجہ خیر نساج نے جواب دیا کہ میں امین ہوں۔ باغبانی کرتا ہوں۔ انار نہیں کھاتا کہ مجھے شیریں و ترش کا حال معلوم ہو۔ مالک باغ کو جب آپ کے اسقدر تقوے کا حال معلوم ہوا۔ آپ کو آزاد کر دیا۔ خواجہ خیر نساج کا نام قبل ازیں کچھ اور بھی تھا اس جولاہے نے آپ کا نام خیر رکھا تھا۔ جب آپ آزاد ہوئے آپ نے یہی نام پسند فرمایا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

پچاسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۶ ماہ رجب ۷۱۸ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مجھے ایک حدیث کے معانی میں تفکر تھا۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے در بارۂ ابوہریرہ رض ہے کہ وہ ایک روز ناغہ کر کے آئے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز آؤ اور ایک روز نہ آؤ۔ یہ کیا بات ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت ان

درویشوں کی ہوئی جو بند عیال واطفال میں گرفتار ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر اس معاملہ میں تین طرح کا ہے اول الصبر عنہن۔ اس کے بعد الصبر علیہن۔ اس کے بعد الصبر علی النار۔ اس کے بعد آپ نے اس کی شرح فرمائی کہ اول عورات سے صبر کرنا افضل ہے۔ یعنی بالکل اس طرف کا خیال بھی نہ کرے۔ مجرد رہے۔ اور اگر اس امر پر قائم نہ رہ سکے۔ نکاح کرے اور فرقۂ اناث کی بدگوئی و دل آزاری وغیرہ پر صبر کرے۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکے پس مجبوری ہے اور جو خطا میں جا پڑے صبر آتش دوزخ پر کرے۔ پس یہ صبر تین قسم پر منقسم ہوا۔ الصبر عنہن۔ دوم الصبر علیہن۔ سوم الصبر علی النار۔ والسلام۔

اکیاونویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۱۳ ماہ شعبان ۷۱۸ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حکایت مولانا نورالدین ترک کی ہو رہی تھی۔ بندہ نے عرض کیا کہ علماء حضرت دہلی کے آپ کی نسبت طرح طرح کے اقوال ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ آب آسمان سے زیادہ پاکیزہ تر تھے۔ میں نے یہ عرض کیا کہ خاکسار نے طبقات ناصری میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ علمائے شریعت نے ان کو ناصبی اور مرجی کہا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علماء شہر ان کے ساتھ حسد رکھتے تھے۔ رشک کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کو متہم کرتے تھے۔ بندہ نے دریافت کیا کہ ناصبیان اور مرجیان

کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ناصبی رافضی کو اور مرجی خالص رجا کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور اصل ایمان درمیان خوف اور رجا ہے۔ اس کے بعد آپ نے مولٰنا نورالدین ترکؒ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ نفس کیسا رکھتے تھے۔ مرید کسی کے نہ ہوئے تھے۔ اور جس وقت تذکیر بیان فرماتے تھے اپنی قوت علم و مجاہدہ سے بیان فرماتے تھے۔ آپ کا ایک غلام تھا وہ نداّفی کرتا تھا۔ شام تک جو کچھ کما لاتا وہ آپ کی اور اس کی وجہ معاش کا باعث ہوتا تھا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ تشریف گئے اور جاکر وہیں رہ پڑے تھے۔ ایک شخص ساکن ہند وہاں آپ سے ملاقی ہوا۔ اور دو من چاول آپ کی نذر گذرانے۔ آپ نے قبول فرمائے اور دعا دی۔ اس شخص کو بڑا تعجب ہوا۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ ایک مرتبہ سلطان رضیہ نے آپ کی خدمت میں زرِ خطیر بھیجا تھا اور آپ نے قبول نہ فرمایا تھا۔ اور لانے والے پر بہت خفا ہوئے تھے۔ آپ سے اس کا باعث دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا کہ میں اس زمانہ میں جوان تھا۔ اب وہ قوت اور وہ حدت مجھ میں باقی نہیں رہی کیونکہ ضعیف ہوگیا ہوں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ ہانسی گئے اور وہاں وعظ کہا۔ میں نے زبانی حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کے سنا تھا کہ آپ نے مولٰنا نور ترک کا وعظ بہت سنا ہے۔ ہانسی میں بھی ان کی مجلس وعظ میں گئے۔ اس وقت حضرت شیخ الاسلام کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ اور کبھی پیشتر کی ملاقات بھی نہ تھی۔ آپ کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھکر مولٰنا نور ترک نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو صراف

سخن آپہونچا۔ اور بعدہ وعظ کہا اور اس میں حضرت شیخ الاسلام کی بہت تعریف بیان فرمائی۔ اس کے بعد گفتگو درباره تحریر تعویذات ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ فریدالدین نور اللہ مرقدہٗ نے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے اجازت تحریر تعویذ طلب کی اور عرض کیا کہ خلق مجھے برائے تحریر تعویذ تنگ کرتی ہے اگر آپ کا حکم ہو تو لکھ دیا کروں۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے فرمایا کہ اثر نہ تیرے ہاتھ میں ہے اور نہ میرے ہاتھ میں ہے۔ البتہ خدا کے ہاتھ میں ہے تم اسماء الٰہی اور کلام خدا لکھ دیا کرو۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا مجھے بھی اکثر خیال آیا کرتا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدینؒ سے اجازت تحریر تعویذات حاصل کروں لیکن بوجہ نایافت موقع و وقت صالح عرض کرنے سے قاصر تھا۔ ایک روز حضرت مولانا بدرالدین اسحاق جو حضرت کی جانب سے لکھا کرتے تھے آپ کی مجلس میں حاضر نہ تھے۔ اور خلق برائے حصول تعویذ فراہم ہوئی تھی حضرت شیخ الاسلام نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم تعویذ لکھو۔ میں نے تعمیل حکم کی لیکن خلق اللہ کا انبوہ کثیر ہو گیا تھا۔ اور ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا۔ اور اس وجہ سے تحریر تعویذ میں توقف ہوتا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام نے یہ بھیڑ بھاڑ اور کتابت زیادہ دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تنگ تو نہیں آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور پر سب روشن ہے۔ اسوقت آپ نے از راہ کمال مہربانی ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھے اجازت تحریر تعویذات بخشی۔ اب ہمیشہ تعویذات لکھ کر ارباب حاجت کو دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ روائے حاجات فرمائے گا۔ الحمد للہ

علیٰ ذالک۔

باونویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ رمضان ۶۶۸ھ کو

دولت قدمبوسی میسّر ہوئی۔ اس روز جو شخص حاضر خدمت ہوتا تھا اپنے ہمراہ کوئی تحفہ برائے نذر حضرت مخدوم عالم و عالمیاں لاتا تھا اسی وقت ایک شخص آیا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا کوئی شے نذر نہ گذرانی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس کو کوئی چیز دو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر اجودھنی رح کا فرمودہ ہے کہ جو شخص میرے پاس آتا ہے اپنے ہمراہ کوئی تحفہ لاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ہمراہ کچھ بھی نہ لائے مجھے لازم ہے کہ میں کوئی شے اس کی نذر کروں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برائے طلب علم حاضر ہوتے تھے۔ اور وہاں سے علم سیکھ کر خلق اللہ میں انتشار علم فرماتے تھے۔ اور لوگوں کی رہنمائی کا کام کرتے تھے اور استماع فوائد سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتے تھے اور مجلس شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جبتک کوئی شے کھا نہ لیتے باہر تشریف نہ لے جاتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جو شے آپ کو صبح پہونچتی تھی اس کو وقت قیلولہ تک صرف

فرماتے تھے اور اسی طرح بعد از قیلولہ تا شام جو شے آپ کے پاس آتی تھی اس کو شام تک نفقہ فرماتے۔ غرضکہ رات میں کچھ نہ رکھتے تھے۔ اس وقت بندہ نے دریافت کیا کہ اسراف کیا ہے۔ اور حدِ اسراف کہاں تک ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ بے نیت دیں واسطے خدا کے نہ دیں۔ اگرچہ ایک دمڑی بھی دیں وہ بھی اسراف ہے اور اگر خدا کے واسطے تمام دنیا دے ڈالیں تو یہ اسراف نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر نور اللہ مرقدہٗ نہایت صاحب خبر و نفقہ تھے۔ کسی شخص نے آپ کی خدمت میں یہ حدیث پڑھی کہ لاخیر فی الاسراف۔ شیخ ابوسعید نے اس کے جواب میں کہا لا اسراف فی الخیر اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کی ہمت جداگانہ ہے اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے اپنے لڑکے اور غلام سے جس کو صلاحیت حاصل تھی۔ فرداً فرداً دریافت کیا کہ اپنی ہمت کا حال بیان کرو۔ لڑکے نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس بہت سے گھوڑے اور بہت زیادہ غلام ہوں۔ اور میں بڑی شان و شوکت سے بسر کروں۔ جب غلام سے دریافت کیا اس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ جو شخص میرا تابع ہو اس کو آزاد کروں اور آزاد آدمیوں کو اپنی خوش خلقی اور احسان سے بندہ بناؤں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کی ہمت ہوتی ہے کہ مال دنیا جمع کرے۔ اور دوسرا یہ چاہتا ہے کہ دنیا اس کے پاس سے ہی نہ نکلے۔ لیکن ان دونوں سے بالاتر اس

شخص کی ہمت ہے جس کا یہ خیال ہو کہ اگر دنیا حاصل ہو بہتر، اگر نہ
زیادہ بہتر۔ دونوں حال میں خوش وخرم رہے اس کے بعد ارشاد فرما
ایک شخص کہتا ہے دنیا مجھے نہیں چاہیئے۔ یہ نہ چاہنا بھی اس کا چاہنا
کی دلیل ہے۔ اصل میں خواست حق پر شاکر رہنا چاہیئے۔ بندہ کو چاہنے
نہ چاہنے سے کیا کام۔ اس کے بعد از راہ کرم مجھ سے مخاطب ہو کر ارشا
فرمایا کہ صدقۂ فطر دیتے ہو۔ میں نے بہ سبیل استفہام عرض کیا کہ آیا مجھ پر
واجب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر نصاب کامل ہے تو دینا چاہئے
اور نصاب کامل ضروریات سے خارج ہوتی ہے۔ ضروریات داخل
نصاب کامل نہیں۔ ہاں اگر نقد انہ ہے اس میں سے ضرور دیا جائے گا۔
بندہ نے عرض کیا کہ اگر زر نقد نہ ہو۔ آپ نے اس کا کچھ جواب نہ فرمایا
اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بفضل
الٰہی بہت کچھ ہے اور جس وقت میرے پاس کچھ بھی نہ تھا میں قرض
وام کر کے دیتا تھا۔ کیونکہ یہ حدیث میں نے ملاحظہ کی تھی کہ روزۂ ماہ
صیام صدقۂ فطر نہ دینے تک زیر آسمان معلق رہتے ہیں۔ میں نے بعد
استماع ان فوائد کے قبول کیا کہ ہمیشہ صدقہ فطر ادا کرتا رہوں گا۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ خود اپنا اور اپنے لونڈی غلام اور چھوٹے لڑکے بچوں کا صدقہ
دینا چاہیئے۔ اس کے بعد میں نے ایک عرضداشت حضرت کی خدمت میں
عرض کی کہ جس وقت بندہ دیوگڈھ میں تھا۔ بلیغ میرے آزاد شدہ غلام نے
ایک لونڈی پانچ ٹنکہ زر میں خریدی تھی۔ جب لشکر بجانب دہلی واپس

آنے لگا۔ اس وقت لونڈی کے ماں باپ کہیں سے آگئے اور عجز و زاری و کمال شکستگی سے دس ٹنکہ زر پیش کیئے کہ ان کو قبول کر کے وہ لونڈی (انکی لڑکی) انکے سپرد کی جائے۔ میرا دل ان کا رونا دیکھ کر جلا اور میں نے اپنے پاس سے دس ٹنکہ زر طلیح کو دئے اور ان کی لڑکی دلادی یہ فعل میں نے کیا کیا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھرلائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ کام تم نے بہت اچھا کیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ بندہ نے یہ فعل موافق مولٰنا علاؤالدین اصولی جن کا ذکر اس فوایدمیں قبل ازیں لکھا جا چکا ہے کیا تھا۔ کہ انھوں نے ایک بڑھیا قوم کی اہیرن ساکن کنہیا کو اسی طرح تالاب پر سے جاکر چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنے مکان کو چلی جائے۔ جب یہ حکایت تمام ہوئی ایک دانشمند نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو دختر حاتم طائی گرفتار ہو کر آئی تھی۔ اور اس نے اپنے باپ کے اوصاف آپ سے بیان کیئے تھے کہ آپ نے اس کو آزاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کو ہر ایک طاعت مالی بدنی یا خلقی کرنی چاہیئے کہ اگر ان میں سے ایک بھی قبول ہو گئی۔ تمام کام اس کے بن جائیں گے۔ اور اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ سعادت کے قفل کی بہت سی کنجیاں ہیں۔ اور نہیں معلوم کہ اس میں کون سی تالی لگے گی۔ پس تمام تالیوں سے قفل کھولنا چاہیئے۔ کہ اگر ایک سے نہ کھلے۔ دوسرے، تیسرے، چوتھے سے ضرور کھل جائے گا۔

ترپنویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۲ ماہ رمضان عمت میامنہ سنہ مذکور کو

دولت دست بوسی میسر ہوئی گفتگو احتیاط و صبر کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وضو میں اسقدر احتیاط شرط ہے کہ دل اس شخص کا اس وضو کو قبول کرے۔ وضو کر کے چند قدم چلنا یا لیٹ جانا اس کی اصل نہیں ہے۔ اس کے بعد گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ اگر کسی شخص کو مرض سلسل بول ہو یا دائم نکسیر چلتی ہو۔ یا ایسا ہی کوئی اور مرض ہو۔ وہ شخص وضو کس طرح سے کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے دائم خون رواں رہتا ہے۔ میں وضو کرنے کے لئے کیا تدبیر کروں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کرو اور زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں۔ اگر خون بقدر زیادہ رواں ہوگا وہ نماز اسی وضو سے ہو جائے گی۔ اس کے بعد گفتگو نماز اور حضور نماز کے بارہ میں ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ ایسا سنا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ بیرون از نماز جس جگہ تشریف فرما ہوتے۔ اکثر سجدے کیا کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ امر صحیح ہے میں نے آپ کو اس طور سے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک روز آپ حجرے میں تھے۔ اور میں بیرون حجرہ تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کھڑے ہیں اور گھڑی گھڑی سجدے میں جاتے

ہیں اور سر اٹھا کر یہ مصرعہ پڑھتے ہیں ؎

از بہر تو میریم و از برائے تو زییم۔

اس کے بعد گفتگو آپ کے حال وصال کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محرم کی پانچویں رات کو زحمت آپ پر غالب ہوئی۔ نماز عشاء بجماعت ادا کی اور بیہوش ہو گئے تھے۔ جب ہوش ہوتا حاضرین سے دریافت فرماتے کہ میں نے نماز عشاء پڑھی ہے یا نہیں۔ عرض کیا جاتا کہ آپ بجماعت پڑھ چکے ہیں۔ فرماتے کہ ایک مرتبہ اور پڑھ لوں خدا جانے پھر نصیب ہو یا نہ ہو۔ الغرض آپ دوبارہ نماز پڑھتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش آتا اسی طرح کرتے۔ اس شب آپ نے تین مرتبہ نماز عشاء پڑھی اور قبل از نماز صبح رحمت حق سے پیوست ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چھپنویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ قعدہ ۷۱۸ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اصحاب شغل و مردان چاکری پیشہ کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مردان چاکری پیشہ سے شغل ذکر و اذکار کم ہو سکتے ہیں۔ اور اکثر سے بالکل نہیں ہو سکتے۔ اور اسی بابت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایام گذشتہ میں ایک شخص حمید نامی دہلی میں طغرل کا نوکر تھا۔ یہی طغرل لکھنوتی کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ القصہ یہ جو طغرل

کے نوکر تھے۔ اور پیوستہ اس کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک روز
حمید طغرل کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے ایک صورت دیکھی اور
وہ یہ کہہ کر کہ اے حمید تو اس شخص کے آگے کیوں کھڑا ہے۔ غائب ہو گئی۔
خواجہ حمید معائنہ اس امر سے حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ دوسرے روز
پھر تا ہی واقعہ ہوا۔ اور وہ صورت فوراً غائب ہو گئی۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی
ہوا۔ اس مرتبہ حمید نے کہا کہ میں ان کا نوکر ہوں۔ ان کی خدمت مجھ پر لازم
ہے۔ یہ مجھ کو تنخواہ دیتے ہیں۔ اس صورت نے جواب دیا کہ تم عالم ہو اور یہ
جاہل۔ تم آزاد ہو اور یہ بندہ ہے۔ تم صالح ہو اور یہ فاسق ہے۔ یہ کہہ کر
وہ صورت غائب ہو گئی۔ حمید کے دل پر اسی وقت خاص اثر ہوا۔ بادشاہ
کے پاس گئے اور عرض کیا کہ میں آپ کی چاکری نہیں کرتا۔ میرا حساب کر دیجیے
بادشاہ مستعفی ہونے کا ذکر سنکر بہت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ تم دیوانے
تو نہیں ہو گئے ہو کہ بلا وجہ و بلا سبب نوکری چھوڑتے ہو۔ خواجہ حمید
نے عرض کیا کہ آپ کچھ ہی سمجھئے مجھے آئندہ ملازمت منظور نہیں ہے۔ جس
وقت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اس حکایت کو یہانتک بیان فرما چکے۔ میں
نے عرض کیا کہ یہ صورت مردان غیب سے کوئی شخص ہوگا۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ خیر۔ جب آدمی کا دل صاف ہو جاتا ہے اسے ایسی بہت
سی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ افعال قبیح سے دل پر زنگ رہتا ہے
اور کچھ نہیں دیکھتا۔ جب دل صاف ہوا ایسے ایسے بہت واقعات
دکھائی دیتے ہیں۔ اور اسی وقت یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد

فرمائی ؎

آں نافہ کہ جستی ہم باتو در گلیم است ۔ تو از سیہ گلیمی بوئے زاں ندای

اس کے بعد پھر بقیہ حکایت خواجہ حمید کی بیان فرمائی کہ جب خدمت ملک سے رخصت ہوئے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ میں نے ان کو دیکھا تھا۔ مرد اہل حال صاحب دل تھے۔ کبھی کبھی وعظ بھی فرماتے تھے۔ درویشی اور طاعت میں مستقیم الحال تھے۔ حضرت شیخ الاسلام نے آپ سے فرمایا تھا کہ تم اندپت میں رہو۔ کیونکہ تم اس وقت بمثال ستارہ ہو۔ اگرچہ ستارہ کی آفتاب اور ماہتاب کے روبرو کچھ روشنی نہیں ہوتی۔ خواجہ حمید نے فرمان پیر سنتے ہی قبول کیا۔ لیکن اسی رات ان کے سات دوستوں نے عزم سفر حج کیا۔ علی الصباح حمید حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے عرضداشت کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ حضرت نے اجازت مرحمت کی۔ عرض کیا کہ میں اندپت میں بہت رہ چکا ہوں۔ وہاں رہنے کی مجھے خواہش نہیں ہے۔ میرے چند دوستوں نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ اگر مخدوم مجھے اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں بھی ان کے ہمراہ حصول سعادت حج کے واسطے جاؤں۔ حضرت شیخ الاسلام نے اجازت مرحمت فرمائی۔ اور حمید دولت حج سے مشرف ہو کر واپس آتے تھے کہ راہ میں انتقال فرمایا۔ اس روز ایک جوان نے تجدید بیعت کی۔ ان دنوں اس کو کسی طرح کی ایذا پہونچی تھی۔ آپ نے یہ بیت اس کے

بارہ میں زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎

اے بسا شیرکاں ترا آہوست　　　اے بسا دردکاں ترا داروست

پچپن ویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۱- ماہ ذیقعدہ ۶۳۱ھ کو

دولت دستبوسی میسّر ہوئی گفتگو استقرار توبہ واستقامت بیعت کے بارہ میں ہو رہی تھی- آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی شیخ کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اس سے بیعت کرتا ہے- درا صل وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کرتا ہے- لازم ہے کہ اپنے قول پر ثابت قدم رہے اور جو اس کی طبیعت میں پریشانی ہے اور یقین اس کا ڈانواں ڈول ہے- اس کو مرید نہ ہونا چاہیئے- اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب میں حضرت شیخ الاسلام کی بیعت سے مشرف ہو کر واپس آتا تھا راستہ میں مجھے ایک مقام پر کمال تشنگی غالب ہوئی- اس وقت لو چل رہی تھی- اور پانی بہت دور تھا- اسی وقت مجھے ایک سید علوی عماد نامی ملا جسے میں پہچانتا تھا- میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے بڑے زور سے پیاس لگ رہی ہے اگر پانی کا نشان تم کو معلوم ہو مجھے بتاؤ- اس نے جواب دیا کہ پانی یہاں سے بہت دور ہے- مگر میرے پاس ایک مطہرہ ہے اس میں سے پانی پی لو- میں نے مطہرہ میں سے پانی نکالا- وہ شراب یا بھنگ تھی میں نے الٹی ڈال دی- اور عماد سے کہا کہ میں ہرگز ہرگز نشہ کی چیز نہ پیوں گا

خواہ زندہ رہوں یا مر جاؤں۔ عماد نے مجھے بہت کہا کہ تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس کو پیو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز نہ پیوں گا۔ یہ کہہ کر میں روانہ ہو گیا۔ برکت حضرت شیخ الاسلام سے تھوڑی دور جا کر مجھے آب مصفا ملا۔ کہ میں سیراب ہوا۔ اس کے بعد حکایت خواجہ حمید الدین صوفی السوالی الناگوری مرید حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہٗ کی بیان فرمائی کہ جب وہ نائب ہوئے اور خرقہ حاصل کیا ان کے پرانے دوست آئے اور حرفت بیشینہ کرنے کے واسطے اصرار کیا۔ آپ نے انکار کیا۔ اس سے ان کا اصرار بڑھا۔ آخر خواجہ حمید نے ان کو یہ کہکر دھتکار دیا کہ میں نے اپنا ازار بند اسقدر مضبوط باندھا ہے کہ فردائے قیامت حوران بہشتی پر نہ کھولوں گا۔

چھپنویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ ہجری کو

دولت قدمبوسی میسّر ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس ماہ کی ۱۳ تاریخ تک روزہ نہیں رکھ سکتے۔ اس سے ایام بیض کے روزوں میں ایک دن کی کمی آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس ماہ میں بجائے سترھویں کے سولھویں کو روزہ رکھا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ روزے ایام بیض کے بہ نزد امام شافعیؒ چودہ پندرہ و سولہ تاریخ کو رکھنا چاہیے۔ اس وقت کھانا سامنے لایا گیا جس میں چاول بھی تھے۔ میں نے عرض

کیا کہ ۲ لا ۹ رز مسنی حدیث شریف ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں صحیح ہے۔ اس کے بعد اس بارہ میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ دسترخوان پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی کھانے موجود تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کھانے میں شریک تھے۔ ہر شخص ایک کھانے کو اپنی جانب منسوب کرتا تھا۔ کوئی اللّٰھم مسنی کوئی کچھ اور کوئی کچھ کہتا تھا۔ آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۲ لا ۹ رز مسنی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ستاون ویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۷۱۸ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس وقت کھانا کھا رہے تھے جب فارغ ہوئے طشت اور آفتابہ لایا گیا۔ اس وقت آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ اہل عرب سلفچی اور آفتابہ کو ابوالیاس کہتے ہیں یعنی ناامید کیا کہ اس کے بعد پھر اور کھانا روبرو نہیں لایا جاتا۔ اور اسی وقت بطور مزاح فرمایا کہ ہندوستان میں ابوالیاس برگ تنبول ہے کہ اس کے بعد دوسرا کھانا نہیں لاتے۔ یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ عرب میں پان نہیں ہوتا اس لئے طشت و آفتابہ کو ابوالیاس کہتے ہیں اور نمک کو ابوالفتح۔

اٹھاون ویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو دربارۂ طعام ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھانا نیک آدمی کو دینا چاہیئے۔ اور نیک کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ متقی کیساتھ کھانا آسان ہے لیکن متقی کو دینا مشکل ہے کہ وہ بغایت کمیاب ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کے ہاں دس مہمان آئیں۔ اس کو کیونکر معلوم ہوگا۔ کہ اس میں متقی کون سا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشارق میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ طعام ہر شخص کو دینا چاہیئے اور سلام بھی ہر شخص کو کرنا چاہیئے خواہ وہ شناسا ہو نا شناسا ہو۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم ہمیشہ مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ایک روز ایک مشرک آپ کا مہمان ہوا حضرت ابراہیمؑ نے جب اس کو اسلام سے بیگانہ پایا کھانا نہ دیا اسی وقت فرمانِ خدا صادر ہوا۔ کہ اے ابراہیم، ہم نے اس کو جان دے رکھی ہے اور تم سے ایک روٹی نہیں دی جاتی۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ بدایون میں ایک شخص تھا صائم الدہر ہر روز بوقت افطار دہلیز میں بیٹھ کر اپنے غلاموں کو مہمان کی تلاش میں بھیجتا اور اس کے ساتھ افطار کرتا۔ اور اندر لیجا کر کھانا کھلاتا تھا۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ قبل ازیں ایک شہر میں چند صوفی مرید شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے آکر مہمان ہوئے۔ ان میں شیخ علی کھوکھری اور سعید قریشی بھی تھے کھانا ان کے سامنے رکھا گیا۔ سب نے برغبت تمام کھانا شروع کیا مبرے

پاس ایک شخص شرف پیادہ نامی بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ یہ شرف پیادہ مجرد تھا۔ سعید قریشی کی نگاہ جب شرف پیادہ پر پڑی انھوں نے مع چند دیگر آدمیوں کے ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا اور مجلس طعام سے باہر چلے گئے۔ میں سخت حیران ہوا کہ یہ لوگ کیوں چلے گئے اور سبب نفرت کیا ہوا ہے۔ کسی نے جواب دیا کہ وہ ایک مرد مجرد کو دیکھکر چلے گئے ہیں ایسے شخص کے ساتھ کھانے سے ان کو نفرت ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ مجھے ان کے اس اعتراض اور سبب نفرت پر ہنسی آئی اور میں نے کہا کہ یہ کہاں مروی ہوا ہے کہ مرد مجرد کے ہمراہ کھانا نہ کھائیں۔ آخر یہ کیسی نفرت ہے۔ بلا وجہ ایسا استنکاف نہ ہونا چاہیئے۔ اس وقت میں نے عرض کیا کہ بندہ نے سعید قریشی کو دیکھا تھا کہ وہ بالکل اس حال سے مختلف تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ غایت ظلمی سے ایسی ہی شامت آتی ہے۔ اس کے بعد ذکر شب معراج ہوا۔ ایک عزیز حاضر تھا اس نے عرض کیا کہ معراج کس طرح ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ مکے سے بیت المقدس تک اسرا تھا۔ اور بیت المقدس سے فلک اول تک معراج تھی۔ اور فلک اول سے مقام قاب قوسین تک اعراج تھی۔ یہ سنکر اس عزیز نے زیادہ دریافت کرنا چاہا۔ اور بیان کیا کہ جسم اور روح کو آپ کی ایک ہی وقت معراج ہوئی تھی۔ یہ قیاس وعقل سے باہر ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ مصرعہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؎

فظن خیراً ولا تسأل عن الخبر۔ یعنی گمان نیک رکھو اور تحقیق حال کا فکر نہ کرو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سب پر ایمان رکھنا چاہئے اور تفتیش و تحقیق میں غلو نہ کرنا چاہئے۔ اس کے بعد اس مصرعہ کی موزونی کا سبب بیان فرمایا کہ ایک شخص کا محبوب رات کو آیا تھا۔ اس نے اس آنے کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

جاءنی فی قمیص اللیل مستترا   یقارب الخطو من خوف ومن حذر
فکان ما کان مما لست اظہرہ   فظن خیراً ولا تسأل عن الخبر

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ آیا میرا محبوب بوقت شب چھپا ہوا۔ ڈرتا ہوا خطرہ سے پس میں ظاہر نہیں کرتا جو مجھے معلوم ہوا۔ پس گمان نیک کرو اور خیریت پوچھو۔

انسٹھویں مجلس

روز دوشنبہ۔ تاریخ ۱۸ محرم الحرام ۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس روز خاکسار بدایون سے واپس آیا تھا۔ ان بزرگان دین کا ذکر ہوا جو حوالی شہر بدایون میں مدفون ہیں بندہ نے عرض کیا کہ اس مرتبہ لشکر میں اچھی کیفیت رہی اور میں نے بدایون میں اکثر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کی جس میں سے چند اسماء یاد ہیں کہ والد بزرگوار آں مخدوم عالم و عالمیاں۔ مولنا علاؤالدین اصولی۔ مولانا سراج الدین ترمذی۔ مولنا خواجہ شاہی

موئے تاب۔ خواجہ عزیز کرکی۔ خواجہ عزیز کو توال۔ خواجہ شادی لکھنوتی خواجہ جمال ملتانی۔ میں ان بزرگان دین کے نام لیتا تھا اور حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے میرے ساتھ ہر ایک کا نام لیتے تھے۔ جب قاضی جمال ملتانی کا ذکر و نام آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے ایک شب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بدایون میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے وضو کر رہے ہیں۔ قاضی جمال بیدار ہوتے ہی وہاں گئے۔ دیکھا تو فی الواقع جگہ تر تھی۔ واپس آکر اپنے احبا کو وہ مقام دکھایا۔ اور اپنی قبر اسی جگہ بنانے کی وصیت کی کہ بعد وفات مجھے اس جگہ دفن کرنا۔ جب آپ کا انتقال ہوا وصیت آپ کی پوری کی گئی اور مزار اسی جگہ بنایا گیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ساٹھویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۲۶ ماہ محرم الحرام سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو روزہ کی فضیلت میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے للصائم فرحتان فرحۃ عند الافطار و فرحۃ عند لقاء الرحمٰن اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرحت جو عندالافطار حاصل ہوتی ہے وہ فرحت اکل و شرب نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرحت اتمام صوم ہے یعنی جب

روزہ تمام ہوتا ہے فرحت حاصل ہوتی ہے کہ الحمد للہ یہ طاعت میری پوری ہوئی اور امیدوار نعمت رویت ہوا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہر طاعت کی جزا معین ہے۔ اور جزا روزہ نعمت دیدار ہے۔ ہر آئینہ صائم انمام صوم پر شاد ہوتا ہے کہ اس کو اس نعمت کے حصول کی امید کامل ہو جاتی ہے۔ اسی وقت ذکر حدیث الصوم لی و انا اجزی بہ کا ہوا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ بجائے الصوم لی کے الصائم لی بھی سنا گیا ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اجزی بہ کے معنی اجزی لہ ہیں۔ اس کے بعد اس کے سخن کی اصلاح فرمائی اور فرمایا کہ اس حدیث میں بہ معنی لہ ہے۔ اس کے بعد گفتگو صبر کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر بمعنی حبس بھی آیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اصبروا الصابر واقتلوا القاتل۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس حدیث کا نشان بھی ہے اور یہ قصہ اس طرح ہے کہ عہد مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص کسی شخص کے تعاقب میں تلوار ننگی کر کے دوڑا تھا اور وہ شخص ڈر کر بھاگتا جاتا تھا کہ یہ تیغ کشیدہ مجھے مار نہ ڈالے۔ اس وقت ایک شخص سامنے سے آیا اور اس خوف زدہ کو روک لیا کہ مرد متعاقب نے پہونچتے ہی تلوار سے مار ڈالا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اصبروا الصابر واقتلوا القاتل۔ یعنی روکنے والے کو

قید کرو اور قاتل کو مار ڈالو۔ اس کے بعد گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی جگہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کام کریگا وہ شخص بہشت میں میرے پاس رہے گا۔ اور انگشت شہادت وانگشت وسطیٰ کو ملا کر اس کی تمثیل بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ مجھ سے ایسا نزدیک رہے گا جیسے یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ میں اور وہ یکجا رہیں گے بلکہ یہ اشارت درجہ ہے کہ اس کام کا ثواب پورا پورا میرے برابر ملے گا۔ اگرچہ انگشت سبابہ انگشت مسبحہ سے بلند تر ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں برابر تھیں۔

اکسٹھویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو عصمت اور توبہ کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر ہرات شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عنایت الٰہی دو چیزیں ہیں اور یہ دونوں بغایت عزیز ہیں۔ یا عصمت اول میں ہونی چاہیئے یا توبہ آخر میں میسر ہو۔ اس وقت گفتگو توبہ و تقویٰ کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ متقی وہ شخص ہے جو کبھی لوث گناہ سے ملوث نہوا ہو۔ اور تائب وہ ہے جس نے گناہ کئے ہوں اور ان سے لذت حاصل کر کے تائب

ہوا ہو۔ اس امر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ متقی و تائب
دونوں برابر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ تائب فاضل تر ہے متقی کا کم رتبہ
ہے کیونکہ یہ شخص ذوق معصیت حاصل کر چکا ہے اور تائب ہو کر ان
کیفیات و لذائذ نفسانی کا تارک ہوا ہے۔ صبر کرتا ہے دل کو مضبوط
رکھتا ہے۔ قوی مزاج ہے کہ گرد گناہوں کے نہیں پھٹکتا۔ اور بعضوں
کا مقولہ ہے کہ متقی فاضل تر ہے کہ وہ کبھی گرد معصیت کے نہیں نکلتا
ہے۔ اس کے بعد صحت ہر دو اقوال میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ
ایک مرتبہ اسی معاملہ میں دو شخصوں کی بحث ہوئی۔ ایک متقی کو افضل
اور دوسرا تائب کو افضل بتلاتا تھا۔ گفتگو زیادہ بڑھنے پر وہ اس
عہد کے پیغمبر کے پاس فیصلہ کے واسطے گئے۔ پیغمبر نے کہا کہ میں خود
اس امر میں حکم نہیں دے سکتا منتظر وحی ہوں۔ جیسا اللہ تعالیٰ
فرمائے گا ویسا تم سے کہوں گا۔ اسی وقت حکم الٰہی ہوا کہ ان دونوں
سے کہہ دو کہ اب یہ اپنے گھر جائیں اور علی الصباح جو شخص سب سے
پیشتر ان سے ملاقی ہو اس سے دریافت کریں۔ ہر دو شخص حسب
الفرمان اپنے مکان کو گئے اور علی الصباح گھر سے باہر آئے اول
شخص جوان کو ملا وہ جولاہہ تھا۔ انھوں نے اس سے سوال کیا۔ کہ
اے خواجہ ہم دونوں ایک مشکل میں پڑے ہوئے ہیں۔ تم اس کو حل
کر دو۔ اس نے مشکل پوچھی۔ انھوں نے صورت مسئلہ بیان کی بجواب
ان کے اس شخص نے کہا کہ اے خواجہ میں ایک مرد نور باف ہوں

علم مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہے۔ میں یہ مشکل کس طرح حل کر سکتا ہوں۔
لیکن اس قدر جانتا ہوں کہ میرے تانے میں بے شمار تار ہوتے ہیں
بعضے ٹوٹ جاتے ہیں میں ان کو جوڑ دیتا ہوں۔ میرے نزدیک جو
تار نہیں ٹوٹتا ہے وہ ٹوٹے ہوئے سے بہتر ہوتا ہے۔ دونوں شخص
یہ حکم سن کر پیغمبر وقت کی خدمت میں آئے اور ماجرائے گذشتہ
عرض کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ جواب تمہارا یہی تھا۔ اس کے بعد
حکایت دنیا و مال و حشمت دنیا حاصل ہونے سے خلق کو غرور
ہو جاتا ہے۔ ہوئی۔ اس وقت آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی
کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ایک بڑھیا عورت سیہ فام چہرے پر
جھریاں پڑی ہوئی دیکھی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ۔ تو
کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں دنیا ہوں۔ آپ نے پوچھا تو نے
کتنے شوہر کیئے۔ ان میں سے کسی نے تجھے طلاق دی یا نہیں۔ دنیا
نے کہا کہ میں نے بے حساب و بے اندازہ شوہر کیئے ہیں۔ ان کی
تعداد اللہ کو معلوم ہے۔ میں نے سب کو کھا لیا ہے اسکے بعد آپ نے
ارشاد فرمایا کہ درویشی میں راحت تمام ہے اور وہ تمام آفات سے
ایمن ہے۔ درویش کی غایت سختی یہ ہوتی ہے کہ رات کو اسے فاقہ
ہو لیکن اس کی یہ معراج ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہوا جو
مال جمع کرتے ہیں اور اس کی محبت ان کے دلوں پر مستولی ہو جاتی
ہے۔ اس وقت آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ کسی شخص نے

حضرت شیخ فرید الدین سے اس امر کا تذکرہ کیا کہ فلاں شخص کے پاس
بہت زیادہ مال ہے اور وہ مطلق خرچ نہیں کرتا۔ کہتا ہے کہ مجھے
خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ شیخ الاسلام فرید الدین نے یہ سنتے
ہی تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ تمام بہانے ہیں۔ اگر وہ مجھے وکیل
خرچ کرے۔ میں دو تین روز میں اس کا تمام خزانہ خالی کر دوں گا اور
ایک کوڑی اس کی اجازت کے بغیر نہ دوں گا۔ اس کے بعد گفتگو اس
امر میں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ معطی اور واہب العطایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس
کو دیتا ہے کون ہے جو اس کو منع کرے اور نہ دینے دے۔ اسیوقت
آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ سلطان شمس الدین نے بداون
میں ایک میدان بنایا تھا جس میں وہ چوگان بازی کرتے تھے۔ اس کے
دو دروازے تھے۔ ایک روز سلطان چوگان بازی کرتے ہوئے دروازہ
کے پاس گئے وہاں ایک مرد ضعیف مستحق نے سوال کیا کہ سلطان نے
اس کو کچھ عنایت نہ فرمایا اور چوگان بازی کرتے ہوئے دوسرے
دروازہ پر پہونچے۔ وہاں ایک جوان مسٹنڈا کھڑا تھا۔ سلطان نے
بلا طلب جیب میں سے چند اشرفیاں نکال کر اس کو مرحمت فرمائیں
اور اس وقت کہا کہ در حقیقت معطی اللہ تعالیٰ ہے جس کو چاہتا ہے
دلاتا ہے۔ میں کون دینے والا ہوں۔ اگر میں دینے والا ہوتا اس مرد
ضعیف کو دیتا اور اس جوان مسٹنڈے کو کبھی نہ دیتا۔ اس کے بعد یہ
حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش کے

سامنے بدایون میں چند آم جو اس دیار میں عمدہ ہوتے تھے لائے گئے سلطان نے کہا کہ ان کا نام پوچھا۔ آم بتلایا گیا۔ سلطان نے کہا کہ ہماری زبان ترکی میں آم ایک نہایت مکروہ چیز کو کہتے ہیں۔ انکا نام نغزک رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ ان کا یہی نام ہو گیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین نے شیخ احد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہما کو دیکھا تھا بلکہ ان ہر دو بزرگوار میں سے کسی نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ تم بادشاہ ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد گفتگو در بارۂ ترک دنیا ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیتھل میں ایک بزرگ تھے ان کو شیخ صوفی بداہنی کہتے تھے۔ وہ تارک عظیم تھے مگر ستر عورت رکھتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص کھانے کا تارک ہوگا۔ اور نہ کھانے سے ہلاک ہو جائے گا وہ اس امر کی سزا پائے گا۔ اور جو ستر عورت ڈھانکنا چھوڑے گا اس کو بھی عذاب ہوگا لیکن شیخ صوفی ان دونوں باتوں سے دور تھے اس کے بعد در بارۂ ترک دنیا یہ حکایت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ جس قدر فتوح آپ کے پاس آتی تھی آپ کل خرچ فرما دیتے تھے کہ بوقت تجہیز و تکفین آپ کی لحد کے واسطے کچی اینٹیں بھی نہ تھیں۔ لاچار حجرہ کے گوشے ڈھائے گئے۔ اور اینٹیں نکال کر قبر میں لگائی گئیں۔

باسٹھویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ربیع الاول ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو بادشاہوں کے شعر سننے کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین نے دربار عام کیا تھا۔ ناصر شاعر نے سلطان کی مدح میں یہ قصیدہ پڑھا کہ مطلع اس کا یہ ہے ؎

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ　　تیغ تو مال و پیل ز کفار خواستہ

سلطان اثناء استماع قصیدہ میں دیگر مہمات ملکی میں مشغول ہوئے اس عرصہ میں ناصر نے کئی شعر پڑھے۔ جب سلطان ان معاملات سے فارغ ہوئے ناصر سے ارشاد فرمایا کہ ہاں ؎

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ　　تیغ تو مال و پیل ز کفار خواستہ

سے آگے پڑھو۔ اس وقت حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین کا حافظہ کس قدر قوی تھا کہ باوجود اشتغال امور مملکت اس مطلع کو یاد رکھا اور ناصر سے آگے پڑھنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد ان کے عقیدہ خوب کے بارے میں یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ وہ رات کو جب سوتے ہوئے جاگتے وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھکر سو رہتے اور پانی گرم کرنے یا لانے کے واسطے کسی کو تکلیف نہ دیتے۔

تریسٹھویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۶ ماہ ربیع الآخر ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو روزہ رکھنے اور سحری کھانے کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ایک شخص سحری کھاتا ہے مگر روزہ نہیں رکھتا۔ اس کی نسبت کیا حکم ہے۔ شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے کہا کہ اس سے کہو کہ سحری کھائے اور چاشت اور شام کو بھی خوب کھائے مگر اپنا وقت طاعت خدا میں صرف کرے۔ اور معصیت نہ کرے۔ اس وقت میں نے عرض کیا کہ یہ آیت اس بارہ میں ہے کہ کلوا من الطیبات خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا ان طیبات کی نسبت بندہ نے عرض کیا کہ اصحاب کہف نے جواز کی طعام کہا تھا وہ کونسا کھانا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ کھانا تھا جو ان کی مرغوب طبع تھا۔ اور بعض کے نزدیک مقصود اس سے چانول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چونسٹھویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ چہاردہم ماہ جمادی الاولیٰ ۷۱۹ھ کو

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو ان بزرگوں کے بارے میں ہو رہی تھی جو

پیوستہ مستغرق بیادِ حق رہتے ہیں۔ آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک بزرگ
صاحبِ حال سے کسی نے کہا کہ جب آپکو مشغولی حق حاصل ہو اسوقت میری یاد کرنا
اور میرے واسطے دعا مانگئے۔ اس درویش نے جواب دیا کہ ایسا ہونے سے میرے
حال پر سخت افسوس ہوگا۔ کہ اسی وقت تمہاری یاد آئے۔ اسی وقت یہ حکایت
خواجہ عزیز کی بیان فرمائی کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے بدایوں میں رہتے تھے۔ بندہ نے
عرض کیا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ وہ زندہ چڑیاں نگل جاتے تھے اور
کچھ دیر بعد ان کو حلق سے زندہ نکال کر اڑا دیتے تھے۔ خواجہ ذکراللہ
بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ حال اور واقعہ نہیں دیکھا لیکن
بزبانی خلق سنا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایسا بھی سنا گیا
ہے کہ وہ جاڑے کے موسم میں جلتے ہوئے تنور میں داخل ہوتے
تھے اور صبح تک وہیں رہتے اور بعدہٗ سلامت نکلتے۔ اس کے بعد
ارشاد فرمایا کہ وہ دراصل کرک کے رہنے والے تھے اور چوڑی
فروش تھے لیکن اس حال میں بھی مستغرق بیادِ الٰہی رہتے تھے۔ کرک
کے حاکم نے زبردستی ان کو قید کر دیا تھا۔ جب لوگوں نے آپ کی
نیک بختی و خداشناسی کا حال بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا
اس نے رہائی بخشی۔ لوگ محبس سے نکالنے کے واسطے گئے مگر آپ
باہر نہ آئے اور ارشاد فرمایا کہ جب تک میں والی شہر کو بارگاہ الٰہی
سے سزا نہ دلوا لوں گا باہر نہ آؤں گا۔ چنانچہ چند روز بعد والی شہر کو
سخت نقصان مالی و بدنی پہنچا۔ اس وقت آپ محبس سے برآمد ہوئے۔

پینسٹھویں مجلس

روز جمعہ تاریخ ۲۳ ر ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو سفر و زیارت خانہ کعبہ کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ حج کو جاتے ہیں۔ حج ادا کر کے آتے ہیں مگر بعد واپس آنے کے ہر جگہ اس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں مقام پر فلاں شے دیکھی اور وہاں ایسا ایسا ہوتا ہے۔ یہ امر بغایت نازیبا ہے۔ اس وقت کسی شخص نے عرض کیا کہ سفر حج میں کبھی کبھی نماز قضا ہو جاتی ہے کہ سبب اس کا تنگی آب یا مشقت منزل ہوتا ہے اس وقت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ لاہور میں ایک واعظ اچھا وعظ کہنے والا تھا۔ اور اس کے وعظ میں اثر بھی تھا کہ مجلس وعظ میں بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے تھے خیر وہ حج کو گیا۔ جب واپس آیا وہ تاثیر اس کے وعظ سے جاتی رہی تھی۔ لوگوں نے سبب پوچھا۔ بیان کیا کہ راستہ میں میری کئی نمازیں قضا ہو گئی تھیں یہ سب اسی کی شومت ہے۔

چھیاسٹھویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۵ ر ماہ جمادی آخر سنہ ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو آداب پیری و مریدی کے بارہ

میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر کو مرید سے کسی قسم کی طمع نہ رکھنی چاہیئے اس وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کوئی مرید اپنے پیر کی خدمت میں چند خربوزہ لے گیا تھا اور نذر گذرانے تھے مگر پیر نے قبول نہ فرمائے اور واپس کر دیئے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے سوال کیا کہ اس مرید کی خدمت آپ نے کیوں رد فرمائی۔ انھوں نے جواب دیا کہ جس طرح کار دین میں مرشد کو مرید کا محتاج ہونا عیب ہے اسی طرح کار دنیا میں بھی مرید کا محتاج نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد گفتگو اس امر میں ہوئی کہ مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سر زمین پر رکھتے ہیں۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں خلق کو ایسی تعظیم کرنے سے منع کروں۔ لیکن میں نے یہ خیال کیا کہ یہی امر حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہوتا تھا اور آپ منع نہ فرماتے تھے۔ پس میں نے بھی درگذر کیا۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید ہیں اور ارادت لائے ہیں یا شرف بیعت سے مشرف ہوئے ہیں یہ ارادت و بیعت پیر کی عشق و محبت سے عبارت ہے اور جب کہ حکایت عشق و محبت درمیان میں آئی اس وقت سر زمین پر رکھنا کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سن کر حکایت ہذا بیان فرمائی کہ میں نے زبانی شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقدہٗ کے سنا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے اس

وقت ایک مرید نے حاضر ہوکر شیخ کے زانو کو بوسہ دیا۔ اس وقت شیخ نے فرمایا کہ اس سے نیچے۔ اس نے آپ کے پیروں کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ اس سے بھی نیچے۔ اس نے زمین کو بوسہ دیا۔ اس وقت شیخ نے فرمایا کہ میرا مقصود نیچا کہنے سے کچھ زمین کو بوسہ دلوانا منظور نہ تھا۔ بلکہ جس قدر تو فروتنی سے نیچا ہوکر بوسہ دیتا تھا اسیقدر تیرے مراتب بلند ہوتے تھے۔ اس کے بعد گفتگو درباره درویشاں ہوئی جنکو حضرت شیخ الاسلام فریدالدین ؒ نے خلافت عطا فرمائی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت کے خلفاء سے عارف نامی ایک شخص تھے حضرت نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر فرماکر جانب سیوستان روانہ فرمایا تھا اور ان کو عطاء خلافت اس وجہ سے ہوئی تھی کہ وہ ملتان یا اوچ کے کسی رئیس کے پیش امام تھے۔ الغرض ایک مرتبہ اس رئیس نے سو ٹنکہ زر عارف کو دئے کہ وہ بطریق نذر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کریں۔ عارف نے آدھے خود رکھے اور پچاس ٹنکہ زر حضرت شیخ الاسلام کی نذر گذرانے۔ شیخ الاسلام نے تبسم فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے عارف تم نے خوب تقسیم برادرانہ کی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ شرمندہ ہوئے اور بقیہ پچاس ٹنکہ زر حضرت کی خدمت میں نذر گذرانے۔ آپ نے ان کو دے دئے اور فرمایا کہ پیر کی خدمت میں خیانت نہ کرنا چاہئے۔ اس وقت انھوں نے تجدید بیعت کی درخواست کی حضرت شیخ الاسلام نے منظور فرمائی۔ اس کے بعد انھوں نے خانقاہ میں رہنا اختیار کیا۔ ریاضت اور مجاہدات شاقہ کئے۔ جب

ان کو طریق درویشی میں استقامت حاصل ہوئی۔ شیخ الاسلام نے اجازت بیعت دے کر مسرور فرمایا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ستّرہویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۲ ماہ رجب ۶۶۹ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو پندار اور رعونت کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مرد کب بد ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جب خود کو کوئی چیز اور اچھا سمجھنے لگتا ہے اور اسی وقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ فرزدق نامی شاعر تھا ایک مرتبہ وہ اور حضرت حسن بصری رح ایک مجلس میں حاضر تھے اس وقت کسی نے زور سے پکار کر کہا کہ بہترین مرداں و بد ترین ایشاں اس مجمع میں موجود ہیں۔ فرزدق شاعر نے یہ سنتے ہی حضرت حسن بصری رح سے کہا کہ آپ نے اس شخص کی آواز سنی۔ خواجہ حسن نے ایجاب کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ واللہ اعلم اس مجمع میں سب سے اچھا اور برا کون ہے۔ فرزدق نے یہ سنتے ہی کہا کہ اس مجمع میں بہترین مرداں آپ اور بد ترین مرداں میں ہوں۔ جب فرزدق کا انتقال ہوا۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرزدق نے کہا کہ جب مجھے کرسی قضا کے روبرو

لے گئے۔ میں ڈرنے لگا۔ اسی وقت فرمان ہوا کہ ہے اسکو اس روز بخش دیا تھا جس روز اس نے خود کو بدترین مردہاں سمجھا تھا۔ اس وقت بندہ نے ایک مسئلہ جو ایک مدت سے دل میں خلش رکھتا تھا دریافت کیا کہ ایک قبر ہے اور وہ خراب ہو گئی ہے اس کی دوبارہ تعمیر کرنی چاہیئے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیر جب خراب ہو گئی ہے اس کی دوبارہ تعمیر کی ضرورت نہیں۔ جس قدر زیادہ خراب ہو گی صاحب قبر امیدوار رحمت زیادہ تر ہو گا۔ اس کے بعد گفتگو ان آدمیوں کے بارہ میں ہوئی جو پایان مزار بزرگان دین یا اپنے پیروں کے قبرستان میں دفن ہوتے ہیں۔ یا دفن ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدایوں میں مولانا سراج الدین ترمذی نامی ایک بزرگ عارف کامل تھے۔ وہ کعبہ شریف ہجرت اس نیت سے کر گئے تھے کہ بعد انتقال وہاں دفن ہونا میسر ہو لیکن چند روز بعد بدایوں واپس چلے آئے۔ لوگوں کو ان کے اس ارادہ سے خبر تھی۔ دریافت حال کیا۔ جواب دیا کہ جب میں خانہ کعبہ میں مقیم تھا ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ جنت الماوئی میں اطراف و جوانب سے مردے لاتے ہیں اور دفن کئے جاتے ہیں اور اسی طرح بہت سے مردے وہاں کے مدفون وہاں سے باہر لے جاتے ہیں۔ میں نے کسی شخص سے یہ حال دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا۔ جو شخص جوار مکہ میں دفن ہونے کی اہلیت رکھتا ہے اگر وہ روئے زمین کے کسی حصہ میں وفات پائے اس کے جنازے کو یہاں لا کر دفن کرتے ہیں۔ اور جو شخص مکہ شریف

میں وفات پاتا ہے اور یہاں دفن کیا جاتا ہے لیکن اس مقام مبارک کی تدفین کے لائق اس کا جنازہ نہیں ہوتا۔ اس کو یہاں سے باہر لے جاتے ہیں۔ یہ حکایت بیان فرما کر مولنا سراج الدین نے فرمایا کہ میں اس خواب کی وجہ سے واپس چلا آیا ہوں کہ اگر وہاں دفن ہونے کی اہلیت مجھ میں نہ ہوگی ملائک میرا لاشہ لیجائیں گے۔ والّا فلا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ دیباچہ چہارم کتاب مستطاب فوائد الفواد کا تمام ہوا۔

ختم شد ایں صحف صدق وصفا — کہ از وجاں راست طرب
در سہ شنبہ دوم از ماہِ رسول! — ہفتصد نوزدہ بتاریخ عرب

یہ فوائد دوازدہ سالہ ہیں کہ اس بحر میں قطرہ قطرہ جمع کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برکات ان انفاسِ نفیسہ کے تمام عالم میں تا بقیامت منتشر رکھے اور اس داعی الخیر امیدوار رحمت رحمٰن غلام احمد خان بریاں مترجم سکنۂ جھجر کی بھی مغفرت فرمائے اور اسکو ان کلمات میں سے ایک کلمہ پر بھی عمل کرنا نصیب ہوے۔

من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم ایں بماند یادگار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دیباچہ پنجم

از کتاب مستطاب فوائد الفواد و انفاس نفیسہ ملک المشائخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہٗ العزیز۔

بندہ علاء حسن سنجری عرض کرتا ہے کہ جب توفیق ازلی موافق حال اس ناکارہ کے ہوئی اور سعادت ابدی نے دامن اس شکستہ کا پکڑا۔ اور الہام فطرت رہنمون اس امر کا ہوا کہ کلمات جاں پرور حضرت ملک المشائخ سے

یکے از امت ختم النبیین ۔ نشد جز وے کسے ختم المشائخ

نظام الدین اولیاء کے اس مجموعہ میں جمع کئے گئے ہیں اور بارہ سال کے فوائد کی ایک جلد مرتب ہوئی ہے جس میں چار دیباچہ ہیں اب یہ جلد دوم آغاز کی جاتی ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ ذات ملکوتی صفات حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کو عمر خضر عطا فرمائے کہ اس شربت کلام سے جو عین آب حیات ہے خاص و عام سیراب رہیں۔ امید کہ ایک جرعہ اس جام جاں بخش سے کہ مقصود اس سے یہ معانی ہیں۔ دیکھنے پڑھنے۔ سننے اور رکھنے والوں کو ہر دو عالم میں نہال کر دے وے آمین ثم آمین۔

پہلی مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ شعبان ۶۵۵ھ کو

دولتِ قدمبوسی میسر ہوئی۔ بندہ ایک حدیث کے معانی میں متفکر تھا حضرت مخدوم سے دریافت کیا کہ من احب العلم والعلماء لم یکتب خطیئۃ کے کیا معانی ہیں۔ آیا اس کے یہ معنی ہیں کہ سبب محبت علمار سے گناہ نامۂ اعمال میں نہیں لکھے جاتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اصل اس معاملہ میں صدق اور صلاحیت ہے۔ جو شخص علمار سے محبت رکھے گا ہر آئینہ انکی متابعت کرے گا۔ اور ناشائستہ امور سے باز رہے گا۔ اس صورت میں اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب تک محبت حق غلاف قلب میں ہے امکان معصیت نہیں ہوتا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ توبہ اور انابت حالت جوانی میں کرنا چاہیئے۔ بوڑھا آدمی اگر توبہ نہ کرے گا کیا کرے گا کہ اس سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس وقت یہ دو بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ؎

چوں پیر شوی بر سر انجام آئی　　آئی سر حرف خویش ناکام آئی
سازی خود را ز تیرہ ساہی　　معشوق روز بے نوا کی

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کا حال جوانی پوچھے گا۔ یسال المرء من شبابہ۔ اس وقت ایک دانشمند حاضر ہوا۔ اور آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس کا سر اٹھایا۔ اس نے عرض

کیا برائے حصول بیعت حاضر ہوا ہوں اور باعث اس کا یہ ہے کہ میں موضع افغان پور میں پانی کے کنارے نماز مغرب پڑھ رہا تھا کہ آپ کی صورت مجھے دکھائی دی نماز میں مجھے حیرت ہوئی۔ قریب تھا کہ میں گر پڑوں لیکن خود کو سنبھالا۔ اور جوں توں نماز پوری کی اور اسی وقت شرف حضوری مجلس شریف کا ارادہ کیا۔ چنانچہ برائے حصول بیعت حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس دانشمند پر نوازش فرمائی اور اپنے حلقہ بگوشوں میں داخل کیا اور اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص دہلی سے بجانب پاک پٹن برائے حصول بیعت حضرت شیخ الاسلام روانہ ہوا۔ کہ وہاں پہونچکر حضرت کے مریدوں میں داخل ہو۔ اثناء راہ میں ایک حسینہ و جمیلہ رنڈی اس کے ساتھ ہوئی کہ وہ اس شخص پر عاشق ہوئی تھی۔ بہت کوشش کرتی تھی کہ اس شخص پر داؤں چل جائے لیکن وہ شخص نیت صاف رکھتا تھا اور اس زانیہ سے بالکل میل نہ کرتا تھا۔ قصہ مختصر ایک منزل میں ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں یکجا ہوئے۔ مطربہ آکر اس جوان کے پاس بیٹھ گئی کہ دونوں کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نہ تھا۔ اس وقت اس جوان کے دل میں اس زن جمیلہ کی محبت پیدا ہوئی۔ اس سے بات کی یا ہاتھ اس کی جانب دراز کیا۔ اسی وقت دیکھا کہ ایک شخص آیا اور طمانچہ منہ پر مارا اور کہا کہ فلاں جگہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو اور نیت توبہ ہے اور یہ معاملہ ہے وہ شخص فوراً متنبہ ہوا اور پھر اس عورت کو آنکھ اٹھاکر نہ دیکھا۔ القصہ جب یہ شخص شیخ فریدالدین قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں

حاضر ہوا۔ آپ نے پہلی بات جو اس سے کہی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس روز تم کو خوب بچایا ورنہ مرتکب گناہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد گفتگو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کے بارہ میں ہوئی کہ آپ بہت بڑے فصیح و بلیغ تھے۔ ایک ایک لفظ میں چار چار معانی پیدا فرماتے تھے۔ ایک صحابی تھے انھوں نے اپنی بکری فروخت کی تھی لیکن بعد فروختگی پشیمان ہوئے اور آنحضرت صلعم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ بکری کس نے لی ہے۔ انھوں نے کہا کہ نعیم نامی آپ کے صحابی ہیں انھوں نے خریدی۔ آپ نے نعیم کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ نعیم نعمتم بغنم بعتم۔ فردہا الیہ۔ یعنی چار نصیحت اس فصاحت سے بیان فرمائیں کہ باید شاید۔

دوسری مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۹ ماہ مبارک رمضان ۷۰۷ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ یہ موسم جاڑے کا تھا۔ اطراف و جوانب سے خبریں متوحش آرہی تھیں کہ فلاں بادشاہ اس طرف عازم ہے اور فلاں نے فلاں مقام پر سر اٹھایا ہے۔ آپ نے اس وقت یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ شیر خان والی واچہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اعتقاد اچھا نہ رکھتا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام بارہا فرماتے تھے کہ بس۔

افسوس کہ از حال منت نیست خبر　　آنگہ خبرت شود افسوس خوری

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام کے انتقال ہوتے ہی کافر اس دیار پر مسلط ہوئے۔ اس کے بعد حکایت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کے بارہ میں ہوئی کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ ایک دانشمند بخارا سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ شملہ اس کی دستار کا بہت بڑا اور وہ مجعد بھی تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ دو بوجھ ایک بار اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس نے یہ سنتے ہی شملہ لپیٹ لیا۔ اور سر منڈا ڈالا۔ اس سے حضرت خواجہ بہاء الدین کی کمال کا اندازہ کر لینا چاہئے کہ آپ کس قدر نفس گیرا رکھتے تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ملتان میں ایک متعبد شیخ سلیمان نامی تھا۔ جب اس کا بہت شہرہ ہوا۔ آپ اس کے پاس گئے اور اس سے ارشاد فرمایا کہ اٹھکر نماز دو رکعت پڑھو کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم کس طرح سے نماز پڑھتے ہو۔ وہ شخص اٹھا اور دوگانہ ادا کیا مگر قدم برابر نہ رکھے۔ آپ نے اس کو تعلیم فرمائی کہ اس قدر فرجہ درمیان ہر دو قدم رکھنا چاہئے۔ اس سے کم زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ شیخ سلیمان نے ہر چند چاہا کہ جیسا آپ نے تعلیم فرمایا ہے کریں۔ نہ کر سکے شیخ بہاء الدین نے یہ حال دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم اُچھہ میں جا کر رہو۔ چنانچہ وہ اُچھہ چلے گئے۔ اس کے بعد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ارتحال کا حال بیان فرمایا کہ ایک روز ایک نئے شخص نے نامہ لاکر شیخ صدر الدین عارف کو دیا اور کہا کہ یہ خط مجھے ایک شخص نے دیا ہے اور کہا ہے

خاص شیخ بہاء الدین کے ہاتھ میں تمہارے توسل سے پہونچے۔ شیخ
صدرالدین عنوان نامہ دیکھتے ہی متغیر ہوگئے اور وہ خط لے جاکر شیخ
بہاءالدین زکریا رح کو دیا۔ شیخ نے خط پڑھا۔ جب اس کے حال سے
لوگ مطلع ہوئے مجلس سے نعرے بلند ہونے لگے اور اسی روز آپ
کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ کیسا اچھا عہد تھا کہ اس
وقت یہ اصحاب آفتاب سپہر ہدایت شیخ ابوالغیث مدنی شیخ
سیف الدین باخرزی، شیخ سعدالدین حموی، خواجہ بہاءالدین زکریا،
شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہم زندہ تھے۔ اس کے بعد حال شیخ
سیف الدین باخرزی رح کا بیان فرمایا کہ ان کی رسم تھی نماز مغرب
سے فارغ ہوکر سو رہتے تھے جب تہائی رات ہوتی بیدار ہوتے۔
موذن موجود رہتا تھا۔ اس سے اذان عشاء دلواتے اور پھر صبح
تک بیدار رہتے تھے۔ ان کی تمام عمر اس امر کے استقامت میں بسر
ہوئی۔ اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ آپ سماع سنتے تھے یا نہیں
حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ہاں سنتے تھے مگر اور
طرح سے سنتے تھے۔ ان کا سماع ایسا نہ ہوتا تھا کہ مجلس ترتیب دی۔ بلاوا
پھرا لوگوں کی دعوت کی وہ آئے اور سماع شروع ہوا۔ وہ اس طرح
سنتے تھے کہ ایک جگہ بیٹھ کسی شخص سے کہتے کہ وہ کوئی حکایت بیان
کرے کہ وقت خوش حاصل ہو جب وقت خوش حاصل ہوتا فرماتے کہ یہاں
کوئی حاضر ہے جو راگ چھیڑے اسوقت گویا آتا اور کچھ گاتا اس کے بعد حضرت

خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ان کے انتقال کا حال بیان فرمایا کہ بخارا میں ایک شخص تھا۔ اس نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مشعل سوزاں دروازہ بخارا سے باہر جاتی ہے۔ جب صبح ہوئی اس نے اپنا خواب ایک صاحب نعمت سے بیان کیا۔ انھوں نے تعبیر دی کہ افسوس کسی صاحب نعمت کا انتقال ہوگا۔ انہیں دنوں شیخ سیف الدین باخرزی نے اپنے پیر کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے تم سے ملنے کا اشتیاق غالب ہے اب آجاؤ۔ شیخ سیف الدین نے یہ خواب دیکھا اور بیدار ہوئے۔ اس ہفتہ کے وعظ میں کل ذکر وداع و فراق بیان کیا۔ خلق حیران تھی کہ یہ کیا بیان ہے اس وقت یہ شعر پڑھا۔ شعر۔

رفتم اے یاراں بساماں خیرباد نیست آساں کردن از جاں خیرباد

اس بیت کو پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو جانو اور آگاہ ہو کہ مجھے میرے پیر نے خواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں تیرا منتظر ہوں۔ تم آجاؤ مجھ پیران کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے۔ اب میں عالم فانی سے کوچ کرتا ہوں یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اور اسی ہفتہ کے اندر انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

تیسری مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ رمضان المبارک ۷۰۷ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس وقت ایک عزیز حاضر ہوا اور
کسی شخص کی جانب سے نذر گذرانی۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس
شخص کو نہ پہچانا۔ دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے۔ اس آنے والے نے اس
کی تعریف بیان کی مگر آپ نے پھر بھی نہ پہچانا اور ارشاد فرمایا کہ بہت
بہت سے آدمیوں کو نہیں جانتا ہوں اگر وہ میرے سامنے آئیں تو
پہچان لیتا ہوں مگر نام سے شناخت نہیں کر سکتا۔ اسی وقت یہ
حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہٗ
کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ کا نام نظام الدین تھا۔ حضرت اس کو
سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ اگر کوئی گستاخی اس سے سرزد ہوتی آپ
اس کا کبھی خیال نہ فرماتے بلکہ ہنسنے لگتے۔ یہ نظام الدین فوجی ملازمت
میں تھے۔ ایک مرتبہ سفر کو گئے اور چند روز بعد کسی شخص کے ہاتھ آپ کو
سلام کہلا بھیجا۔ اس شخص نے آپ کی خدمت میں ان الفاظ سے۔ کہ
مخدوم زادہ نظام الدین نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔ حضرت
شیخ الاسلام نے نہ پہچانا اور ارشاد فرمایا کہ کس نے کہا ہے۔ اس نے
دوبارہ عبارت اول بیان کی۔ مگر آپ نے نہ پہچانا۔ ہرچند اس
شخص نے سمجھایا کہ نظام الدین آپ کا صاحبزادہ ہے اور اس نے سلام
کہا ہے مگر اس وقت آپ پر اس قدر مشغولی حق غالب تھی کہ آپ
نے مطلق شناخت نہ کیا۔ اس کے بعد یہ حکایت شیخ بہاء الدین
زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ آپ کی خدمت میں بھی اسی

طرح ایک شخص نے حاضر ہوکر دوسرے کا سلام عرض کیا۔ شیخ نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے۔ اس آنے والے نے اس کی تعریف کی۔ آپ نے نہ پہچانا۔ اس نے بہت سی نشانیاں بیان کیں شیخ نے فرمایا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اس نے مجھے کبھی دیکھا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ وہ آپ کا مرید ہے۔ شیخ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اب گفتگو تمام ہوئی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاء الدین زکریا جب کسی شخص کو کوئی شے عنایت فرماتے۔ اچھی اور زیادہ مقدار میں دیتے تھے۔ معلم جو آپ کے لڑکوں کو پڑھاتا تھا اس کو علاوہ تنخواہ کے انعام مرحمت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ والی ملتان کا ذخیرۂ غلہ ختم ہوگیا تھا۔ اس نے آپ سے طلب کیا۔ آپ نے اس کا التماس قبول فرماکر انبار غلہ دے دیا۔ جب والی کے ملازمین اس کو نکال کر لیجانے لگے اس انبار میں سے کئی سبو چھائے گلی پر از سیم و زر برآمد ہوئے ان لوگوں نے والی کو خبر کی والی نے حکم دیا کہ میں نے غلہ حضرت سے مانگا تھا یہ نقدانہ آپ کی خدمت میں لیجاؤ۔ جسوقت وہ روپیہ حضرت کے پاس لایا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس روپیہ کا حال معلوم تھا۔ لیکن میں نے یہ نقدانہ معہ غلہ۔ والی کو دے دیا ہے۔ اس کے پاس لے جاؤ کہ وہ اپنے صرف میں لائے۔ اس کے بعد گفتگو در بارہ ترک دنیا ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ایک روز ایک سوتے ہوئے شخص کو جگا کر ارشاد فرمایا کہ اٹھ اور

خدا کی عبادت کر اس نے جواب دیا۔ میں نے وہ عبادت اختیار کر رکھی ہے جو تمام عبادات سے افضل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کون سی عبادت ہے۔ جواب دیا کہ ترکت الدنیا باھلھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ من رضی اللہ تعالیٰ بقلیل من الرزق رضی اللہ عنہ بقلیل من العمل۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اس حال میں بجانب دار بقا روانہ ہو کہ اس کے پاس نہ روپیہ ہو اور نہ پیسہ وہ بہشت میں سب سے زیادہ غنی ہوگا۔ مگر اسلام شرط ہے۔

چوتھی مجلس

روز شنبہ تاریخ ۴ ماہ شوال ۶۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو قرآن کی قرأت کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دو فائدے دیکھے ہیں یہ فوائد دوسری کتابوں میں نہیں دیکھے۔ ایک اس آیت اذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ملکا کبیرا پڑھتے تھے اور دوسری آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم اس کو بھی من انفسکم پڑھا ہے اور یہ نفس نفوس دیگر سے نہایت اعلیٰ و اولیٰ و افضل ہے۔ اس کے بعد گفتگو اس امر میں ہوئی کہ مرد متعبد سے جب کوئی وظیفہ یا ورد فوت ہو جاتا ہے وہ اس کے واسطے موت کے برابر ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک لشکری نے شیخ بہاء الدین

زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا خواب بیان کیا۔
آپ نے تعبیر میں ارشاد فرمایا کہ تیری موت قریب ہے۔ توبہ اور استغفار
میں مشغول ہو۔ اسکے خانقاہ سے نکلتے ہی ایک صوفی نے حاضر ہوکر
اسی مضمون کا خواب بیان کیا۔ شیخ متحیر ہوئے کہ وہ مرد لشکری ہے کسی
لڑائی میں اس کا واقعہ ہوگا۔ مگر یہ صوفی ہے اس کو لڑائی بھڑائی سے کیا
کام جو شہید ہو۔ آپ متفکر تھے کہ اس وقت خبر پہونچی کہ وہ لشکری لڑائی
میں مارا گیا اور اس صوفی کی نماز صبح قضا ہوگئی تھی۔ اس کے بعد
گفتگو ملازمت اوراد کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب
ورد کا ورد جو بسبب بیماری قضا ہو اس کے نامۂ اعمال میں ادا شدہ
لکھتے ہیں اور برابر ادا شدہ کے ثواب دیا جاتا ہے۔ لیکن اکثر اشخاص
ورد مخصوص نہیں کرتے جو کچھ ہوسکتا ہے غیر مقرر طور پر پڑھتے ہیں قضا
ہونے سے ان کو ثواب نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ ورد معین نہیں ہے صاحب
ورد کو لازم ہے کہ اپنی ذات پر اوراد مخصوص کرلے۔ اور ہر روز بلا
ناغہ پڑھا کرے کہ اگر کسی ہرج مرض سے ورد قضا ہوجائے تو بھی ثواب
ملے۔ اس وقت آپ نے فضیلت مسبعات عشر میں نہایت غلو فرمایا
اور یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک شخص پیوستہ مسبعات عشر پڑھتا
تھا۔ ایک مرتبہ راستہ میں اس کو رہزنوں سے سابقہ ہوا۔ خوف ہلاکت
قریب تھا۔ اسی وقت دو سواروں کو دیکھا کہ ننگے سر گھوڑے دوڑاتے
ہوئے آتے ہیں۔ اور پہونچتے ہی اس شخص کو رہزنوں سے خلاصی بخشی اس

شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جواب دیا کہ ہم مسبعات عشر ہیں۔ اور وہ دعائیں ہیں جس کو تو ہر روز سات مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس شخص نے ننگے سر ہونے کا باعث دریافت کیا۔ جواب دیا کہ تم بغیر تسمیہ پڑھتے ہو۔ اس سبب سے ہمارے سر پر تاج نہیں ہے۔ بندہ نے دریافت کیا کہ تسمیہ کس وقت پڑھنی چاہیئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ سر ہر سورہ پر پڑھنی چاہیئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی کمال الدین جعفری حاکم بدایون باوجود کارہائے بسیار قرآن شریف بہت پڑھتے تھے۔ جب بوڑھے ہوئے تھک گئے اور بوجہ ضعیفی معذور ہوئے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ اب کون سا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ جواب دیا کہ مسبعات عشر پڑھتا ہوں۔ یہ جامع اوراد ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی کمال الدین واصلان الٰہی سے تھے۔ کعبہ شریف میں حضرت خضرؑ سے ملاقی ہوئے تھے۔ اور آپ کو وظیفہ مسبعات عشر حضرت خضر علیہ السلام نے تلقین فرمایا تھا اور بروقت تلقین بیان کیا کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

پانچویں مجلس

روز چہارشنبہ تاریخ ۸ ماہ شوال سنہ مذکور

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اس بارہ میں ہو رہی تھی۔ کہ ہر رنج و مشقت جو بندہ کو پہونچتا ہے اس کو جاننا چاہیئے کہ یہ کس وجہ

سے پہونچا ہے۔ فی الواقع اس تکلیف سے اسے خیریت حاصل ہوتی ہے۔ لازم ہے کہ متنبہ ہو اور اس فعل سے جو باعث ہوا اجتناب کرے اور جس شخص کو کبھی رنج نہیں ہوتا۔ اور نہ اس پر مصیبت پڑتی ہے اس اس کو خذلان حاصل ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت عفیفہ صالحہ تھی۔ میں نے اس کی زبانی سنا ہے۔ وہ فرماتی تھیں کہ میں اپنے پیر میں کانٹا چبھنے کی وجہ تک جانتی ہوں کہ کس وجہ سے چبھا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تھی اور قصہ اس کا معروف ہے۔ القصہ بعد اس تہمت کے حضرت عائشہ صدیقہ رض مناجات میں فرماتی تھیں کہ الٰہی میں اس تہمت کا باعث جانتی ہوں کہ تیرا رسول علیہ السلام تیری محبت کا دعویٰ صادق کرتا تھا۔ لیکن بہت تھوڑی سی محبت مجھ سے بھی رکھتے تھے۔ یہ تہمت مجھ پر اس سبب سے لگائی گئی تھی۔ اس وقت ایک شخص آیا۔ اور چند پھول نذر گزرانے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احب الی من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مقصود لفظ نساء سے عائشہ ہے کہ منجملہ دیگر ازواج مطہرات کے آپ کا میل ان کی طرف زیادہ تھا۔ اور مقصود قرۃ عینی فی الصلوٰۃ سے فاطمہ رض ہیں کہ آپ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں۔ اور بعض محدث فرماتے ہیں کہ مقصود قرۃ عینی سے نماز ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ

حضرت امیرالمومنین ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم نے بھی موافق قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین تین اشیاء کو پسند کیا اور اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی نازل ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے۔ جوان توبہ کرنیوالا اور آنکھ رونے والی۔ اور دل خوف خدا سے ڈرنے والا۔ اس کے بعد گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ اہل خلق بزرگان دین کی خدمت میں تحفہ و نذر لاتے ہیں۔ پس کون سی شے نذر کرنا بہتر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں ایک شخص نے چھری بطور نذر گذرانی۔ آپ نے واپس فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس چھری نہ لانی چاہیئے کہ کارد کا کام قطع کرنا ہے۔ میرے پاس سوئی لانی چاہیئے کہ اس کا کام پیوند کرنا ہے میں فصل کرنے کے واسطے نہیں ہوں۔ پیوند کرنے کے واسطے ہوں۔ اس کے بعد گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ اہل خلق ایک دوسرے کا عیب بیان کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ طاعن۔ عیب جو۔ عیب گو کو سب سے پیشتر یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ عیب مجھ میں ہے یا نہیں۔ اگر وہ عیب اس میں موجود ہے اس کو شرم کرنی چاہیئے کہ میں کس منہ سے دوسرے کا عیب بیان کروں کہ خود معیوب ہوں۔ اگر وہ عیب اس میں نہ ہو شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عیب سے اپنی پناہ میں رکھا ہے اور زبان طعن نہ کھولنی چاہیئے۔ اس کے بعد گفتگو

سماع کے بارہ میں ہوئی۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا کہ اس وقت حکم ہوا ہے کہ سماع آپ کے واسطے جائز ہے۔ آپ جب اور جس طرح چاہیں سنیں۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جو شئے حرام ہے وہ کسی کے حلال کئے سے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور نہ حلال شئے کسی کے حکم دینے سے حرام ہوتی ہے۔ مسئلہ سماع مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سماع کو مباح فرماتے ہیں۔ اگرچہ دف اور شبابہ کے ساتھ ہو۔ لیکن ہمارے علماء ناجائز بتلاتے ہیں۔ اس اختلاف میں حاکم جو حکم فرمائے وہی حکم ہوگا۔ اس وقت کسی شخص نے عرض کیا کہ آپ کے بعض مریدوں نے کسی موضع میں راگ سنا جس میں مزامیر بجی تھی۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اچھا کام نہیں کیا۔ نامشروع فعل اچھا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد کسی شخص نے ذکر کیا کہ جب وہ سماع سے فارغ ہوئے کسی نے ان سے پوچھا کہ تم نے مزامیر کے ساتھ سماع کیوں سنا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں بہت مستغرق تھے کہ ہم کو مزامیر کی موجودگی سے بالکل اطلاع نہیں ہوئی۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ جواب سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ محض واہیات جواب ہے۔ اور جملہ معاصی کے بدلے یہ جواب ہو سکتا ہے مگر اس سے کچھ فائدہ حاصل و مرتب نہیں ہوگا۔ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ صاحب مرصاد نے ایک رباعی اسی معنی میں نظم کی ہے۔ اور میں نے اس وقت یہ ایک شعر پڑھا۔ شعر

گفتی کہ بنزد من حرام است سماع گر بر تو حرام است حرامت بادا

خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ہاں یہ ان کا کلام ہے۔ اور یہ رباعی پوری فرمائی۔ رباعی۔

دنیا طلبا جہاں بکامت بادا وین جیفہ مردار بدامت بادا
گفتی کہ بنزد من حرام است سماع گر بر تو حرام است حرامت بادا

اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ اگر علمار نفی جواز سماع میں بحث کریں وہ کر سکتے ہیں۔ مگر وہ شخص جو جامۂ فقر سے پیراستہ ہو کیونکہ سماع کا انکار کر سکتا ہے۔ اگر اس کے نزدیک حرام ہو وہ خود نہ سنے گا لیکن دوسرے لوگوں کے ساتھ خصومت نہ کرے گا۔ کہ تم بھی نہ سنو۔ کیوں کہ خصومت درویشوں کی صفت نہیں ہے۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے شمار علمار ہیں۔ مگر سوائے خاص خاص کے اور بہت کم منع کرتے ہیں اور اسوقت مناسب اسی معنیٰ کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مسجد میں کوئی طالب علم امامت کرتا تھا اور اس کے مقتدی بہت سے علماء کرام بھی ہوتے تھے۔ ایک روز کوئی معمولی شخص بھی مقتدی ہوا۔ یہ نماز چار رکعت والی تھی۔ امام نے سہو سے قعدہ اولیٰ نہ کیا اور متصل رکعت دوم تیسری رکعت کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا۔ جو کہ یہ طالب علم تھا اور یہ امر جانتا تھا کہ نماز کس طرح پوری کی جائے گی۔ علمار جو اس کی اقتدا میں تھے وہ بھی خاموش تھے لیکن نووارد شخص نے اس کثرت سے لفظ سبحان اللہ

استعمال کیا کہ خود اپنی نماز کو تباہ کیا۔ جب امام نے نماز تمام کی اس عامی کی جانب مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے خواجہ تو کون ہے کہ اس قدر غلبہ لقمہ دینے میں کیا کہ نماز تیری باطل ہو گئی۔ بندہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہے اور میرے دل کو یقین ہے کہ یہ طائفہ جو سماع کو حرام کہتا ہے اگر ان کے نزدیک سماع حلال بھی ہوتا تو بھی وہ نہ سنتے۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ فی الواقع جب ان کو ذوق حاصل نہیں ہے وہ کیونکر سن سکتے ہیں۔

چھٹیں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۱۰ ماہ ذیقعدہ سنہ ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اس جماعت کے بارہ میں ہو رہی تھی کہ اپنے نفوس پر بدرجہ اتم حاوی ہیں۔ خواہ کتنی ہی سختی میں مبتلا ہوں اپنی طاعت معہودہ کو بجا لاتے ہیں۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے رہتے تھے۔ ان کو عارضۂ شکم ہوا۔ جب قضاء حاجت کو جاتے واپس آکر غسل فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ بیماری بڑھنے پر بھی انہوں نے اپنی عادت کو نہ چھوڑا۔ رات دن میں تیس مرتبہ قضاء حاجت سے واپس آکر غسل فرماتے تھے۔ شب آخر میں ان پر زحمت قوی ہوئی کہ ساٹھ مرتبہ قضاء حاجت کے واسطے گئے۔ اور

ساٹھ ہی مرتبہ غسل کیا۔ دو دو رکعت نماز بھی پڑھی اور آخری مرتبہ میاں آپ ہی انتقال فرمایا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ زہے رسوخ طاعت کہ دم واپسیں تک بھی اپنے قاعدہ سے منحرف نہ ہوئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آدمی بیمار ہوتا ہے۔ یہ بیماری اس کے واسطے سبب جمعیت اور دلیل خیریت ہوتی ہے۔ لیکن اس کو اس امر سے خبر نہیں ہوتی اسی کے مناسب حال یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ جس روز سے میں مسلمان ہوا ہوں۔ جسم اور مال میں نقصان پاتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے جسم اور مال میں نقصان کا پیدا ہونا اس کے صحت ایمان کی دلیل ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت آمنا وصدقنا فقراء کو ایسا بلند مرتبہ دیا جائے گا کہ جملہ خلائق کو آرزو اس امر کی ہوگی کہ ہم دنیا میں فقیر نہ ہوئے۔ اور بیمار مسلمانوں کو بھی ایسا ہی درجہ دیا جائے گا کہ اہل صحت دیکھکر رشک کریں گے کہ ہم دنیا میں بیمار رہتے تو یہ درجہ ہم کو بھی ملتا۔

ساتویں مجلس

بعد دوشنبہ تاریخ ۲ ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۹ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ ایک گدڑی پوش فقیر حاضر خدمت تھا
جس وقت وہ مجلس سے اٹھا۔ اٹھتے ہوئے تکبیر کہی۔ میں نے حضرت
خواجہ ذکراللہ بالخیر سے سوال کیا کہ بعض درویش اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے
پھرتے تکبیرات کہتے ہیں اگر کچھ اس کی اصل ہو بیان فرمائیے۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ بعد کھانا کھانے کے شکرانہ نعمت کے لئے تکبیر کا
کہنا مروی ہوا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ کل بروز
قیامت بہشت میں میری امت ایک چوتھائی ہوگی۔ اور بقیہ
ثلث دیگر امم ہوں گی۔ صحابہ نے شکریہ اس نعمت میں آواز تکبیر
بلند کی۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اسیوقت
بتایا گیا کہ تم لوگوں سے تہائی بہشت پر ہوگی اور دو ثلث دیگر امم
ہوں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دوبارہ تکبیر کہی۔ پھر آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت سے بہشت بریں نصف پر
ہوگی اور نصف دیگر امتیں ہوں گی۔ صحابہ نے سہ بارہ تکبیر بآواز
بلند کہی۔ یہ فرماکر خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ ایسے مواقع میں تکبیر
پڑھنا ادائے حمد و شکر باری کے لئے مناسب ہے لیکن ہر موقع
میں جا بیجا تکبیر کہنا کہیں نہیں آیا ہے۔ اس کے بعد میں نے عرض
کیا کہ ذکر بلند آواز سے کرنا چاہیے۔ اگر آہستہ سے کیا جائے
یہ امر درست ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آہستہ ذکر کرنا

بہت خوب و بہتر ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن شریف اسی طرح پڑھا کرتے تھے کہ جب وہ سجدہ تلاوت کرتے اس وقت پاس بیٹھنے والے کو معلوم ہوتا کہ یہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔

آٹھویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۲۶ ماہ ذی الحجہ ۶۵۱ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو سلام اور اس کے جواب دینے کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ گز لمبا پیدا کیا تھا۔ اور آپ کو حکم دیا تھا کہ ملائکہ مقربین کو سلام کریں۔ اور جواب سلام سنیں۔ کہ یہ طریقہ نیک آپ کی اولاد میں قائم ہو۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے ملائکہ کو بکلمات السلام علیکم سلام کیا اور ملائکہ نے اس کا جواب بکلمات وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' دیا۔ اس روز سے آپ کی اولاد کے واسطے حکم دیا گیا کہ اسی طرح سلام کریں اور یہی جواب دیں۔ کسی شخص نے اس وقت عرض کیا کہ اگر کوئی شخص سلام بکلمات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اس کا جواب کس طرح دیا جائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب بھی انہیں کلمات یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے ہوگا۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور صحابہ

رضی اللہ عنہم آپ کے گرداگرد حلقہ کیے ہوئے تھے۔ اس وقت ایک اعرابی آیا اور سلام بکلمات السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے جواب سلام بکلمات وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ دیا۔ ابن عباسؓ حاضر تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ جواب سلام برکاتہ سے آگے نہیں ہے۔ مغفرت ساتھ نہ ملانا چاہیئے۔ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ ایک شخص نماز نفل پڑھ رہا ہو۔ اور اس وقت کوئی بزرگ تشریف لائیں اور یہ شخص نماز توڑ کر اس سے ملاقات کرے۔ یہ امر مناسب ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرنی چاہیئے۔ اور پھر مشغول ہو۔ بندہ نے عرض کیا کہ نماز نفل واسطے حصول سعادت و برکات پڑھی جاتی ہے۔ اگر اسوقت اس نماز نفل پڑھنے والے کا پیر آجائے۔ اس کی قدمبوسی میں بہت سی سعادت و برکات شامل ہیں اور اعتقاد مریداں یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ دولت نماز نفل سے سو حصہ زیادہ بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فی الواقع حال ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ حکم شرع ہے کہ ایسے امور کے لئے نماز کی نیت نہ توڑی جائے پس مجبوری ہے۔ اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نہر کے کنارے گئے۔ مریدوں کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے وضو کر رہے ہیں۔ سب شیخ کو دیکھتے ہی برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے لیکن ایک صوفی نہ اٹھا۔ اس نے پہلے اپنا وضو تمام کیا اور بعدہ تعظیم شیخ کیلئے کھڑا ہوا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان سب میں ایک ہی درویش کامل ہے۔ کہ بعد اتمام وضو میری تعظیم کی۔ بندہ نے عرض کیا کہ جو مرید نماز نفل کی نیت توڑ کر پیر سے مشغول ہو اس کی تکفیر کا فتویٰ ہو سکتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت آپ نے بر وفق عرضداشت بندہ حسن اعتقاد مرید ان میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ العزیز نے مولینا بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی وہ نماز نفل پڑھ رہے تھے۔ نیت توڑ کر حضرت شیخ الاسلام کو جواب دیا۔ اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے ایک صحابی کو آواز دی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ فوراً حاضر نہ ہوئے بعد اختتام نماز حاضر ہوئے آپ نے سبب تاخیر دریافت کیا۔ جواب دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب خدا یا اس کا رسول طلب کرے فوراً حاضر ہوا ور جواب دو۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ فرمان شیخ بھی موافق فرمان رسول علیہ السلام ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ شبلی رح نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک شرط سے تجھکو مرید کرتا ہوں کہ جو کچھ میں ارشاد فرماؤں۔ تو اس کو بجا لائے۔ اس نے قبول کیا۔ شیخ شبلی رح نے فرمایا کہ کلمہ کس

طرح پڑھتے ہو۔ اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ چونکہ یہ شخص عقیدہ میں راسخ تھا فوراً پڑھنے لگا۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ حضرت شبلیؒ فوراً رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام سے خود کو منسوب کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں چہ جائیکہ ان کی برابری کا دعویٰ کروں۔ یہ امر صرف تیری حسن عقیدت کے دریافت کے واسطے کیا تھا۔ اس کے بعد حکایت نماز جمعہ اور جمعہ کے نہ جانے کے بارہ میں ہوئی۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز میں نہ جانے کے واسطے ایک تاویل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی تاویل نہیں صرف اس شخص پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے جو مسافر ہو۔ مریض ہو۔ یا کسی کا غلام ہو۔ بغیر اس کے کوئی دیگر شخص جو جانے کی طاقت رکھتا ہوگا۔ حاضر جمعہ نہ ہوگا۔ نہایت سنگدل ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک نماز جمعہ ترک کرنے سے دل پر ایک نقطہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دو جمعہ چھوڑنے سے دو نقطے ہو جاتے ہیں اگر تین جمعہ متواتر نماز جمعہ نہ پڑھے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہا۔ اس وقت یہ حکایت سلطان غیاث الدین بلبن کی ارشاد فرمائی کہ وہ وقت نماز و اوقات تسمہ کا بہت زیادہ خیال رکھتے ریاضت اور مجاہدات بھی فرماتے تھے۔ ایک روز انھوں نے قاضی لشکر سے کہا کہ شب گذشتہ کیسی بابرکت اور باراحت تھی۔!۔

قاضی نے دریافت کیا کہ یہ بات آپ کو بھی معلوم ہوئی۔ سلطان نے ایجاب کیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ یہ شب شب قدر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ اعلم کون سی شب تھی مگر بزرگ تھی۔

نویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ دوم۔ ماہ جمادی الاول ۷۱۲ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو دربارہ نماز اور سر ہر سورت پر تسمیہ کہنے کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک صرف رکعت اولیٰ میں تسمیہ کہنا چاہیئے۔ ائمہ دیگر کہتے ہیں کہ ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہیئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی مجلس میں موجود تھے۔ وہاں سفیان ثوری اور ایک دوسرے عالم نے صلاح کی کہ اس موقع پر حضرت سے دربارہ تسمیہ سوال کریں۔ اگر انکار کریں گے نفی تسمیہ کا مواخذہ کیا جائے گا۔ الغرض ان لوگوں نے سوال کیا کہ آپ سر سورت پر تسمیہ پڑھنے کے واسطے کیا فرماتے ہیں۔ حضرت امام اعظمؒ نہایت دانا تھے اور نگاہداشت ادب میں آپ کو کمال تھا۔ ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ یہ جواب ایسا تھا کہ دو معنیٰ رکھتا تھا خواہ بر سر ہر رکعت خواہ بر سر ہر سورت۔ اس کے بعد گفتگو نفس مشائخ اور ان کی دعا کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد

فرمایا کہ حضرت شیخ فرید الدین رح کے ایک مرید محمد شہ غوری نامی مرد صادق اور صاحب حسن عقیدت تھے۔ ایک روز وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر مضطرب، حیران و پریشان۔ آپ نے دیکھتے ہی دریافت حال کیا۔ محمد شہ غوری نے جواب دیا کہ میرا بھائی سخت بیمار ہے۔ خدا جانے میرے یہاں سے واپسی تک بھی وہ زندہ رہے یا نہ رہے۔ اس سبب سے میری خاطر نہایت آزردہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر تم کو اس وقت فکر ہے مجھے ایسا فکر تمام عمر رہتا ہے۔ لیکن میں مضطر نہیں ہوتا اور نہ کسی سے ذکر کرتا ہوں۔ یہ ارشاد فرما کر محمد شہ سے فرمایا کہ اچھا جاؤ تمہارا بھائی اللہ چاہے صحت پائیگا۔ محمد شہ مجلس شریف سے روانہ ہوئے اور گھر پہونچکر کیا دیکھتے ہیں کہ برادر رنجور تندرست ہوگیا ہے۔ بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۰ ماہ جمادی الاول ۷۰۶ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو پانی پینے اور پلانے کے بارہ میں ہو رہی تھی اور یہ ذکر تھا کہ آبخورہ منہ لگا کر ایک ہاتھ نیچے اس غرض سے کہ پانی فرش یا زمین پر نہ گرے۔ رکھنا سنت ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر متامل تھے۔ اسی وقت کسی شخص نے ذکر کیا کہ یہ حدیث شریف میں وارد

ہوا ہے کہ جو شخص پانی پیتے ہوئے ہاتھ آبخورے کے نیچے رکھے گا وہ بخشا جائے گا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث کتب معتبرو مشہور میں نہیں ہے۔ شاید کہیں اور مرقوم ہے۔ لازم ہے جو حدیث نہ معلوم ہو اس کی نسبت یہ نہ کہیں کہ حدیث رسول علیہ السلام نہیں ہے۔ لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب معتبرہ میں مرقوم نہیں ہے۔ اسوقت گفتگو دربارۂ احادیث ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ چھ حدیث متواتر ہیں۔ اول یہ ہے کہ من شم الورد ولم یصلی علی فقد جفانی۔ یعنی جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود نہ بھیجا۔ اس نے مجھ پر جفا کی۔ دوسری یہ ہے۔ الغیبۃ اشد من الزنا۔ یعنی غیبت زنا سے زیادہ سخت تر ہے۔ تیسری یہ ہے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ یعنی ثبوت بذمہ مدعی ہے اور قسم مدعا علیہ کھا سکتا ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تبسم فرماکر ارشاد فرمایا کہ قاضی منہاج الدین نے بھی ارشاد کرنے اس تین حدیث کے ارشاد فرمایا کہ بقیہ تین مجھے یاد نہیں۔ اگر کوئی شخص مجھ سے ازراہ طعن سوال کرے کہ تم کیوں نہیں جانتے۔ میں جواب دوں گا کہ تم تو بالکل جاہل تھے۔ یہ تین بھی مجھ سے سنی ہیں۔ اس کے بعد فضیلت حدیث رسول علیہ السلام میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ مولنا رضی الدین نیشاپوری بیمار ہوئے۔ اور بیماری آپ کی بڑھ گئی ایک عالم آپ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ وہ برسم عیادت دیکھنے کے واسطے آئے۔ مولنا

رضی الدین اس وقت بیہوش تھے۔ دانشمند آپ کے سرھانے بیٹھے اور یہ حدیث پڑھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الغیبۃ اشد من الزنا۔ مولنا رضی الدین اگرچہ غلبات مرض میں تھے۔ مگر ارشاد فرمایا کہ توجیہ اس حدیث کی بیان کرنے کی فرمایئے کہ موجب تقریر اس حدیث کا کیا ہے کہ اس وقت نہ ذکر زنا تھا اور نہ قصہ غیبت۔ اس دانشمند نے جواب دیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار کے بالیں پر کھڑا ہو کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث شریف پڑھے۔ البتہ وہ مریض صحت پائے گا۔ یہ حدیث میں نے آپ کے صحتیاب ہونے کی نیت سے پڑھی ہے۔ مولنا رضی الدین یہ جواب سن کر خاموش ہو رہے۔ اور چند روز میں صحتیاب ہوئے۔ اس کے بعد گفتگو تسلیم اور رضا کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی درویش کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی تھی اس نے اڑایا۔ وہ پھر بیٹھ گئی۔ چند مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ اس وقت درویش نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ الہی میں چاہتا ہوں کہ مکھی میری ناک پر نہ بیٹھے۔ اور تو چاہتا ہے کہ بیٹھے۔ پس میں نے اپنی خواہش کو چھوڑ دیا۔ جو تیری مرضی ہو کر۔ میں ہر حال میں راضی ہوں۔ ان کے اس دعا مانگنے کے بعد کبھی مکھی ان کی ناک پر نہ بیٹھی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

گیارہویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۰ ر جمادی الاول سنہ ۴۲ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اس بارہ میں ہو رہی تھی کہ توبہ کے بعد بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اگر سعادت ابدی رفاقت کرے پھر دولت توبہ میسر ہوتی ہے۔ اس وقت آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مطربہ قمر نام نہایت حسین و جمیل تھی بڑھاپے میں دولت توبہ اس کو نصیب ہوئی۔ اور سعادت ازلی کی دستگیری سے اس کو بیعت حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین عمر سہروردی میسر ہوئی۔ مرید ہو کر وہ حج کو گئی۔ حج کیا واپس آتے ہوئے ہمدان میں ٹھہری۔ جو کہ گانے میں شہرت تام رکھتی تھی۔ والی ہمدان کو خبر ہوئی۔ اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجا کہ مطربہ کو مجرے کے واسطے حاضر کریں۔ وہ لوگ آئے۔ قمر نے جواب دیا کہ میں توبہ کر چکی ہوں اور خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہو آئی ہوں۔ میں مجرا نہ کروں گی۔ والی ہمدان نے یہ جواب سنکر حکم دیا کہ اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کر کے حاضر لاؤ۔ بیچاری قمر مجبور ہوئی اور شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا۔ شیخ نے کہا کہ تو ان سے کل کا وعدہ کر۔ میں آج رات کو تیرے واسطے دعا بجناب باری کروں گا۔ اور صبح تجھ کو اس حال سے اطلاع دوں گا۔ قمر نے واپس آکر فرستادگان

والی ہمدان سے وعدہ کل کے حاضر ہونے کا کیا۔ وہ لوگ چلے گئے یہ دوسرے روز علی الصباح یوسف ہمدانی کی خدمت میں پہونچی شیخ نے فرمایا کہ تیری خزانہ تقدیر میں ایک معصیت باقی رہ گئی ہے۔ یہ حیران ہوئی اور فرستادگانِ والی ہمدان کھینچکر لے گئے اور چنگ قمر کے ہاتھ میں دیا۔ مجبوراً بجانا اور گانا پڑا۔ قمر نے اسی وقت ایک بیت انشا کی۔ اور اس انداز سے گائی کہ حاضرین کو رقت ہوئی اور اسی مجلس میں والی ہمدان و دیگر ملوک تائب ہوئے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

بارہویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۶ ماہ مبارک رجب سنہ ۶۵۵ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو علم اور دیانت قاضی قطب الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ملتان میں رہتے تھے اور علیحدہ مدرسہ بنایا تھا۔ شیخ بہاء الدین زکریا ہر روز صبح کی نماز آپ کی اقتدا میں پڑھتے تھے۔ ایک روز مولانا قطب الدین نے سوال کیا کہ آپ روزانہ اپنے مقام سے اس قدر دور میری اقتدا میں نماز پڑھنے کے لئے کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ شیخ نے جواب دیا کہ میں حدیث شریف من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی مرسل پر عمل کرتا ہوں

قاضی قطب الدین یہ جواب سنکر خاموش ہو رہے۔اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ العھدۃ علی الراوی۔ میں نے اس طرح سنا ہے کہ ایک روز نماز صبح میں حاضر ہونے سے شیخ بہاءالدین زکریا رہ گئے تھے۔ بہت جلدی کی اس پر بھی تکبیر اولیٰ حاصل نہ ہوئی۔ رکعت دوم میں شامل ہوئے۔ قاضی قطب الدین نے موافق قاعدہ کے تشہد کیا۔ شیخ بہاء الدین قبل از سلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی رکعت باقی ماندہ پوری کی۔ جب شیخ بہاءالدین نماز سے فارغ ہوئے قاضی قطب الدین نے سوال کیا کہ آپ قبل از سلام کیوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر امام کو سہو ہوا ہوتا اور وہ سجدہ کرتا۔ اور آپ کھڑے ہوگئے تھے کیونکر سجدہ کرتے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر کسی شخص کو نور باطن سے معلوم ہو جاوے کہ امام کو سہو نہیں ہوا۔ اس کو کھڑا ہو جانا روا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ وہ نور جو موافق احکام شریعت کے نہ ہو ظلمت سے بدتر ہے اس واقعہ کے بعد پھر شیخ بہاؤالدین زکریا آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے نہ آئے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ قاضی قطب الدین کاشانی سے سوال کیا گیا کہ تم درویشوں سے اعتقاد کیوں نہیں رکھتے آپ نے جواب دیا کہ میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا ہے۔ اب کسی کو ان کے موافق نہیں پاتا۔ مجبور ہوں۔ میں کا شعر میں سنا کہ میرا قلم تراش چاقو ٹوٹ گیا۔ میں نے بازار میں لے جا کر

کاردگروں کو دکھلایا کہ اس کو درست کریں۔ ہر شخص نے کہا کہ یہ موافق سابق نہ ہوگا۔ کسی قدر کم ہو جائے گا۔ میں اس بات پر راضی نہ ہوتا تھا۔ اور میری خواہش تھی کہ یہ چاقو موافق سابق کے پورا ہو جائے۔ عاقبت الامر کاردگروں نے مجھے پتا دیا کہ فلاں دکان پر ایک بوڑھا کاردگر صاحب صلاحیت بیٹھتا ہے تم اس کے پاس لے جاؤ۔ شاید وہ کوئی تجویز جدید نکالے۔ قاضی قطب الدین اسی نشان پر گئے۔ اس مرد ضعیف سے ملاقی ہوئے۔ شکستہ چاقو دکھایا اور مدعا بیان کیا۔ اس نے بھی جواب دیا کہ یہ چاقو اپنی اصلی حیثیت پر نہیں آسکتا۔ کسی قدر کم ہو جائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا۔ یہ بہت چھوٹا ہے اگر اور بھی چھوٹا ہو جائے گا تو کام سے جاتا رہے گا۔ الغرض اس مرد کاردگر نے کہا۔ کہ اچھا منہ پھیر لو۔ قاضی نے منہ پھیر لیا۔ لیکن کن انکھیوں سے دیکھتے جاتے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس نے چاقو ہاتھ میں لیا۔ اپنی سفید ڈاڑھی تک لایا۔ آسمان کو دیکھا اور چپکے سے کچھ کہا۔ اور قاضی صاحب سے کہا کہ اب منہ اس طرف کر لو۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے چاقو سامنے ڈال دیا وہ اپنی اصلی ہیئت پر ہو گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ تیسری حکایت قاضی قطب الدین کاشانی کی بیان فرمائی کہ وہ دہلی آئے تھے۔ سلطان شمس الدین نے آپ کو بلایا ان دنوں سلطان خرم گاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ گئے۔ اسوقت سید نور الدین مبارک سلطان کے پاس داہنی طرف اور شیخ

افتخار الائمہ بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے اور ایک بزرگ بیرون خرم گاہ تھے انھوں نے قاضی قطب الدین سے کہا کہ آپ کہاں تشریف رکھیں گے آپ نے جواب دیا کہ بر سرِ دست علوی بیٹھوں گا الغرض جب آپ روبروِ سلطان کے پہونچے۔ سلام کیا۔ بادشاہ دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا۔ اس کے بعد یہ حکایت شیخ جلال الدین تبریزی رح کی ہوئی کہ آپ بدایون تشریف لے گئے تھے قصہ اس کا معروف ہے۔ ایک روز کسی ضرورت کی وجہ سے آپ کو قاضی کمال الدین جعفری کے مکان کو جانا ہوا۔ خدمت گاروں کو برائے اطلاع اندر بھیجا۔ انھوں نے آکر جواب دیا کہ قاضی صاحب اسوقت نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے تبسم فرمایا اور یہ کہہ کر کہ قاضی صاحب نماز پڑھنا جانتے ہیں واپس چلے آئے۔ آپ کے واپس آنے کے بعد یہ خبر قاضی کمال کو معلوم ہوئی۔ وہ دوسرے روز آپ کے پاس آئے معذرت کی اور دریافت کیا کہ آپ نے دینہ روز بوقت واپسی یہ کیا فرمایا تھا کہ قاضی صاحب بھی نماز پڑھنا جانتے ہیں۔ حضرت میں نے تو نماز و احکام نماز میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک آپ نے کتابیں لکھی ہیں لیکن نماز علماء اور ہوتی ہے اور نماز فقراء اور ہی ہے۔ قاضی نے کہا کہ فقراء نماز میں رکوع و سجدہ کسی دوسری طرح سے کرتے ہیں۔ یا کوئی قرآن دیگر پڑھتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ نماز علماء یہ ہے کہ وہ کعبہ

کی جانب منہ کریں۔ نماز میں اگر کعبہ پیش نظر نہ ہو اس سمت منہ کریں۔ اگر سمت کعبہ معلوم نہ ہو تحری کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کا حال ان تین باتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ الا فقراء جب تک عرش بریں کو نہیں دیکھ لیتے۔ نماز نہیں پڑھتے قاضی کمال الدین کو اگرچہ بات گراں معلوم ہوئی۔ لیکن خاموش ہو رہے اور چپکے چلے آئے۔ اسی شب ان کو خواب نظر آیا کہ شیخ جلال الدین تبریزی عرش پر مصلا بچھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اتفاق سے دوسرے روز پھر ان ہر دو بزرگوار کو ایک جلسہ میں حاضری کا موقع ملا۔ شیخ جلال الدین نے سلسلۂ سخن آغاز کیا۔ کہ اے لوگو۔ تم کو علماء کا رتبہ معلوم ہے کہ ان کی ہمت مدرسی یا قضا کی جانب مائل رہتی ہے۔ اور زیادہ بڑھکر صدر جہاں ہو جاتے ہیں۔ ان کا رتبہ اس سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ لیکن فقراء کے مراتب و مدارج بے انتہا ہیں۔ پایۂ اول یہ ہے جو قاضی کمال الدین صاحب نے رات کو خواب میں دیکھا۔ قاضی صاحب یہ بات سنتے ہی چونک پڑے۔ اٹھ کر بہت معذرت کی اور اپنے لڑکے برھان الدین کو آپ کے قدموں میں ڈالا اور مرید کرایا۔ اور کلاہ حاصل کی۔

تیرہویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ مبارک شعبان سنہ ۶۲۲ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو تحمل کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ معاملہ خلق کا آپس میں تین قسم پر ہے ایک وہ ہوتے ہیں جو نہ کسی کو نفع پہونچاتے ہیں نہ نقصان حکم ان کا پتھر کے مانند ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے دوسرے کو نفع پہونچاتے ہیں لیکن نقصان نہیں پہونچاتے۔ یہ قسم اچھی ہے۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اپنی ذات سے دوسرے بھائیوں کو فائدہ پہونچاتے ہیں اور جو شخص ان کو مضرت پہنچاتا ہے اس پر صبر کرتے ہیں۔ درپے مکافات نہیں ہوتے تحمل اختیار کرتے ہیں یہ کام صدیقوں کا ہے۔

چودہویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۱۸ ماہ مبارک شعبان سنہ ۶۲۲ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اس بارہ میں ہو رہی تھی کہ اسماء میں سے بہتر کون سے نام ہیں۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ احب الاسماء عند اللہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ین اسماء عبد اللہ اور عبد الرحمٰن وغیرہ ہیں۔ اسکے

بعد ارشاد فرمایا کہ اصدق الاسماء الحارث۔ یعنی کھیتی کرنے والا کسان ہے کیونکہ ہر شخص کھیتی کرتا ہے خواہ طاعت خواہ معصیت کا تخم بوتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اکذب الاسماء المالک والخالد کیونکہ مالک ہر شے کا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ہمیشگی بھی اسی کو ہے۔

پندرھویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ پنجم ماہ رمضان سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اثر صحبت کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نصیر الدین نامی متعلم حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کی نیت تجارت کی تھی۔ القصہ آپ کا مرید ہوا۔ اور چند روز خانقاہ میں رہا۔ میاں نصیر کے بال لمبے تھے اور ان کو نیچے کندھوں پر ڈالے رکھتے تھے۔ ایک روز کوئی جوگی حضرت شیخ الاسلام کی ملاقات کو آیا۔ مولانا نصیر نے اس سے دریافت کیا کہ تم کو بالوں کے دراز ہونے کی دوا معلوم ہے۔ مجھے بتلاؤ۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس طلب دارو کے استماع سے کراہیت آئی۔ جو شخص مرید ہو گیا اسے کیوں فکر درازی موئے سر ہو۔ بلکہ بال منڈانے چاہئیں کہ مقصود اس سے رعونت کا چلا جانا ہے۔ الغرض چند روز بعد خواجہ وحید الدین حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری رح کے پوتے حاضر خدمت

شیخ الاسلام ہوئے اور مرید ہونے کے واسطے عرض کیا اور اجازت بیعت بھی طلب کی۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں آپ کے خاندان کا غلام ہوں میرے شایان حال نہیں ہے کہ آپ کو مرید کروں جب خواجہ وحیدالدین نے بہت عرض و معروض کی۔ شیخ الاسلام نے ان کو مرید کیا اور سر منڈانے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ انھوں نے موئے سر منڈوائے۔ اسی روز مولٰنا نصیرالدین نے بھی اپنا سر منڈایا۔ اس کے بعد قبور کا ذکر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ سنگین تربتوں پر قرآن شریف کی آیات کندہ کراتے ہیں اور دعائیں لکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ناجائز ہے بلکہ کفنی وغیرہ پر بھی کچھ نہ لکھنا چاہیے۔

سولھویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۷ ماہ شوال ۷۰۷ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو بزرگی مولٰنا برہان الدین بلخی رح کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ وہ خود بیان فرماتے تھے کہ میں تقریباً پانچ یا چھ برس کا ہوں گا کہ والد کے ساتھ کہیں جاتا تھا۔ راستہ میں مولٰنا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نظر آئے۔ میرے والد نے ان سے چشم پوشی کی۔ اور کوچہ میں چلے گئے۔ اور مجھے چھوڑ گئے۔ جب مولٰنا برہان الدین مرغینانی

میرے پاس پہونچے۔ میں نے آگے بڑھکر ان کو سلام کیا۔ انھوں نے مجھے غور کی نگہ سے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے میں نور علم درخشاں دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد مولٰنا برہان الدین مرغینانی نے حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ سخن میں ازخود نہیں کہتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ میری زبان سے کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا اپنے وقت میں علامہ عصر ہوگا۔ اور بادشاہ اس کے دروازے پر آئیں گے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام فرماکر ارشاد فرمایا کہ مولٰنا برہان الدین بلخی باوفور علم و کمال صاحب صلاحیت بھی تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی گناہ کبیرہ کا سوال نہ کرے گا۔ اس کے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مولٰنا برہان الدین یہ بھی کہا کرتے تھے کہ البتہ ایک گناہ کا مجھ سے سوال ہوگا کہ وہ سماع ہے جس کو میں نے چنگ کے ساتھ سنا ہے۔ اور اگر اس وقت موجود ہو تو بھی سن لوں گا۔ اس کے بعد یہ حکایت دربارہ سماع بیان فرمائی کہ سماع کا سکہ اس شہر میں قاضی حمید الدین رح اور قاضی منہاج الدین رح نے جو قاضی شہر تھے بٹھایا ہے۔ قاضی منہاج الدین قاضی شہر تھے اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ ان کے زمانہ قضا میں سماع کو استقامت حاصل ہوئی۔ مگر قاضی حمید الدین ناگوری رح سے لوگوں نے اکثر دربارۂ سماع جھگڑے کیے۔ ایک روز کوشک سپید کے متصل کسی مکان میں آپ کی دعوت تھی۔ شیخ الاسلام قطب الدین

بختیار کاکی رح بھی معہ دیگر فقرا اس جگہ مدعو تھے۔ مجلس سماع قائم کی گئی تھی کہ حاسدوں نے مولٰنا رکن الدین سمرقندی کو جو منکر سماع اور سماع کے مدعی عظیم تھے۔ خبر کر دی۔ وہ فوراً اپنے گھر سے مع خدمتگاروں و متعلقین کے روانہ ہوئے کہ آپ کو منع کریں۔ اور سماع سے باز رکھیں۔ قاضی حمید الدین رح کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپ نے مالک مکان کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم کہیں چھپ جاؤ۔ ہر چند تمہاری تلاش ہوگی مگر تم خود کو ظاہر نہ کرنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ چھپ گیا قاضی حمید الدین نے ارشاد فرمایا کہ مکان کا دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھولا گیا اور راگ شروع ہوا۔ اسی وقت رکن الدین سمرقندی اپنے متعلقین سمیت پہونچے۔ دروازے پر ٹھہر گئے۔ مالک مکان کو بلانے کی کوشش بلیغ کی مگر ان کا پتہ نہ ملا۔ لاچار واپس چلے گئے۔ اس وقت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین رح نے کیا اچھی تجویز سوچی تھی کہ مجلس سماع بھی ہوئی اور قاضی ان کا کچھ نہ کر سکا یعنی مالکِ مکان کو غائب کر دیا۔ اگر رکن الدین سمرقندی بلا اجازت مکان میں داخل ہوتے۔ خود ان سے مواخذہ ہوتا کہ بغیر اجازت مالکِ مکان مکان میں داخل ہونا روا نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولٰنا شرف الدین بحر بھی قاضی حمید الدین ناگوری سے اکثر جھگڑتے رہتے تھے۔ جب مولٰنا بحر بیمار ہوئے۔ قاضی حمید الدین اپنی صفائی قلب سے جو درویشوں کو حاصل ہوتی ہے ان کی عیادت

کو گئے مولانا کو خبر کی گئی۔ انھوں نے کہا کہ وہ خدا تعالیٰ کو معشوق کہتے
ہیں۔ میں ان سے نہیں ملتا۔ القصہ قاضی صاحب واپس آگئے۔
بندہ نے عرض کیا کہ مراد معشوق سے اس جگہ محبوب ہے۔ خواجہ
ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اس بارہ میں بہت سے کلام ہیں
آدمی بہت کچھ کہتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن یہ
امر قابل بحث نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی کبیر
اور مولانا برہان الدین بلخی اور قاضی حمید الدین ناگوری رح علیہ
ایک مرتبہ ہم سفر تھے قاضی کبیر اور مولانا برہان الدین بلخی عمدہ
گھوڑوں پر سوار تھے اور قاضی حمید الدین رح اونٹ پر چڑھے ہوئے تھے۔
مولانا برہان الدین بلخی نے قاضی حمید الدین سے مطائبۃً فرمایا
کہ قاضی صاحب تمہاری سواری بہت صغیر (چھوٹی) ہے۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ ہاں کبیر (بڑی) سے اچھی ہے۔ یہ بیان فرماکر
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تبسم فرمایا کہ رسائی عقل قاضی حمید الدین کو
دیکھئے کیسا موزوں جواب دیا کہ ان پر اعتراض بھی نہ آیا۔ اس کے
بعد ارشاد فرمایا کہ جب ذکر استماع سماع حمید الدین ناگوری رح
کا بہت بڑھ گیا۔ علماء دہلی نے محضر بنایا اور اس پر حرمت سماع
کی مہریں کرائیں۔ اکثر فقہا نے اپنی مواہیر سے محضر کو مزین کیا منجلہ
ان کے ایک فقیہہ تھا جو آپ کی خدمت میں بھی آتا جاتا تھا۔ اس
نے بھی مہر کی اور اپنے قلم سے بھی کسیقدر عبارت حرمت سماع

کے بارہ میں لکھی تھی یہ خبر قاضی حمید الدین رح کو پہونچی۔ اس کو بلوا کر ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے بھی محضر حرمت سماع پر مہر کی اور کچھ عبارت بھی لکھی ہے۔ اس نے شرمندگی سے قبول کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ جن مفتیوں نے اس پر مہر کی ہے میرے نزدیک وہ شکم مادر میں ہیں لیکن تو پیدا ہو گیا ہے مگر لونڈا ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت قاضی حمید الدین ناگوری رح کی بیان فرمائی کہ وہ دہلی آئے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں اس شہر میں صرف قاضی حمید الدین کی زیارت کے واسطے آیا تھا۔ لیکن وہ میرے پہونچنے سے پہلے انتقال فرما چکے تھے۔

ایک روز مجموعات قاضی حمید الدین کو ہاتھ میں لیکر فرمانے لگے۔ کہ اے مسلمو جو کچھ تم نے پڑھا ہے وہ سب اسی میں لکھا ہے۔ اور جو اب تک نہیں پڑھا ہے وہ بھی موجود ہے۔ اور جس قدر مجھے معلوم ہے وہ بھی اس میں ہے۔ اور جو مجھے معلوم نہیں وہ بھی اس میں ہے۔

سترہویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۸ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اولیاء حق اور ان کی خلق کے ساتھ راستی معاملہ کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نیشاپور میں ایک بزرگ ابوالعباس نامی رہتے تھے۔ وہ سفر کو گئے اور چلتے ہوئے اپنے لڑکے سے جس کا نام ابوالعاس تھا ارشاد فرمایا کہ

میرے پاس چند بھیڑیں اور بکریاں ہیں تم ان کو ذبح کر کے گوشت بیچ دینا اور روپیہ جمع رکھنا۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور ایک مدت کے بعد واپس آئے۔ گھر میں ہڈیوں کا انبار لگا ہوا دیکھا۔ ابو العاص سے پوچھا کہ یہ ہڈیاں کہاں سے آئیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ بھیڑ اور بکریوں کی ہیں جن کی بابت آپ نے مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ ذبح کر کے گوشت بیچنا اور روپیہ جمع کرنا۔ میں نے تعمیل ارشاد میں گوشت بیچ دیا۔ باپ نے کہا یہ ہڈیاں کیوں رکھ چھوڑی ہیں ان کو ہمراہ گوشت کیوں فروخت نہیں کیا۔ ابو العاص نے جواب دیا کہ خلق میرے پاس گوشت کی طالب آتی تھی میں ان کو ہڈیاں خلاف طلب کیونکر دے سکتا تھا۔ ابو العباس نے یہ سنتے ہی شور کیا کہ تو نے میرا مال لٹا ڈالا لوگ غوغا سن کر جمع ہوئے۔ ابو العاص نے دریافت کیا کہ خیر اس تجارت میں آپ کو کس قدر نقصان پہونچا۔ ابو العباس نے طنزیہ کہا کہ مجھے بیس ہزار دینار کا خسارہ ہوا۔ ابو العاص نے ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے کہ اسی وقت ایک تھیلی بیس ہزار دینار کی ہاتھوں میں آپڑی۔ وہ اپنے باپ کو دی اور ارشاد فرمایا۔ گن لو۔ پورے بیس ہزار دینار رکھے۔ جب یہ حکایت تمام ہوئی میں نے عرض کیا کہ جلال قصاب متقدمین میں سے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ بلکہ متاخرین میں سے ہیں۔ اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ بیت۔

من پور قصابم سخنم پوست کشیدست　　　من پوست کشم ہر کہ بہ بازار من آید

میں نے عرض کیا کہ یہ نظم جلال کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں یہ ان کا کلام ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اسی حضرت دہلی میں ذوہٹہ کے پاس ایک قصابی کی دوکان تھی۔ یہ قصاب بھی صاحب کمال تھا۔ اور خلق کو اس سے فیض پہنچتا تھا۔ قاضی فخرالدین ناقلہ اوائل حال میں اس کے پاس بہت جاتے تھے۔ ایک روز انھوں نے دریافت کیا کہ تم کو کیا مطلوب ہے۔ قاضی فخرالدین نے کہا کہ میں قاضی ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ قاضی ہو جاؤ گے۔ چنانچہ وہ قاضی ہو گئے۔ اسی طرح ایک اور شخص بھی آپ کے پاس آنا جاتا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا۔ تمہاری کیا خواہش ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں میبرداد ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا تم میبرداد ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ مولانا وجیہ الدین حسام بھی مبدء حال میں اسی قصاب کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ ایک دن ان سے بھی پوچھا کہ تمہیں کیا مطلوب ہے۔ مولانا وجیہ الدین نے جواب دیا کہ میں عالم ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ تم کو علم حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ چند روز میں وہ عالم ہو گئے۔ اسی طرح ایک اور اہل کمال اس قصاب کے پاس آتے جاتے تھے۔ ان سے بھی ایک روز پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ مجھے محبت حق جل و علا

مطلوب ہے۔ چنانچہ یہ شخص بھی واصلان الٰہی سے ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس قصاب کو دیکھا تھا۔

اٹھارہویں مجلس

روز شنبہ تاریخ ۲۴ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو سعادت علوی کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ میرے دل میں چند روز سے ایک حدیث خلش رکھتی تھی۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر سے عرض کیا کہ میں نے بعض علوی حضرات کی زبانی سنا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ نے ایک فرمان لکھا تھا کہ میرے بعد اگر میری اولاد کسی مسلمان کو فروخت کر ڈالے تو روا ہے۔ مزاحم نہ ہونا چاہیئے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی۔ لیکن اولاد رسول کو گرامی رکھنا واجب ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اولاد رسول علیہ السلام سے نالائق بات کبھی وجود میں نہیں آتی۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ سمرقند میں ایک علوی صحیح النسب سید اجل نامی جن کی تصانیف سے کتاب نافع مشہور ہے رہتے تھے۔ ان کے ہاں ایک لونڈی تھی۔ اس کے لڑکا متولد ہوا۔ جب اس لڑکے کی

عمر کم وبیش پانچ چھ برس کی ہوئی وہ لڑکوں میں کھیلتا تھا۔ اسوقت ایک سقا آیا۔ اس نے اس کی پکھال کا منہ کھولدیا کہ پانی بہ گیا۔ سقے کو اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ وہ دوبارہ پکھال بھر کر لایا۔ لڑکے نے مشک میں تیر مارا کہ رخنہ ہوگیا۔ جسمیں سے تھوڑا تھوڑا پانی پھوار کے طور پر نکلتا تھا۔ سید اجل نے جب مشک سقے کی پھٹی ہوئی دیکھی دریافت فرمایا کہ اس میں سے پانی کیوں نکلتا ہے۔ سقہ نے جواب دیا کہ میں مشک بھرے لا رہا تھا۔ آپ کے لڑکے نے بانس کی چھوٹی سی تیر و کمان بنا رکھی ہے۔ وہ میری مشک میں ماری جس سے یہ چھوٹا سا سوراخ ہوگیا۔ سید اجل یہ سنتے ہی مکان کو گئے۔ تلوار ننگی کی اور لونڈی کے سر کے بال پکڑ کر فرمایا کہ سچ بتا کہ یہ لڑکا کس کے نطفہ سے ہے۔ ورنہ تجھے مار ڈالوں گا۔ لونڈی نے پہلے بہت انکار کیا۔ آخر کار جان کے خوف سے بتایا کہ یہ لڑکا فلاں غلام کے نطفہ سے ہے۔ سید اجل یہ سنکر باہر آئے۔ اس لڑکے کی دو چوٹیاں گوندھ رکھی تھیں منجملہ اس کے ایک کاٹ ڈالی۔ الغرض جو آل پیغمبر سے ہے اس سے کوئی حرکت کسی کی دل آزاری کی سرزد نہ ہوگی۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ بدایون میں ایک علوی رہتا تھا اس کے گھر میں لڑکا متولد ہوا۔ یہ روز وہ روز تھا کہ اس روز ماہ برج عقرب میں ساکن تھا۔ لوگ اس روز کے پیدا شدہ کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اس علوی نے وہ لڑکا دائی کو برائے پرورش دیدیا۔ اس نے

لے جاکر پالا۔ جب یہ لڑکا تین چار سال کا ہوا۔ اپنا روپ نکالا نہایت حسین وجمیل تھا کہ لوگ سب اس سے محبت کرتے تھے۔ کسی نے آکر ماں باپ سے کہا کہ ایسے کٹھور کیوں ہوگئے ہو۔ اس کو لے آؤ۔ وہ لے آئے۔ تعلیم قرآن شریف دی اور علم ادب بھی پڑھایا۔ القصہ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں نے اس سید علوی کو دیکھا تھا۔ حسن کامل رکھتے تھے۔ عالم اور مجتہد تھے۔ بدایون کے بہت سے باشندے ان کے شاگرد تھے۔ ادب اور صلاحیت کامل انکو حاصل تھی۔ جو شخص دیکھتا تھا اس امر کا اعتراف کرتا تھا کہ یہ آل رسول ہیں۔ اس کے بعد حکایت ان درویشوں کی ہوئی جو مدام مشغول بیاد الٰہی رہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی شیخ بدرالدین اسحاق کے سنا ہے کہ خانقاہ حضرت شیخ الاسلام میں ایک صوفی تشریف لائے تھے۔ مرد عزیز تھے۔ روز وشب بیاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ کپڑے ان کے بالکل میلے اور کھپٹ گئے تھے۔ ایک دن بدرالدین اسحاق نے ان سے کہا کہ آپ کپڑے کیوں نہیں دھوتے۔ جواب دیا فرصت کپڑے دھونے کی نہیں ہے۔ یہ بات اس عجز کے انداز سے کہی کہ سامعین کے آنسو نکل پڑے۔ اور ایک راحت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد گفتگو ذوق اور شوق کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لاہور میں ایک واعظ رہا کرتا تھا۔ صاحب تاثیر تھا۔ جو شخص اس کا وعظ سنتا۔ اس پر اثر ہوتا۔ ایک روز اس نے قاضی لاہور سے

آکر بیان کیا کہ میرا ارادہ بیت اللہ جانے کا ہے اجازت ہو تو جاؤں۔ قاضی نے کہا کہ تم سے یہاں لوگوں کو فیض ہوتا ہے نہ جاؤ۔ یہ کہہ کر کچھ نذر دی۔ دانشمند نے اس سال جانے کا ارادہ فسخ کیا۔ دوسرے سال اسی طور سے جا کر طالب اجازت ہوا۔ قاضی نے پھر کچھ سیم و زر نذر گذرانا۔ اور سال اول کی طرح کہا۔ پھر اس سال بھی باز رہے۔ تیسرے سال پھر گئے اور قاضی سے اشتیاق زیارت خانہ کعبہ کا حال عرض کر کے اجازت چاہی۔ اس دفعہ قاضی نے کہا کہ اے خواجہ اگر تم کو اشتیاق زیارت کعبہ ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ تم کسی کے قیدی نہیں ہو۔ شوق سے چلے جاؤ۔ یہ حکایت بیان فرما کر خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ عشق میں مشورت درکار نہیں ہوتی ہے۔

انیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو کشف و کرامت کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شہر میں فاطمہ سام نامی ایک نیک زن معمر صاحب صلاحیت رہتی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے اور یہ دو مصرعے

ہم عشق طلب کنی و ہم جاں خواہی ہر دو طلبے و لے میسر نہ شود۔

ایسے ایسے اشعار حسب حال بہت پڑھا کرتی تھیں۔ شیخ

نجیب الدین متوکل اور فاطمہ سام کے درمیان رشتہ مودت مستحکم تھا۔ آپ نے اِن کو منہ بولی بہن اور انھوں نے آپ کو منہ بولا بھائی بنا رکھا تھا۔ شیخ نجیب الدین کو اکثر فاقہ رہتا تھا۔ اور اس سبب سے ان کا کنبہ بھی فاقہ کشی کرتا تھا۔ جب فاقہ سے روز گزر کر رات بھی بسر ہو جاتی۔ فاطمہ سام ایک دیگچہ جس میں بیس سیر یا من بھر کھانا ہوتا۔ روانہ فرماتیں کہ یہ لوگ کھائیں۔ اور ہمیشہ ایسا فرماتی تھیں کہ شیخ نجیب الدین بطریق طیبت فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے فاقے کا حال فاطمہ سام پر ظاہر کرتا ہے۔ بادشاہ پر نہیں کرتا جہاں سے زیادہ آمد ہو۔ پھر متبسم ہو کر فرماتے کہ بادشاہوں کو یہ صفائی قلب کب ممکن ہے۔ اور یہ صفائی قلب ان کو کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ سام نے ایک روز مجھ سے کہا تھا کہ ایک شخص کی لڑکی نہایت حسین و جمیل ہے تم اس سے نکاح کر لو۔ میں نے جواب دیا کہ میں جس زمانہ میں حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ کی خانقاہ میں رہتا تھا۔ وہاں ایک جوگی آیا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ لڑکے نیک و بد اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ لوگ مباشرت کے اوقات سے واقف نہیں ہیں۔ اگر وقت نیک ہوا۔ لڑکا صالح ظہور میں آیا۔ وقت بد ہوا۔ لڑکا ناہنجار پیدا ہوا۔ مہینے کے تیس دن ہیں۔ ہر روز کی خاصیت جداگانہ ہے۔ یہ کہہ کر اس نے حال ہر روز کا بیان کرنا شروع کیا۔

میں نے کان لگا کر سنا۔ اور جو جو وہ کہتا گیا سب یاد کر لیا۔ اور اس کو سنا دیا۔ حضرت شیخ الاسلام بھی اس جلسہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ نظام الدین تم نے خوب کیا۔ مگر تم کو اس سے فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ یہ فرما کر خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ جوں ہی میں نے یہ حکایت فاطمہ سام سے کہی۔ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس شخص کے کہنے سے یہ بات تم سے کہی تھی۔ خیر تم کو اختیار ہے۔

بیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۹ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ ان دنوں ایک مدعی عنبد نے سماع کے بارہ میں خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر سے خصومت پیدا کر رکھی تھی سخت غلو کرتا تھا اور کلمات ناگفتنی کہتا تھا۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ الد الخصام کو سخت دشمن رکھتا ہے۔ اور الد الخصام سخت خصومت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اس کے بعد سماع کے بارہ میں یہ فائدہ بیان فرمایا کہ چند چیزیں موجود ہونی چاہئیں۔ اس وقت سماع سننا روا ہے۔ مسمع مسموع۔ اور مستمع کا ہونا ہے اور چوتھی شئے آلت السماع ہے۔ اس کے بعد اس کی شرح بیان فرمائی کہ مسمع کے معنی گوینده

کے ہیں۔ لازم ہے کہ گانے والا مرد ہو۔ لڑکا بے ریشا یا عورت نہ ہو۔ اور مسموع وہ غزل یا چیز ہے جو سنی جائے۔ ہزل اور فحش کی ذیل سے نہ ہونی چاہئے۔ اور مستمع یعنی سننے والے کو چاہئے کہ وہ یاد حق میں مملو ہو۔ اور آلت السماع چنگ وغیرہ مجلس میں نہ ہونا چاہئے۔ ایسا سماع حلال ہے۔ اور اس حدیث ۲ السماع مباح لمن کان قلبہ حی و نفسہ میت کے یہی معنی ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سماع ایک موزوں آواز ہے۔ وہ کیونکر حرام ہو سکتی ہے۔ اور غزل وغیرہ کلام ہے مفہوم المعنی اس کی حرمت کی کونسی وجہ ہے۔ باقی رہی تحریک قلب۔ اگر وہ متحرک بیاد حق ہو۔ مستحب ہے۔ اور اگر متحرک بفساد ہو حرام ہے۔

اکیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ محرم ۷۱۲ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اخلاق درویشاں اور ان کے اہل خصومت کے ساتھ معاملہ ٹھیک کرنے کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ تارانی نام بادشاہ حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت رکھتا تھا۔ لوگوں نے بلوہ کر کے اس کو شہید کیا اور دوسرے شخص کو بادشاہ کیا۔ اس بادشاہ کا ایک ندیم تھا۔ وہ حضرت سے

دشمنی رکھتا تھا۔ ایک روز تخلیہ میں بادشاہ کو ورغلایا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بادشاہی بلا دغدغہ کریں شیخ سیف الدین باخرزی کو شہید کرادیجے کل فتنہ وفساد وتحویل ملوک ان کی ذات سے پیدا ہوتا ہے۔ بادشاہ نے سنتے ہی کہا کہ تم مختار ہو جسطرح سے ہو سکے شیخ کو میری خدمت میں حاضر کرو۔ ندیم گیا اور بڑی بیحرمتی سے خود شیخ کا ڈوپٹہ ان کی گردن میں ڈال کر کھینچتا ہوا لایا۔ جوں ہی بادشاہ کی نگاہ شیخ پر پڑی۔ خدا جانے اس نے کیا دیکھا کہ فوراً تخت سے کود پڑا۔ بڑی عذر ومعذرت کی اور کہا کہ میں نے اس مصاحب کو ایسا نہیں کہا تھا اور آپ کو خلعت میں گھوڑا۔ کپڑا وغیرہ دے کر مرخص کیا۔ آپ خانقاہ کو چلے گئے۔ بادشاہ نے دوسرے روز اس ندیم کو جس نے آپ کی بدگوئی کی تھی ہاتھ پاؤں باندھ کر آپ کے پاس مع اس حکم کے کہ یہ ندیم گشتنی ہے بھیجا۔ اور جو شخص گرفتار کر کے لائے تھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ شاہ نے حکم دیا ہے کہ شیخ جسطرح مناسب تصور کریں اس کو قتل کریں۔ آپ نے اس کے ہاتھ پاؤں کھول دئے اور اپنے کپڑے پہنائے اور اس سے ارشاد فرمایا کہ آج میرے ساتھ وعظ میں چلو۔ یہ روز دوشنبہ تھا۔ آپ ہمیشہ ہر دوشنبہ کو وعظ فرماتے تھے۔ قصہ مختصر اپنے ہمراہ مسجد میں منبر تک لائے اور منبر پر چڑھ کر یہ بیت پڑھی۔ بیت۔

آنانکہ بجائے من بدی بسیار کردند　　گر دست رسد بجز نکوئی نکنم

یہ شعر پڑھکر فرمایا کہ جو فعل بندہ سے عالم وجود میں آتا ہے۔ درا صل فاعل خیر و شر خدائے تعالیٰ ہے پس جو کچھ نیکی و بدی ہے۔ منجانب اللہ ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ کسی شخص سے رنجیدہ نہ ہو اس کے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ راہ چلے جاتے تھے۔ کسی بے وقوف نے پیچھے سے آکر ہاتھ کاندھے پر مارا۔ آپ نے منہ پھیر کر دیکھا کہ آپ نے مجھے کیوں ٹوکا۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہر خیر و شر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہونچتا ہے۔ شیخ نے فرمایا فی الواقع بات یہی ہے۔ لیکن میں یہ دیکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس بدبخت کو کس کام پر تعینات کیا ہے۔

بائیسویں مجلس

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۰ ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو رویت حق کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ نعمت رویت جس کا وعدہ مومنین سے کیا گیا ہے وہ فردائے قیامت میسر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ مومن جب اس نعمت کو مشاہدہ کریں گے کئی ہزار برس تک حیرت میں رہیں گے۔ یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کسقدر کوتہ نظری ہوگی کہ اس کے بعد

ا

دوسری چیز کو دیکھیں۔ میں نے عرض کیا کہ سعدی نے ایک بیت اسی معنی میں نظم کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ بیت۔

افسوس بر آں دیدہ کہ روئے تو ندید ست | یا دیدہ و بعد از تو بغیرے نگریدا ست

آپ نے یہ بیت سنکر بہت استحسان فرمایا۔

تیئسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۲۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو مہابت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی وقت ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے نکاح کو عرصہ چھ ماہ کا منقضی ہوا ہے۔ اور آج میری منکوحہ کے فرزند تولد ہوا۔ آپ اس بارہ میں حکم فرمائیں۔ فَاَمَرَ بِرَجْمِہَا یعنی آپ نے اس کے رجم کا حکم دیا کہ اس کو سنگسار کریں۔ اس مجلس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی موجود تھے۔ آپ حضرت عمرؓ کی جانب مخاطب ہوئے۔ امیر المومنین نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ حملہ و فصالہ ثلثون شہرا۔ یعنے مدت حمل بچہ اور اس کے دودھ پینے کی تیس ماہ ہیں۔ پس دو سال مدت شیر ہوئی۔ رہا ہے کہ مدت حمل شش ماہ ہو۔ یہ سنکر حضرت

عمرؓ نے حکم رجم منسوخ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتے عمر ہلاک ہو جاتا۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے زنا سے حمل ہے۔ آپ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔ قضا کار امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی اس وقت تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نفاذ اس حکم میں تامل کیجئے۔ اس وقوعہ میں صرف عورت مجرم ہے لیکن اس طفل نے جو اس کے پیٹ میں ہے کیا قصور کیا ہے۔ جو اس کی بھی جان لی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس عورت کو تا وضع حمل نظر بند رکھو۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ لولا علی لہلک عمر۔ اس کے بعد آپ کے حسن ادب اسلام کے بارہ میں یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک شاعر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ کہہ کر آپ کی خدمت میں نذر گزرانا تھا۔ ایک مصرعہ اس میں کا یہ تھا۔ مصرع۔

کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیاً۔

یعنی بڑھاپا اور اسلام مرد کو گناہ سے روکنے والا ہے۔ آپ نے اس کو اس قصیدہ کا صلہ کچھ نہیں دیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے بہت بڑی امید سے اس قصیدہ کو نذر کیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فی الواقع میں تم کو اس کے بدلے میں کچھ نذر کرتا۔ لیکن تم نے بڑھاپے کو اسلام پر مقدم کیا ہے اس وجہ سے میں کچھ نہیں دیتا۔ اس کے بعد

گفتگو شعر کے بارہ میں ہوئی۔ بندے نے عرض کیا کہ بندہ نے زبان مبارک مخدوم سے سنا ہے کہ قرآن شریف پڑھنا شعر کہنے پر غالب ہو جاتا ہے برکت نفس مخدوم بندہ ہر روز قرآن شریف پڑھتا ہے امید ہے۔ کہ شعر کہنا چھوٹ جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ نے خادم کی یہ عرضداشت پسند فرمائی۔ اس وقت بندہ نے عرض کیا کہ الشعراء یتبعھم الغاوون کے بظاہر معنی یہ ہیں کہ متابعین شعراء گمراہ ہیں اور یہ بھی آپ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ان من الشعر لحکمۃ۔ پس جب اہل شعراہل حکمت ہوئے تو ان کے متابع کیونکر گمراہ ہو سکتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہزل و ہجوگو شعرا اور ان کے متابعین کے بارہ میں یہ حکم ہے۔ صحابہ کرام نے اشعار موزوں فرمائے ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ حکم کیونکر روا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دو شعر نشانہائے قیامت میں مشہور ہیں جن کے معانی یہ ہیں۔ جب عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں گی اس وقت دجال کے خروج کا خوف ہوگا۔ ان اشعار کا قافیہ سروج۔ فروج۔ اور خروج ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ اشعار میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک معتبر کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ لیکن مبالغہ شعری گناہ نہیں ہے۔

چوبیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۶ ر ماہ جمادی الاول سنہ ۶۶۶ھ کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو حسد کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللھم اجعلنی محسوداً ولا تجعلنی حاسداً۔ یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ حسد و غبطہ دو چیزیں ہیں۔ حسد یہ ہے کہ دوسرے شخص کی نعمت دیکھ کر جلے اور اس کا زوال چاہے۔ مگر غبطہ یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر خود بھی منعم ہونے کی آرزو کرے۔ حسد حرام ہے۔ اور غبطہ روا ہے۔

پچیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۳۰ ر ماہ مبارک رمضان عمت میامنہ سنہ ۶۶۶ھ کو

دولت قدمبوسی میسّر ہوئی۔ گفتگو احوال جیدر زادے کے بارہ میں ہو رہی تھی کہ ان کو سو برس کے بعد نعمت حاصل ہوئی اور ان پر دروازہ ہائے معرفت الٰہی کھلے۔ اس کے بعد گفتگو شیخ الاسلام قطب الدین نور اللہ مرقدہ کے بارہ میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ وہ عید کی نماز پڑھکر مع اپنے یاروں کے واپس آ رہے تھے۔ اب جس جگہ آپ کا مزار ہے وہاں

پہونچکر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت وہاں جنگل تھا۔ کوئی قبر یا گنبد نہ تھا۔
آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے خلق زیارت
کی منتظر ہو گی کہ بعد از فراغ زیارت کھانا کھائیں۔ اور آپ اسجگہ
درنگ فرما رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس زمین
سے بوُ اہل دل لوگوں کی آتی ہے۔ اسیوقت اس زمین کے مالک کو
بلاکر آپ نے خود اپنے مال سے وہ زمین خرید فرمائی اور اپنی قبر
اسی جگہ بنانے کے واسطے وصیت کی۔ یہ فرماکر خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر
نے آنکھوں میں آنسو بھر کر ارشاد فرمایا کہ دیکھئے حضرت قطب الاسلام
کی پیشین گوئی صحیح ہوئی۔ دیکھو وہاں کس کس اہل دل اور اہل محبت
کا مزار ہے اور وہاں کیسے کیسے اہل اللہ سو رہے ہیں۔ اس کے بعد
یہ حکایت شیخ محمود موزہ دوز رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ جس
شخص کا غلام بھاگ جاتا وہ آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرتا۔ آپ
اس غلام کا نام دریافت فرماتے اور تھوڑی دیر متامل ہو کر ارشاد
فرماتے کہ اچھا وہ آجائے گا۔ لیکن جب آجاوے مجھے خبر کرنا۔ الغرض
ایک مرتبہ کسی شخص نے آکر اپنے غلام کے بھاگ جانے کا حال
عرض کیا۔ آپ نے موافق قاعدہ کے بعد تامل ارشاد فرمایا کہ اچھا
جب وہ آجاتے مجھے اطلاع دینا۔ چند روز میں وہ غلام آگیا لیکن
مالک غلام آپ کی خدمت میں اطلاع کے لیے حاضر نہ ہوا۔ چند
روز بعد وہ غلام پھر بھاگ گیا۔ اس وقت اس شخص نے حاضر ہو کر

صورت حال عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ بات کہ جب غلام آجائے تم مجھے خبر کرو اس واسطے نہیں کہتا ہوں کہ تم سے شکرانہ طلب کروں بلکہ میرا مقصود ہوتا ہے کہ بعد آجانے غلام کے وہ خیال میرے دل سے محو ہو جائے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے تبسم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ شیخ محمود موزہ دوز نے مالک غلام سے کہا کہ تو نے وعدہ اطلاع دہی کیا تھا۔ لیکن خبر نہ دی۔ اب وہ غلام واپس نہ آئے گا۔ اس کے بعد حکایت شیخ الاسلام فریدالدین رح کی بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ پانچ درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ درویش درشت مزاج تھے۔ شیخ الاسلام سے کہنے لگے کہ ہم اقصائے عالم میں پھر آئے ہیں۔ لیکن ہم کو کوئی درویش نہیں ملا۔ شیخ فریدالدین نے کہا بیٹھئے، میں آپ کو درویش بتاؤں گا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اسی وقت رواں ہوئے۔ اس وقت شیخ الاسلام نے ازراہ کرم فرمایا کہ خیر جاتے ہو تو جاؤ مگر بیابان کے راستہ سے نہ جانا۔ دوسرے راستہ سے جانا۔ انھوں نے آپ کے ارشاد کے خلاف کیا۔ آپ نے پیچھے پیچھے آدمی دوڑایا کہ دیکھو وہ کس راستہ سے گئے ہیں۔ تفحص کنندہ خبر لایا کہ وہ براہ بیابان گئے اور چار شخص لُو سے ہلاک ہوئے اور ایک شخص نے کنوئیں پر جاکر اس قدر پانی پیا کہ ہلاک ہوا۔ آپ یہ سنتے ہی ہائے ہائے

کر کے رو پڑے اور سخت افسوس کے بعد فرمایا کہ انھوں نے میرا کہا نہ مانا مفت میں ہلاک ہوئے۔ خیران کی تقدیر میں یہی تھا۔ اس وقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بسبب زحمت چارپائی پر بیٹھے تھے۔ حاضرین سے فرمانے لگے کہ میں رنجور ہوں پیر میں زخم ہے۔ میری یہ گستاخی معاف کرو۔ یہ سن کر تمام حاضرین نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بیماری کو دور کرے۔ ہم سب کی جان آپ کی جان سے وابستہ ہے اور حیات آپ کی حیات سے متعلق اس وقت بندہ کو یہ بیت یاد آئی۔ بیت۔

جان جہانیاں توئی دشمن جاں بود کسے   اینہمہ دشمنان تو دشمن جان خویشتن

حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس قصیدہ کا مطلع پڑھا۔ بیت۔

دوش صبوحی بیزند بلبل مست در چمن   از خوشی صبوحیش گل بدرید پیرہن

اس کے بعد حکایت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی کہ شیخ جلال الدین تبریزی ؒ خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رح سے فرماتے تھے کہ میں نے حضرت خواجہ فریدالدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا تھا مجھ سے دریافت کیا تھا کہ مجھے کسی مرد خدا کا نشان بتاؤ۔ خواجہ بہاؤالدین زکریا نے ان سے کہا کہ تم نے ان کو شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رح کا نشان کیوں نہ بتایا۔ شیخ جلال الدین تبریزی نے فرمایا کہ جو مشغولی

میں نے خواجہ فرید الدین عطار میں دیکھی تھی۔ وہ دوسروں میں کم تھی۔ اسی وقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرد ضعیف کو دیکھا تھا وہ کہتا تھا کہ میں نے خواجہ فرید عطار کو دیکھا تھا۔ وہ اوائل حال میں پریشان قدم تھے۔ اس کے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب عنایت الہیٰ دامن گیر ہوتی ہے ایسے ہی واقعات ہوتے ہیں۔ اور یوں ہی کام بن جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کی وفات کا حال بیان فرمایا کہ کفار نے نیشاپور فتح کر کے آپ کو مع سترہ یاروں کے گرفتار کر کے مستقبل قبلہ بٹھایا اور شہید کرنا شروع کیا۔ خواجہ فرید الدین عطار سب کے آخر میں تھے۔ آپ نے جب اپنے دوستوں کو شہید ہوتے دیکھا۔ فرمانے لگے۔ کہ یہ کیسی تیغ قہاری و تیغ جباری ہے۔ اور جب خود شہید ہونے لگے فرماتے تھے کہ یہ کیسا احسان اور لطف و کرم الہیٰ ہے۔ اس کے بعد **حکایت** حکیم سنائی طیب اللہ ثراہ کی ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی رح فرماتے تھے کہ میں قصیدۂ حکیم سنائی کے ایک شعر کا مسلمان کیا ہوا ہوں۔ اس وقت ایک عزیز حاضر تھا۔ اس نے چند بیتیں اس قصیدہ کی پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ مجھے وہاں لے جائے جہاں حکیم سنائی مدفون ہیں۔ یا

وہاں کی خاک یہاں پہنچائیے کہ میں اس کو اپنی آنکھوں میں بجائے سرمہ لگاؤں۔

چھبیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ رمضان المبارک ۷۱۲ھ کو

دولت دست بوسی میسر ہوئی۔ حکایت قاضی منہاج سراج کی ہو رہی تھی کہ آپ صاحبِ ذوق و شوق تھے۔ ہمیشہ وعظ کہتے تھے۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر دو شنبہ کو ان کے وعظ میں بلا ناغہ جاتا تھا۔ اللہ اللہ کیسا حسن بیان تھا کہ ہر ایک شخص حیرت زدہ تصویر وار خاموش رہتا تھا۔ اور فائدے اٹھاتا تھا۔ ان کے وعظ میں لوگ زبان حال سے پڑھتے تھے۔ بیت۔

تو زلب سخن کشادی ہمہ خلق بے زباں شد   تو خرام کار کردی ہمہ دیدہ ہا رواں شد

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں ان کے وعظ میں غایت شوق سے بے خود ہو جاتا تھا۔ گویا مردہ ہوں یا سکتہ ہو گیا ہے۔ کیفیت مجھے سماع وغیرہ میں بھی حاصل نہیں ہوئی اور یہ حال حضرت شیخ الاسلام رح سے مرید ہونے سے پیشتر کا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک عزیز مجھ سے کہتا تھا کہ تم لائق قضا نہیں ہو بلکہ شیخ الاسلامی کے سزاوار ہو۔ اس کے بعد گفتگو اولیاء اللہ و

ابدال اور اوتاد کے بارہ میں ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں ایک صوفی سے یہ بات سنکر نہایت متفکر ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ نظام عالم ببرکت قطب و اوتاد وغیرہ قائم ہے۔ قطب ایک ہوتا ہے اور اوتاد چار تین ہوتے ہیں اور ابدالوں کی تعداد چالیس ہے۔ اور اولیاء اللہ چار سو ہوتے ہیں۔ قطب کے وفات پانے پر اوتاد میں سے ایک شخص قطب ہوتا ہے اور اسی طرح ابدال میں سے اوتاد اور اولیاء میں سے ابدال مقرر کیا جاتا ہے۔ اور اولیاء کی جگہ خالی رہتی ہے یعنی اولیاء ایک کم ہونے سے تین سو ننانوے رہ جاتے ہیں۔ اور اسی طرح کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور درِ ولایت بند کیا گیا ہے۔ آئندہ کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ولایت دو قسم پر منقسم ہے۔ ولایت ایمان اور ولایت احسان۔ ولایت ایمان ہر مومن کو میسر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین آمنوا۔ اور ولایت احسانی یہ ہے کہ کشف و کرامت و مرتبۂ عالی حاصل ہو۔

ستائیسویں مجلس

روز چہار شنبہ تاریخ نہم ماہ صفر سنہ ۷۲۲ھ کو

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ ذکر مشائخ ہو رہا تھا۔ بندہ نے

عرض کیا کہ سیدی احمد کیسے شخص تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بزرگ و صاحبِ باطن تھے۔ اہلِ عرب سے ہیں اور عرب کی رسم ہے کہ جب کسی شخص کو بزرگی سے یاد کرتے ہیں سیّدی کہتے ہیں۔ آپ حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر تھے جب منصور حلاج کو جلا کر ان کی خاک دریائے دجلہ میں ڈالی گئی تھی ڈالنے سے قبل سیدی احمد نے تھوڑی سی خاک اٹھا کر کھالی تھی کہ اس سے یہ جملہ برکات آپ کو حاصل ہوئیں۔

اٹھائیسویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۱۷ ماہ مذکور کو

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو مکارم و حسنِ اخلاق درویشاں کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شب کوئی چور بہ نیت سرقہ شیخ احمد نہر والی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں گھسا۔ تمام مکان ڈھونڈھ ڈالا مگر کچھ بھی دستیاب نہ ہوا لاچار واپس جانے کا قصد کیا کہ شیخ احمد کو خبر ہو گئی۔ آپ نے آواز دی اور قسم دلائی کہ ٹھہرے رہو میں کسیقدر تم کو حق المحنت دوں گا۔ شیخ احمد نہر والی پارچہ بافی کا کام کرتے تھے۔ اپنی کارگاہ میں گئے اور سات گز کپڑا جو انھوں نے بن رکھا تھا لائے۔ اور چور کو دیکھ کہا۔ اس وقت صرف اسی قدر موجود تھا۔ لے جاؤ چور کپڑا لے کر چلا

گیا اور دوسرے روز اپنے تمام کنبے کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں پر گر پڑا اور توبہ کی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

انتیسویں مجلس

روز یکشنبہ تاریخ ۶ ماہ ربیع الاول ۷۲۲ھ کو

سعادت دست بوسی میسر ہوئی۔ اس روز بندہ ایک چھوٹے لڑکے کو جو اس خاکسار کے اہل قرابت سے تھا اور کبھی کبھی اس کو تکلیف ہو جاتی تھی واللہ اعلم آسیب پری یا دیو تھا یا کچھ اور تھا اپنے ہمراہ لے گیا اس کا حال خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر سے عرض کیا۔ آپ نے نظر مرحمت سے دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اچھا ہو جائے گا۔ اور اسی وقت یہ **حکایت** متضمن اسی معنی کے ارشاد فرمائی۔ کہ بخارا میں ایک لڑکا تھا اسی طرح طائفہ جن و پری ستاتے تھے۔ مغرب کے بعد اس کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ اور اسی مکان کے صحن میں جو درخت تھا اس کی چوٹی پر بٹھا دیتے تھے۔ لڑکے کے ماں باپ نے سخت احتیاط کی مگر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ لاچار ہو کر بوقت شام لڑکے کو کوٹھڑی میں مقفل کر دیتے تھے لیکن وہ پھر درخت کی چوٹی پر بیٹھا ملتا تھا۔ تنگ آکر والدین اس کے لڑکے کو خواجہ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے۔ اور صورت حال عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے کا سر

منڈا ڈالو۔ چنانچہ سر منڈایا گیا۔ آپ نے کلاہ اس کے سر پر رکھی اور تلقین فرمایا کہ اگر اب طائفہ تیرے پاس آئے تو ان سے کہہ دینا کہ میں مرید شیخ کا ہو گیا ہوں۔ محلوق ہوں۔ اور یہ کلاہ خدمت شیخ نے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ تلقین سنکر لڑکا اور اس کے والدین اپنے گھر چلے گئے۔ شام کو حسب معمول وہ طائفہ جن و پری آیا۔ لڑکے نے کہا کہ میں شیخ سیف الدین باخرزی رح کا مرید ہوا۔ سر منڈایا ہے۔ اور آپ نے یہ کلاہ مجھے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ کلام سنتے ہی اس طائفہ نے کہا کہ واللہ اعلم کس بدبخت نے یہ بات ان کو بتلا دی کہ شیخ کے سامنے لے گئے یہ کہہ کر چلے گئے اور پھر کبھی نہ آئے۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ حکایت تمام فرما کر آنسو آنکھوں میں بھر لائے اور حسام زبن رو پڑے۔ یہ وقت بھی کمال با راحت تھا۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

اس کے بعد حکایت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کی بیان فرمائی کہ آپ بڑے عالم و فاضل تھے۔ مگر مشائخ و اہل فقر سے بدرجہ غایت عداوت و دشمنی رکھتے تھے۔ وعظ میں بھی اس طائفہ کو بہت برا بھلا کہتے۔ یہ خبر شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ العزیز کو بھی معلوم ہوئی۔ آپ نے خدمت گاروں سے کہا کہ مجھے سیف الدین کے وعظ میں لے چلو۔ خدمت گاروں نے صلاح کی کہ شیخ سیف الدین بغایت دشمن مشائخ ہیں۔ آپ کو ان کی مجلس میں لے چلنا یا جانا مناسب نہیں ہے۔ مبادا کہ آپ کے سامنے بھی

وہ برا بھلا کہیں۔ ہر چند خدمت گاروں نے شیخ نجم الدین کبریٰؒ کو سمجھایا۔ مگر آپ نے نہ مانا اور بہ تدبیر شیخ سیف الدین میں تشریف لے گئے۔ شیخ سیف الدین نے آپ کو دیکھ کر اور بھی زیادہ مشائخ کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ شیخ نجم الدین ناگفتنیہا کو سنکر سر ہلاتے اور آہستہ سے سبحان اللہ کہہ کر ارشاد فرماتے کہ اس جوان کو کس قدر فصاحت بلاغت اور علم حاصل ہے۔ الغرض بعد اختتام وعظ شیخ سیف الدین منبر سے نیچے اترے اور شیخ نجم الدین کبریٰ بھی مجلس سے اٹھ کر باہر جانے لگے۔ جس وقت دروازہ مسجد میں پہنچے۔ منہ پھیر کر ارشاد فرمایا کہ اب تک وہ صوفی نہیں آیا۔ آپ کے دہن مبارک سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ سیف الدین باخرزیؒ بیتاب ہو گئے۔ کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر شیخ نجم الدین کے پیروں میں گر پڑے اور مولنا شہاب الدین تورپشتی بھی اسی مجمع میں مرید ہوئے۔ اور آپ خانقاہ کو اس ہیئت سے۔ کہ داہنی جانب شیخ سیف الدین باخرزیؒ اور بائیں طرف مولنا شہاب الدین تورپشتی تھے واپس آئے۔ الغرض اسی روز یہ ہر دو بزرگوار مخلوق ہوئے۔ اس وقت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ نے شیخ سیف الدین سے کہا کہ تم کو دنیا بھی میسر ہوگی اور آخرت میں دنیا سے بہت زیادہ ملے گا۔ اور شیخ شہاب الدین تورپشتی سے ارشاد فرمایا کہ تم ہر دو جہاں میں خوش حال اور باراحت

رہو گے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب شیخ نجم الدین کبریٰ مسجد سے مع ان دونوں بزرگواروں کے چلے تھے شیخ سیف الدین داہنی جانب اور شیخ شہاب الدین بائیں طرف پیادہ پا رواں تھے۔ خانقاہ میں پہنچکر شیخ سیف الدین نے شیخ نجم الدین کا داہنا موزہ اور شیخ شہاب الدین نے بایاں موزہ اتارا۔ اور یہ مشائخ کی اصطلاح میں خاص امر ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ نے ولایت بخارا حضرت شیخ سیف الدین کو تفویض فرمائی۔ آپ نے عذر کیا کہ وہاں علماء بہت ہیں اور میرے تعصب از اہل فقر کا حال ان کو معلوم ہے۔ وہ میرے ساتھ بدسلوکی کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو اس امر سے کچھ واسطہ نہیں۔ تم چلے جاؤ۔ پھر میں جانوں اور وہ جانیں۔

تیسویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۶ ماہ ربیع الآخر ۷۱۲ھ کو

دولت دست بوسی میسر ہوئی۔ حکایت شیخ ابواسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کی ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا اصلی نام شہریار ہے۔ اور ابواسحاق کنیت ہے۔ یہ جولاہے تھے۔ اور کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ ایام طفلی میں تانا تنتے تھے اور کہ ایک

روز شیخ عبداللہ عفیف قدس سرہ العزیز اس راہ سے جہاں یہ تانا تن رہے تھے گذرے۔ ابواسحاق پر نگاہ پڑی۔ پیشانی انور پر آثار بزرگی دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم میرے مرید ہو جاؤ۔ ابواسحاق مرید ہونے کا نام سنکر حیران ہوئے اور عرض کیا کہ میں مرید ہونا نہیں جانتا کیونکر مرید ہوتے ہیں۔ شیخ عبداللہ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ تم میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہو کہ میں آپ کا مرید ہوا۔ ابواسحاق نے تعمیل ارشاد کی اور مرید ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ اب میں کیا کروں۔ حضرت عبداللہ نے تلقین فرمایا کہ جو چیز تم کو میسر ہو اس میں سے دوسروں کو بھی دیا کرو۔ آپ نے قبول فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد آپ تنہا کھانا نہ کھاتے تھے۔ بلکہ اپنے حصہ میں سے اور لوگوں کو دیتے تھے۔ ایک روز تین درویش آپ کے سامنے سے گذرے اور اس گاؤں میں مقام نہ کیا۔ آپ اسی وقت گھر میں گئے۔ تین روٹیاں موجود پائیں وہ لے کر باہر آئے۔ لیکن فقرا چلے گئے تھے۔ آپ ان کے پیچھے دوڑے اور از راہ ادب آگے بڑھکر سامنے سے حاضر ہوئے اور روٹیاں پیشکش فرمائیں۔ یہ ہر سہ اصحاب اہل دل و صاحب کمال تھے اور بھوک لگ رہی تھی۔ روٹیاں لے کر کھائیں۔ اور آپس میں تذکرہ کیا کہ اس شخص نے اپنا کام پورا کیا۔ ہم کو بھی اس کا عذر کرنا چاہیئے۔ بدلہ دو۔ ایک شخص نے کہا کہ

دنیا دینی چاہیئے۔ دوسرے نے کہا کہ دنیا دینے سے فساد میں مبتلا ہو جائے گا آخرت دینی چاہیئے۔ تیسرے نے کہا کہ درویش جوانمرد ہوتے ہیں۔ اسے دنیا و آخرت دونوں دو۔ القصہ ان تینوں اہل کمال نے آپ کو بہبودی دنیا و آخرت کے لئے دعا دی۔ یہ حکایت تمام فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ابو اسحاق شیخ کامل ہوئے ہیں۔ اور ان کے روضہ سے آج تک ہزار ہا اشخاص کو فیض پہنچتا ہے اور آپ کے مزار پہ بہت فتوح آتی ہے جو موجب نفقہ درویشاں و مجاوران خانقاہ کا باعث ہے۔ اس کے بعد حکایت شیخ احمد معشوق طوسیؒ کی ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک مرتبہ جاڑے کے چلہ میں اپنے مقام سے باہر نکلے دریا کو گئے۔ وسط دریا میں کھڑے ہو کر مناجات کی کہ الٰہی جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے گا۔ کہ میں کون ہوں۔ میں پانی سے باہر نہ نکلوں گا۔ اسی وقت یہ آواز سنی کہ تم وہ عالی درجہ شخص ہو کہ تمہاری شفاعت سے بروز حشر میں ہزار ہا اشخاص خطاکار بخشے جائیں گے اور وہ بہشت میں جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے اس سے صبر نہیں آیا۔ دوبارہ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ تمہاری خاطر و شفاعت سے ہزار اشخاص دوزخ سے خلاص کروں گا۔ آپ نے فرمایا

کہ مجھے اس امر سے کچھ غرض نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے بتلا دے کہ میں کون ہوں۔ اسی وقت آواز آئی کہ ہم نے حکم دیا کہ جس قدر درویش و عارف ہیں وہ میرے عاشق ہیں۔ اور تو میرا معشوق ہے۔ خواجہ احمد یہ سنتے ہی پانی سے نکلے۔ اس کے بعد جو شخص آپ سے ملاقی ہوتا تھا سلام بالفاظ السلام علیک یا احمد معشوق کرتا تھا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان فرما کر زور سے رو پڑے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ امر صحیح ہے۔ جس وقت لوگوں نے ان سے نماز پڑھنے کے بارے میں بہت کہا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ اور کہا سورہ فاتحہ نہ پڑھوں گا۔ علماء نے جواب دیا کہ بغیر اس کے نماز نہ ہوگی آپ نے فرمایا خیر ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ پڑھوں گا۔ کہا گیا کہ یہ آیت بھی پڑھنی ہوگی۔ القصہ بعد گفتگوئے بسیار نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھا ہر بن مو سے خون جاری ہوا۔ اس وقت حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں زن حائض ہوں میرے واسطے نماز روا نہیں ہے۔

اکتیسویں مجلس

روز سہ شنبہ تاریخ ۱۱ ماہ مبارک رجب ۶۲۲ھ ہجری کو

دولت دست بوسی حاصل ہوئی ان دنوں حضرت دہلی میں امساک باراں تھا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ کسی وقت دہلی میں کال پڑا۔ امساک باراں ہوا۔ خلقت حضرت شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ چل کر نماز استسقا پڑھائیں۔ آپ نے منظور فرمایا اور خلق کے ساتھ باہر آئے منبر پر چڑھے اور اثنائے دعا میں اپنی آستین میں سے ایک کپڑا نکالا اور آسمان کی جانب اٹھا کر چند کلمات کہے۔ اسی وقت بوندیں پڑیں پھر کھڑے ہو کر ایسا ہی کیا کہ پانی زور سے برسنے لگا خلق بھیگتی ہوئی اپنے گھر آئی۔ لوگوں نے دریافت حال کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کپڑا میری والدہ کے دامن کا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطور شفیع پیش کیا تھا کہ اس نے بارانِ رحمت بھیجا اس کے بعد ان کی بزرگی میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ آپ کے چند بھائی چچازاد تھے۔ آپ کبھی کبھی بطریق صلہ رحمی ان سے ملنے جاتے تھے یہ سب ٹھٹول باز تھے۔ ہر شخص سے مسخرگی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حسب عادت آپ سے بھی مسخر کرنے لگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معاف رکھو کہ تھوڑی دیر تمہارے پاس بیٹھوں ورنہ آوارہ و روسیاہ چلا جاؤں گا۔ یہ بات اس شکستگی کے ساتھ کہی کہ وہ سب رونے لگے۔

بتیسویں مجلس

روز دوشنبہ تاریخ ۱۱ر ماہ مبارک شعبان ۷۲۲ھ ہجری کو

دولت دست بوسی میسر ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ چند روز ہوئے آپ نے حکایت خواجہ احمد معشوق طوسی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی تھی لیکن اکثر آدمی ان کا نام محمد معشوق بتلاتے ہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ آپ ان کے اصلی نام سے مطلع فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا نام اصلی احمد معشوق ہے۔ البتہ ان کے والد کا نام محمد تھا۔

الحمد للہ علیٰ ذلک کہ یہ تین سال کے فوائد جو زبانِ مبارک حضرت شیخ المشائخ نظام الحق والملۃ والدین ادام اللہ سے سنے تھے ان اوراق میں لکھے گئے اور ترتیب پیشینہ ملا کر یہ کل پندرہ سال کے فوائد ہوئے اگر حیاتِ مستعار باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جو موتی اس دریائے رحمت زبان گوہر فشاں سے آیندہ سننے میں آئیں گے لکھے جائیں گے۔

نظم

چوں بہ مقصد فزود بست و دو سال	بستم روز از مہ شعبان
از اشارات خواجہ جمع آمد	ایں بشارت دہ فتوحِ جہاں
شیخ ما چوں محمد آمد ہست	حسن اندر ثنائے او حسانؔ

تمت بعونہ

ضابطۂ شریعت

یعنی

الحقوق والفرائض

انسانی زندگی کا ایک نہایت جامع اور نہایت مکمل دستور العمل ہے دنیائے اسلام میں اپنی طرز کی یہ پہلی کتاب ہے جو ایک نباض اسلام اور حکیم امت کے زبردست قلم سے اقتضائے ضرورت دینی کے لحاظ کر لکھی گئی ہے اور جسکو ایک نہایت مفید نہایت جامع نہایت مکمل قانون شریعت کہنے میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ فاضل مصنف نے تمام تعلقات انسانی کو قرآن شریف سے چن چن کر انسانی فرائض اور حقوق کو اس طرح دکھایا ہے کہ ہر ایک فرض کا عنوان موٹے حرفوں میں لکھا ہوا ہے عنوان کے تحت میں قرآن شریف کی آیت جلی اور واضح لکھی ہوئی ہے۔ آیت کے محاذی اس کا اردو ترجمہ ہے اور اسی کے ذیل میں اس کا فائدہ یا شان نزول۔ پھر ایک موٹی جدول کھینچ کر اسی عنوان کے متعلق معتبر اور ضروری حدیثیں اور جہاں آیت نہیں وہاں صرف حدیث ہے۔ آیت اور حدیث کے ذیل میں عنوان کے تحت بہت سے جزئی مسائل کا بیان ہے اور ان سب کے بعد مصنف مرحوم نے اپنی طرف سے توضیح کے طور پر نہایت دلچسپ معنی خیز اور شگفتہ پیرایہ میں ایسی عمدہ اور جامع اور مانع تقریر کی ہے جس سے تمام مطالب ذہن نشین اور سارے شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔

پس اگر آپ اپنی اور اپنے متعلقین کی دینی اور دنیاوی بہبود و فلاح کے لئے کوئی مکمل اور جامع شرعی دستور العمل چاہتے ہیں تو اس کتاب کو پڑھئے اگر آپ کو اپنی ان ذمہ داریوں کا علم حاصل کرنا ہے جو آپ پر ہادی برحق نے آپ ہی کی فلاح کے لئے لازم کی ہیں تو اس کتاب کو ملاحظہ کریں اگر

آپ کو اپنے باہمی معاملات اور معاملات کے نتائج کا مفصل حال دیکھنا اور معاملات کو کھرے کھوٹے پر کھنے کا معیار مطلوب ہے تو بس ایک ہی کتاب دیکھنے پڑھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے اگر آپ اخلاق و آداب کی سچی اور ہو بہو تصویر دیکھنا اور نیکنامی اور شریفانہ اور سچے مسلمانوں کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو پیش نظر رکھئے۔ اگر آپ کو سکون اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی ایسا دستور العمل درکار ہو کہ جیسے جیسے معاملات آپ کو پیش آتے جائیں اور ان سب کے بارے میں حکم و ہدایت موجود ہو اور اس جامعیت کے ساتھ موجود ہو کہ ہر قسم کے مسائل آپ کو مل جائیں تو اردو میں اس کے سوا دوسری کتاب نہیں ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔

۱۔ **حقوق اللہ**۔ اس حصہ میں تمام اسلامی معتقدات و عبادات اس جامعیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ اس کے پڑھنے کے بعد پھر کسی جزئی مسئلہ میں بھی دوسری کتاب کی حاجت نہیں۔ معتقدات میں اعمال قلبی کو گیارہ اور اعمال لسانی کو اٹھارہ بابوں میں منقسم کرکے ہر باب کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ عبادات میں تمام بدنی اور اعمال مالی اس خوبی سے مذکور ہوئے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں گویا یہ حصہ تمام دینیات و شرعیات سے لبریز ہے اور اسلامی فرائض الٰہی کا بہترین مجموعہ ہے۔

۲۔ **حقوق العباد**۔ اس حصہ میں دنیا بھر کے حقوق و فرائض جمع ہیں یعنی دنیا میں جس کو جن سے تعلق ہے اور جس طرح کا تعلق ہے اس کے تمام حقوق و فرائض فرداً فرداً مذکور ہیں مثلاً پیغمبر کے، امت کے، حاکم و محکوم کے، عالم و معلم کے، استاد و شاگرد کے، ماں باپ اور اولاد کے، شوہر و بیوی کے، قرابت داروں کے، پڑوسیوں کے، دوست دشمن کے۔ اہل معاملہ کے اور اہل معاملہ کے ذیل میں تجارت اور لین دین کے۔ یہ حصہ معاملات کا ایک کامل اور پورا قانون ہے جس کی دفعات نے کوئی جزئی معاملہ بھی بے لئے نہیں چھوڑا۔

۳۔ **اخلاق و آداب**۔ اخلاقی مضامین آپ نے کتب اخلاق میں دیکھے اور پڑھے ہوں گے مگر جو جامعیت اور طرز بیان اس کا ہے دوسری کتاب میں نہیں پا سکتے۔ آداب کے وسیع ابواب میں پیدا ہونے کے وقت سے مرنے تک یعنی آداب العقیقہ سے آداب جنازہ تک کے کل آداب نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ دوسرا ایڈیشن

کتابت، طباعت، کاغذ بہترین، قیمت ہر سہ حصص غیر مجلد۔ دس روپے۔

اجتہاد

اجتہاد میں دلائل عقلیہ اور شواہد مسلّمہ سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مقدس اسلام اور ستھرے معتقدات اور اصول اعمال سب فطری (مقتضائے طبع) ہیں۔ یعنی آدمی چاہے جس مذہب کا گرویدہ ہو، اگر پورے غور و فکر سے کام لے تو قطع نظر کسی دلیل خارجی کے صرف اسکی طبیعت کا تقاضا آپسے آپ اُسے اسلام کی حقانیت بے چون و چرا منوانے اور اسلامی معتقدات و ارکان کی صحت کے آگے سرِ تسلیم خم کرانے پر مجبور کرتا ہے۔ مصنف مرحوم نے ایک طرف اسلام کے پاک عقائد اور احکام و ارکان کو دینِ فطرت ثابت کیا ہے اور دوسری طرف یہودیوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کے معتقدات و اعمال بیان کرتے ہوئے اُن پر نہایت دیانت و انصاف سے جائز نکتہ چینیاں کر کے اسلام کی حقانیت کا ایسا زبردست اور لاجواب ثبوت دیا ہے کہ کسی مذہب کا کوئی آدمی جب تک وہ آدمی ہے اور انصاف و راستی کا جوہر رکھتا ہے صداقت اسلام کو بے تسلیم کئے نہیں رہ سکتا۔ اثبات توحید و رسالت کے دقیق و اہم مباحث کو فطری ثابت کرنے میں مصنف کا زور عبارت اور قلم کی جولانیاں خصوصیت کے ساتھ قابل دید ہیں اور زہد اور ترک دُنیا کے معرکۃ الآرا مضامین پر جو زبردست ریمارک کئے ہیں دیکھنے سے تعلق ہیں۔ زور عبارت اور بیان کا پیرایہ بالکل اچھوتا اور انوکھا ہے کہ ایک فرضی متزلزل الرائے سائل جس کو اسلام میں طرح طرح کے شکوک واقع ہیں سوال کرتا ہے اور مصنف مجیب بن کر اس کو نہایت تسکین بخش جواب دیتے جاتے ہیں۔ الغرض یہ اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ انگریزی خواں مسلمان جو مسلمان رہنا چاہتے ہیں اُن کو کم سے کم "اجتہاد" کا ایک نسخہ تو اپنے پاس رکھنا ضرور ہے۔

تقطیع ۲۲×۲۹/۸۔ صفحات ۱۲۲ بہترین کتابت و طباعت عمدہ کاغذ قیمت دو روپے چار آنے۔

واقعات دار الحکومت دہلی

دلی ایسا قدیم شہر ہے کہ اس کے جوڑ کا کوئی شہر روئے زمین پر نہیں ہے جس کے کھنڈر ۴۵ مربع میل میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس شہر کے کئی نام بدلے، کئی بار بسا اور اجڑا، گرا اور پہلے سے زیادہ بارونق ہو کر ابھرا۔ ہر بگاڑ میں ایک بناؤ تھا۔ یہی وہ مقدس شہر ہے جو پہلے پہل نامور راجگان ہنود مثلاً راجہ یدھشٹر اور رائے پتھورا کا راج دھانی رہا۔ یہیں بڑی بڑی مذہبی رسوم اشومیدھ یگ اور سومیر کی ہوتیں۔ جشن ایسے ہوئے کہ اندر کا اکھاڑہ بن گیا۔ دوسرا دور مسلمان بادشاہوں کا تھا جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ "بادشاہان ہند بادشاہی نمی کنند بلکہ خدائی می کنند" یہی وہ سرزمین ہے، جس نے بڑے بڑے معرکے دیکھے ہیں۔ یہی وہ خطہ ہے جس کی زمین کی آبیاری خون انسانی سے ہوئی ہے۔ اس کا چپہ چپہ نامور ہستیوں کو چھپائے ہوئے ہے۔ سلاطین اسلام کی متعدد مستقل یادگاریں اب بھی باوجود امتداد زمانہ اُن کی شان و شوکت اور عظمت و جبروت اور سطوت اور شکوہ کا بین ثبوت ہیں۔ جو آج بھی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ یہ عمارتیں اپنے بانیوں کی طاقت اور لاثانی سلطنت کا سکہ بٹھا چکی ہیں، جن کے دیکھنے کو اب بھی لوگ شوق کے سلسلے میں جکڑے ہوئے جوق جوق چار دانگ عالم سے کشاں کشاں رواں دواں چلے آتے ہیں۔ ان کی آنکھیں اگرچہ یورپ کی عمارتیں دیکھ چکی ہیں مگر ان کو جب دیکھتے ہیں تو پھڑک اٹھتے ہیں اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ ۱۵۵۰ برس قبل مسیح سے دلی کا پتہ چلتا ہے، دلی نے کئی جگہیں بدلیں اور کئی نام، کبھی اندر پرست کہلائی کبھی دلی اور کبھی شاہجہاں آباد۔ مسلمانوں کی سلطنت منتزع ہونے کے بعد دلی گویا مٹ گئی۔ دار السلطنت سے گھٹتے گھٹتے صرف ضلع رہ گیا۔ پھر خدا نے صدہا سال کے بعد اس کے دن پھیرے اور عہد انگریزی میں بھی دار السلطنت قرار پائی۔ دلی ہند کی تمام حکومتوں اور سلطنتوں کی جنم بھوم ہے۔ اسی سرزمین پر بادشاہ بنتے اور بگڑتے رہے

چلے آتے ہیں۔ دلی کی تاریخ گویا سارے ہندوستان کی تاریخ ہے کیونکہ اسی ٹکسال میں بادشاہ ڈھلتے تھے یہ خطہ بادشاہ گر ہے۔ مسٹر ہیلی چیف کمشنر دہلی نے مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف الرشید شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم سے خواہش کی کہ مبسوط مفصل تاریخ سرزمین دہلی کی لکھیں۔ اگرچہ سرسید کی بے نظیر کتاب آثار الصنادید اپنی جگہ لاجواب ہے مگر قریب قریب سو برس پہلے کے حالات زمانہ حال کی تحقیق و دریافت اور محکمۂ آثار قدیمہ کی توجہ گراں مایہ کے سبب سے ناکافی ہیں، لہٰذا مولوی صاحب نے اس بار گراں کو اپنے سر لیا۔ تمام مقامات کو جا جا کر دیکھا ان کے نقشے بنوائے اور سنہ ۱۹۲۰ء تک کی مکمل تاریخ نہایت محنت اور کاوش اور تحقیق سے لکھی۔ علاوہ اردو کی انگریزی کی تمام مستند کتابوں سے بھی مدد لی۔ جتنا بڑا شہر دلی ہے اتنی ہی بڑی کتاب بھی ہے اور کیسے نہ بڑھتی دریا کو کوزہ میں بند کرنا محال ہے۔ نقشوں کا بنوانا فوٹو تیار کرانا اور پھر اتنی بڑی کتاب کا چھپوانا منہ کا نوالہ نہ تھا۔ ڈھائی برس کی لگاتار محنت، صرف کثیر، بھاگ دوڑ، اہل مطبع اور کاتبوں کی ناز برداری کے بعد خدا خدا کرکے کتاب مکمل ہوئی۔ قیمت بیشک اس کتاب کی زیادہ ہے کیونکہ لاگت زیادہ بیٹھی ہے۔ لوکل گورنمنٹ نے اس تاریخ پر ہزار روپے کا اعزازی انعام مرحمت فرمایا ہے اور گورنمنٹ پنجاب، یوپی وغیرہ نے اسے کتب خانوں کے لئے منظور کیا ہے۔

شہر دہلی کی یہ لاجواب تاریخ تین جلدوں میں ہے۔ ۲۵۶۶ صفحات، تقطیع ۲۲×۲۹، عمدہ سفید کاغذ، ۲۰۹ نقشہ جات تصاویر قلمی و عکسی تصاویر، قیمت ہر سہ حصص بلا جلد پچیس ۲۵ روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔ مجلد یا چرمی ہر جلد علیحدہ علیحدہ مجلد شدہ تیس روپیہ۔ خریداروں کو تین جلدوں کا پورا سٹ دیا جائیگا۔ جدا جدا جلدیں نہیں ملیں گی۔

حصہ اول: ۵۵۰۰ قبل مسیح سے ۱۹۲۰ء تک کی مکمل تاریخ ۱۰۶۶ صفحے ۵۶ نقشہ جات و تصاویر قلمی و فوٹو

حصہ دوم: اندرون و ملحقات شہر کی عمارات ۹۵۲ صفحے، ۸۲ نقشہ جات و تصاویر قلمی۔

حصہ سوم: بیرون شہر و مضافات شہر کی عمارتیں ۵۴۵ صفحے، ۷۱ نقشہ جات و تصاویر قلمی۔

دو فرمانوں کے فوٹو۔ کاغذ۔ کتابت۔ طباعت دیدہ زیب۔ صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

فالنامہ نظامی

غیب کا علم تو خدا کو ہی ہے۔ مگر قرآن مجید کے ذریعہ اگر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیجائے تو یہ کوشش نہ صرف کامیاب بلکہ درست بھی ہوتی ہے۔ اسی کوشش کو فال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مختلف علماء کے مرتبہ فالنامے یکجا جمع کر کے ' فالنامہ نظامیؒ ' کے نام سے شائع کئے گئے ہیں جن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

۱	قرعۃ القرآن	۱۱	فالنامہ متعلق سبع سیارہ
۲	قرعۃ الانبیاء	۱۲	فالنامہ اظہار حمل
۳	قرعۃ الاولیاء	۱۳	فالنامہ متعلق ایام
۴	قرعۃ البروج	۱۴	خواص ایام ہفتہ برائے سفر
۵	قرعۃ الاعداد	۱۵	فالنامہ متعلق دوازدہ ماہ اسلامی
۶	قرعۃ الحروف	۱۶	ایام ہائے سعد و نحس
۷	فالنامہ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ	۱۷	فالنامہ متعلق گلہائے چمن
۸	فالنامہ لسان الغیب جناب خواجہ شیرازیؒ	۱۸	فالنامہ دریافت حال غائب
۹	فالنامہ یحییٰ منیری رح	۱۹	فالنامہ دریافت چوری و چور
۱۰	فالنامہ حکیم افلاطون	۲۰	استخارہ اسلامی

طباعت، کتابت دیدہ زیب۔ کاغذ گلیزڈ مجلد

قیمت ایک روپیہ